حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سورہ مدینہ میں نازل ہوا[1]
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے مردون کو
سورہ مائدہ سکھاؤ اور تمھاری عورتون کو سورہ نور اس سورہ
مین چھ سات آیتین ہین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَفَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْھَدْ عَذَابَھُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (یہ) ایک سورہ ہی جس کو ہم نے اتارا اور اس (کے احکام) کو فرض کر دیا اور اس مین ہم نے واضح آیتین اتارین تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد (جوان یا بیاہی ہون

فَرَضْنٰھَا مکی و بصری سا ترے کی تثقیل سے ۱۲۔ تَذَکَّرُوْنَ نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ساتھ تشدید ذال کے ۱۲ رَاَفَۃٌ مکی ساتھ فتح ہمزہ کے ۱۲

[1] ابن مردویہ (در) [2] سعید ابن منصور و ابن منذر و بیہقی مجاہد سے (در) سورۃ ای ھذہ سورۃ۔ فَرَضْنٰھَا قال ابن عباس بیّنّاھا۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و غیرھما (در) فی دین اللہ قال مجاھد فی اقامۃ الحدود (ابن کثیر) ۱۲

تو اُن مین سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو۔ اور اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر
ایمان رکھتے ہو تو چاہیئے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل مین (یعنے حد مارنے مین) تمھین
اُن دونون پر شفقت نہ دامنگیر ہو۔ اور چاہیئے کہ اُن دونون کی سزا کو مسلمانونکا
ایک گروہ دیکھے یعنی یہہ سورہ ہی کہ ہم نے اُسکو اُتارا اور ہم نے اسمین حلال و
حرام وامر و نہی حدود بیان کردئے۔ اور اُس مین آیاتِ بینات اُتارین تاکہ تم
نصیحت لو۔ زناکار عورت اور زناکار مرد ہر ایک کو ان دونون مین سے سو[1]
دُرّے مارو۔ نکتہ یہان زانیہ کو زانی پر اس لئے مقدم فرمایا کہ زنا کی جانب جو چیز
راغب کرتی ہی وہ عورت مین زاید ہی۔ اگر وہی مرد کو قابو نہ دے تو زنا واقع نہو

[1] نکتہ۔ ایک سال کے تین سو ساٹھ دن مین جسمین حیض کی اکثر مدت ہر ماہ مین دس دن جاتے ہین
تو سال بھر مین یہ ایک سو بیس روز گئے۔ اور نفاس کے چالیس دن کل ایک سو ساٹھ دن۔ بچے
دو سو دن۔ جو عددِ ایامِ استمتاع تھے جس مین دونون اپنی شہوت رانی حلال سے کرسکتے تھے۔ لیکن
انھون نے حرام کیا تو وہی عدہ یعنے دوسو کے اعتبار سے زانی اور زانیہ ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔
[2] نکتہ۔ چار عورتین حلال ہین۔ غالب مدتِ حیض پانچ دن ہوتی ہی۔ ہر مہینے مین آدمی پچیس دن حلال
کرسکتا ہی۔ تو چارون کے پاس اشتغالِ بالحلال کے سو دن ہوے۔ اسی عدد کے اعتبار سے ہر ایک کو سو
[3] نکتہ۔ سال کے بارہ مہینے۔ ہر مہینے کے چار جمعے۔ اور ہر مہینے کے تیس دن اور تیس رات اور ہر دن
رات کے چوبیس گھنٹے۔ ان سب اعداد کو جمع کرو تو سو ہوتے ہین۔ نکتہ۔ پیٹھ پر کوڑے اس لئے مارے
جاتے ہین کہ امانتِ نسل پیٹھ مین ہوتی ہی تو جس نے اس امانت کو غیر موضع مین رکھدیا تو وہ مستحق سزا ہوا۔

اور آیت السارق والسارقة مین چور مرد کو چور عورت پر اس لئے مقدم فرمایا کہ
چوری قوت وجرأت سے ہوتی ہے اور وہ مرد مین زیادہ ہی۔ غرض اس آیت
مین بیان حدِ زنا کا ہی۔ اور علما کو اس مین تفصیل ہی۔ تو اب زناکار مرد ہو یا عورت
دو طرح پر ہین۔ یا بکر جو نکاح نہ کیا۔ یا محصن جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو
اور وہ عاقل وبالغ آزاد ہو۔ پھر اگر بکر جس نے نکاح نہین کیا تو اُسکی حد یہی سو
دُرّے ہی۔ اور جمہور کے پاس سو درے کے ساتھ ایک سال شہر بدر بھی کیا جاے
جس طرح صحیحین[1] کے حدیث مین آیا ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ
شہر بدر کرنا امام کی راے پر موقوف ہی۔ چاہی شہر بدر کرے چاہی نہ کرے۔ چونکہ

---

[1] ابو ہریرہ اور زید بن جہنی رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو
اعرابی آئے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا اس شخص کے یہان مزدوری پر تھا۔ پھر اُس نے اُسکی جورو
سے زنا کیا تو مین نے اپنی بیٹے کے عوض سو بکریان اور ایک لونڈی چھوکری فدیہ دی۔ پھر مین نے اہل
علم سے دریافت کیا تو انہون نے مجھے آگاہ کیا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر کی سزا ہے
اور اس شخص کی جورو پر رجم (یعنے سنگساری) ہے۔ یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا قسم اسکی جسکے قبضہ مین
میری جان ہی کہ مین تم دونون کے درمیان کتاب الٰہی کے موافق حکم کرون گا۔ وہ چھوکری اور
بکریان تجھپر واپس ہونگی اور تیرے لڑکے پر سو درّے اور ایک سال شہر بدر ہی اور اے اُنیس (یعنی اسلم مین کا
ایک شخص تھا) تو صبح کو اس دوسرے شخص کی عورت کی پاس جا۔ اگر وہ عورت اقرار کرے تو اسکو سنگسار کر دے پھر
اُنیس دوسرے روز صبح کو گئے تو اس عورت نے اقرار کیا انہون نے اسکو سنگسار کر دیا (ابن کثیر از بخاری ومسلم)

حدیث ظنی ہے اس لیے اُس پر عمل کرنا امام کی رائے پر موقوف رہا۔ اور اگر محصن ہو یعنی وہ مرد (یا عورت) جو آزاد بیاہا ہو۔ عاقل بالغ ہو تو اسکے لیے رجم (یعنے سنگسار کرنا) ہے اور حکم رجم کا اُس آیتِ قرآنی سے ہے جسکا حکم باقی اور تلاوت منسوخ ہے اور اجماع بھی منعقد ہے۔ کیونکہ حضرت عمر[1] رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر فرمایا کہ "جو اللہ تعالےٰ نے اُتارا اُس مین آیتِ رجم بھی سو ہم نے اسکو پڑہا اور یاد رکھا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور ہم نے آپ کے بعد رجم کیا۔ اور ایک روایت[2] مین یہ بھی فرمایا" اور اگر کہنے والا یہ نہ کہتا کہ عمرؓ نے کتاب اللہ مین بڑہا دیا جو اُس مین نہ تھا تو مین مصحف کے ایک طرف مین لکھدیتا۔ اور خبردار ہو کہ ایک قوم تمھارے بعد آئے گی جو رجم اور شفاعت اور عذابِ قبر کا انکار کریگی"۔ الحمد للہ قرآن کی کتابت مین کسقدر انتظام تھا کہ قرآن ہی کی آیت جو قابلِ عمل۔ لیکن اسکے پڑہنے کا حکم نہ تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے نہ لکہا کہ لوگ کہین آپ پر قرآن مین زیادہ کرنیکا الزام نہ لگائین لیکن اس احتیاط کی بھی بعضے روافض نے یہ الزام لگایا۔ اور یہ بھی کرامت آپکی ظاہر ہو گئی کہ منکرین

بیان آیت رجم

کرامت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

[1] یہ حدیث طویل صحیحین مین امام مالک سے مروی ہے اور امام احمد و نسائی نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی (ابن کثیر) [2] امام احمد (ابن کثیر) ۱۲

شفاعت و عذاب قریب ہو گئے۔ یہ بھی فرمایا اِیَّاکُم اَن تَہلِکُوا عَن اٰیَۃِ الرَّجمِ الحدیث[1]
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم پڑھتے تھے اَلشَّیخُ وَالشَّیخَۃُ اِذَا
زَنَیَا فَارجُمُوھُمَا اَلبَتَّۃَ۔ تو مروان نے کہا کہ کیوں اس آیت کو مصحف میں
نہیں لکھتے تو آپ نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسیطرح ذکر کیا۔ آپنے
فرمایا تھا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور رجم کی آیت
لکھنے کے لئے عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب یہ نہیں ہو سکتا یا اسی کے مانند
کچھ فرمایا[2] شیخ ابن کثیر نے کہا کہ یہ سب طرق متعدد باہم ایک دوسرے کو قوت دیتے
اور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آیت رجم لکھی ہوی تھی پھر اوسکی تلاوت منسوخ ہو گئی
اور اسکا حکم باقی رہا جس پر عمل ہوتا رہا چنانچہ صحیحین کی حدیث (جو قریب میں حاشیہ میں گذری)
جس میں وہ عورت رجم کیگئی جوانے مزدور سے زنا کی تھی۔ اور رسول اللہ علیہ وسلم نے
ماعز کو اور غامدیہ کو رجم فرمایا[3] چنانچہ صحیح مسلم میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ ماعز بن مالک حضور
میں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مجھے پاک کیجے۔ فرمایا تجھپر افسوس ہے پھر جا (یعنی اس مقام سے یا اس کلام سے)

---

[1] یعنی بچو کہ کہیں آیت رجم کے انکار کرنے سے ہلاک نہ ہو جاؤ آخر حدیث تک۔ امام احمد و ترمذی (ابن کثیر)
[2] ابو یعلی موصلی اور نسائی (ابن کثیر) [3] مشکوۃ کتاب الحدود اور بخاری وغیرہ میں بھی ماعز کے رجم کا ذکر ہے

اور اللہ تعالی سے استغفار کر (یعنے زبان سے) اور اُسی کی طرف رجوع کر (یعنے دل کو)
راوی نے کہا کہ وہ پھرا اور تھوڑی سی دور گیا اور پھر آیا اور عرض کی یارسول اللہ
مجھے پاک کیجے۔ پھر حضرت نے اسی طرح فرمایا جب اسی طرح چار مرتبہ ہوا اور چوتھے
بار عرض کی کہ مجھے پاک کیجے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مین کس سبب سے تجھے پاک کرون
عرض کی زنا سے (یعنی حد قایم کرکے زنا کے گناہ سے پاک کیجے۔) حضرت نے فرمایا کہ
اس کو جنون ہی عرض کیا گیا کہ اسکو دیوانہ پن نہین ہی۔ فرمایا کیا اس نے شراب پی ہی
تو ایک شخص کھڑا ہو کر اُس کے منہ کی بو سونگھی تو شراب کی بو نہ آئی پھر حضرت نے فرمایا
کیا تو نے زنا کیا ہی عرض کی ہان پھر حضرت نے اُس کے سنگسار کرنیکا حکم فرمایا جب
سنگسار کئے بعد دو تین روز گذر گئے اور انکا کچھ ذکر ہوا۔ پھر حضرت تشریف لائے
اور فرمایا کہ تم ماعز بن مالک کے لئے استغفار کرو (یعنے اُن کے لئے زیادتی مغفرت اور
ترقی درجات طلب کرو) بیشک ماعز نے ایسی توبہ کی کہ اگر درمیان اُمت کی تقسیم
کی جاے (یعنی اُسکا ثواب) تو البتہ اُن کو کفایت کرے۔ پھر حضرت کے پاس ایک
عورت قبیلۂ غامد سے آئی کہ وہ قبیلہ ازد سے ہی[1] عرض کرنے لگی کہ یارسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کیجے۔ فرمایا تجھپر افسوس ہی۔ پلٹ کر جا اور اللہ سے مغفرت چاہ

[1] یعنے بڑا قبیلہ ازد تھا۔

تفسیر حقانی (marginal handwritten note, partly illegible)

اور اوسکی طرف رجوع کر۔ عورت عرض کرنے لگی کہ جس طرح آپ نے ماعز بن مالک
کو پھرایا اسی طرح مجھے بھی پھرانا چاہتے ہین۔ مین تو حاملہ ہون (یعنے اگر ماعز انکار
کرتے تو ممکن تھا اور مین تو حاملہ ہون کس طرح انکار کرسکتی ہون) حضرت نے
فرمایا تو زنا سے حاملہ ہی (یہ ایک طرحکا تغافل ہی اور اُسکو اُس کے اقرار سے پھیرنا ہے)
وہ بولی ہان۔ حضرت نے فرمایا تو جنے تک صبر کر۔ پھر جب جنی۔ فرمایا جا اسکو دودھ
پلا یہان تک کہ تو اوسکا دودھ چھڑائے۔ پھر جب دودھ چھڑایا تو اُس لڑکے کو حضرت
کے پاس اس حال مین لائی کہ اُس کے ہاتھ مین روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اور عرض کی کہ اے
اللہ کے نبی بے شک مین نے اسکا دودھ چھڑایا۔ اور یہہ کھانا کھانے لگا ہی حضرت
نے اُس لڑکے کو ایک مسلمان شخص کے سپرد کیا۔ پھر حضرت نے حکم فرمایا کہ اس کے
لیے ایک گڑہا کھودا جائے جسب حکم اُس کے سینے تک گڑہا کھودا گیا۔ اور لوگون کو
اُس کے سنگسار کرنیکا حکم فرمایا۔ پھر اُسکو سنگسار کیا۔ خالد بن ولید نے ایک پتھر اُسکے
سر پر پھینکا تو خالد کے منہ پر خون گرا خالد نے اُسکو برا کہا۔ یہ سنکر حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای خالد باز رہ (یعنے وہ بخشی گئی اُسے برا نہ کہہ) قسم ہے اُس
ذات کی کہ جس کے ہاتھ مین میری جان ہی بے شک اس عورت نے ایسی توبہ کی

سلہ اللہ رے خوف باری اور شوق جان نثاری ۱۲

اگر محصول لینے والا بھی اس طرح کی توبہ کرے تو اُسکی بخشش ہو جائے۔ پھر اُس پہ نماز پڑہنے کا حکم فرمایا۔ نماز پڑہی گئی اور دفن کی گئی"۔ **فقیر** کہتا ہے کہ ان دونون صاحبون پر خوف آلہی اس طرح غالب ہوا کہ جان تک دینا آسان ہو گیا۔ وہ عین الیقین سے ایسے مقام پر پہونچے کہ خود کو نثارِ جانان کر دیا۔ نہ مال و اولاد کا خیال کیا۔ نہ عزت و جاہ کا۔ ایسے ہی تائب محبوب خدا اور اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ کے مصداق ہین۔ خود پاک ہو کر دوسرون کو بھی اپنی شفاعت سے پاک کرین گے بخلاف اُس شخص کے کہ جس پر گواہ گذرنے سے حد جاری ہوی ہو۔ اُس کے خود پاک ہونے مین اختلاف ہے۔ کیونکہ یہان جان نثاری مفقود اور جبر واکراہ موجود ہے

له یہ جو چو کہیون پر خلافِ شرع محصول لیتے ہین بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ براہِ ظلم لوگون سے مال لینا ہے (اشعۃ اللمعات) اسی تفسیر کے صفحہ ۴۴۰ سے ۴۴۲ تک حرمتِ محصول کا بسط سے بیان ہوا ہے۔ فقیر نے اسی ہفتہ مین ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص جو اسی محکمۂ محصول مین نوکر ہے اور مجھسے معرفت بھی ہے اس کا انتقال ہو گیا۔ مین بھی دفن مین شریک ہون۔ لیکن جب اُس کے بھائی قبر مین منہ کہولنے کے لئے اُترے تو وہ شخص اُٹھ بیٹھا۔ میرے پیر و مرشد اور مین واپس ہو گئے۔ کچھ تہوڑے لوگ وہان باقی تھے۔ جب وہ آئے تو مین نے اُسکا واقعہ پوچھا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ اُس مین شیطان حلول کیا اور وہ ہر ایک کو کاٹنے دوڑتا تھا۔ اور اُس کے پیشانی پر ہندؤن کی طرح ٹیکا تھا۔ مجھے خواب مین ہی خیال آرہا ہے کہ اس کو تفسیر مین لکھنا چاہئے۔ تا اس محکمہ سے دوسرے محکمۂ ملازمت کی طرف لوگ منتقل ہون فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ۱۲

جواہر التفسیر

جان بجانان دہ و گرنہ از تو بستاند اجل   خود تو منصف باش حافظ این کو یا آن نکو

ان احادیث میں صرف رجم ہی دُرّے مارنا نہیں اسی لئے ائمہ ثلاثہ اسطرف گئے کہ محصن و محصنہ کو صرف رجم کریں اور دُرّے نہ ماریں۔ لیکن امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دونوں کو جمع کرنا چاہئے۔ دُرّے تو بحکم آیت اور رجم بحکم سنّت واجب ہی چنانچہ امیرالمؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب آپ کے پاس سراحہ عورت کو لائے اور اُس نے زنا کیا تھا تو آپ نے پنجشنبہ کو اُسکو سو دُرّے مارے اور جمعہ کے روز اُس کو رجم کردیا۔ اور فرمایا کہ میں نے اُسکو دُرّے بحکم کتاب آلہی مارے اور رجم اُسکو بسُنّت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کردیا[۱] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے لو مجھسے لو کہ اللہ تعالے نے ان عورتوں کے لئے راہ کردی کہ بکر ساتھ بکر کے (اُسکی سزا) سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر ہی۔ اور ثیب ساتھ ثیب کے سو کوڑے اور رجم ہے[۲] "مسئلہ لواطت (یعنی مرد کے ساتھ مرد بُرا کام کرے) تو ائمہ ثلاثہ کے پاس اُس کا بھی زنا کار کا حکم ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے بار تعزیر دینی چاہئے اور جو بار بار

[۱] امام احمد نے روایت کی (ابن کثیر) [۲] امام احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ (ابن کثیر) [۳] اسی تفسیر کے صفحہ ۴۲۹ میں میزان شعرانی سے بیان گذرچکا۔ ۱۲

ہو تو قتل کرنا چاہیے۔ رسول[1] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جس شخص کو
تم عمل قوم لوط کرتا ہوا پاؤ تو فاعل ومفعول دونون کو قتل کر ڈالو مسئلہ اگر کوئی جانور
سے وطی کرے تو چارون امام متفق ہین کہ اُسکو تعزیر دی جائے۔ اور حدیث مین
قتل کا لفظ تہدید کے لئے ہی۔ اگر وہ جانور کھایا جاتا ہی تو قتل کیا جاوے۔ اور اگر کھایا
نہین جاتا تو دو وجہین ہین۔ چاہے قتل کرے یا نہ کرے۔ روایت[2] ہے ابن
عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو کوئی جانور سے فعل بد
کرے تو اُس شخص کو اور اُس کے ساتھ اُس جانور کو بھی قتل کرو۔ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہا گیا کہ جانور کا کیا حال ہی (یعنے وہ کیون قتل کیا جاتا ہی) ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے فرمایا کہ مین نے اس مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہین سنا۔
لیکن مین گمان کرتا ہون کہ حضرت نے اُس کے گوشت کھانیکو اور اُس سے
(یعنے دودھ اور پشم اور ولادت سے) نفع لینے کو مکروہ جانا۔ رسول[3] اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدون سے ایک حد کا جاری کرنا چالیس رات
خدا کے شہرون مین پانی برسنے سے بہتر ہی۔ یعنے حدود جاری کرنے سے مخلوق

[1] ترمذی وابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الحدود) [2] ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الحدود)
[3] ابن ماجہ ونسائی از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) ۱۲

بیان ممانعت زیادتی حدود

معاصی سے باز رہتی ہے۔ تو اس سے بہت کچھ خیر و برکت پھیلتی ہے۔ اور جو حدود نہ قایم ہون تو طرح طرح کے معاصی اور برے برے عقاید شایع ہو جاتے ہین جیسے طاعون و زلزلہ و قحط وغیرہ ہزارون قسم کی آفتین نازل ہوتی ہین چنانچہ رسول اللہ[1] صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" جس قوم مین کہ زنا ظاہر ہوتا ہے تو وہ ضرور قحط مین گرفتار ہوتی ہے۔ اور جس قوم مین کہ رشوت ظاہر ہوتی ہے تو ضرور وہ رعب مین گرفتار ہوتی ہے۔ یعنے جب آدمی رشوت خوار ہوتا ہے تو خوفناک رہتا ہے"

اب اس کا بیان ہے کہ حاکم کو حدود جاری کرنے مین ایسی شفقت نہ آئے کہ جس[2] سے حد معطل کردے یا یہ کہ خفیف[3] سے کوڑے مارین کیونکہ ہم سب اللہ کے بندے ہین ہم کس طرح حد کو کم یا ترک کرسکتے ہین کیا ہماری رحمت اس سے زیادہ ہے۔ اور ایسی دمار دار چیز سے حدود مین نہ مارا جائے کہ جس سے زخم پڑ جائین یا خوف دلانے کے لئے حد سے زیادہ مارین بلکہ ہر حال مین بدون کمی و زیادتی اس کے حکم کے مطیع رہین۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہو تو ہمارے مطیع رہو۔ اور فرمایا کہ زانیہ اور زانی کے عذاب کے وقت ایک

---

[1] امام احمد از عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) [2] یہی قول مجاہد و عکرمہ و عطاء بن ابی رباح و سعید بن جبیر کا ہے (ابن کثیر و در) [3] حسن بصری عامر شعبی (ابن کثیر و در) ۱۲

طائفہ مومنون مین سے حاضر ہووے - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ طائفہ ایک مرد اور اُس سے اوپر جتنے ہون - مجاہدؒ نے کہا کہ طائفہ ایک مرد سے ہزار تک ہے اور یہی قول عکرمہ کا ہے - اسی لئے امام احمدؒ نے فرمایا کہ طائفہ کا لفظ ایک پر بھی صادق آتا ہے - سعیدؒ بن جبیر نے کہا کہ طائفہ چار شخص یا زیادہ امام مالک نے بھی اسی طرح فرمایا کیونکہ زنا کی گواہی مین چار سے کم نہین ہین تو چار ہون یا زیادہ ہون - اور یہی امام شافعی کا قول ہے - اور اُن کا حاضر ہونا اس لئے ہے کہ تا زانی و زانیہ کے لئے نصیحت و عبرت ہو - یا اس واسطے کہ اُن دونون کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا کرین - کہا گیا کہ یہ حضور حکم استحبابی ہے - اور زنا کا ثبوت چار آدمی کی گواہی یا مجرم کے اقرار سے ہوتا ہے - تفصیل کے لئے فقہ کی جانب رجوع کرین - فقیر عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالے ارحم الراحمین ہے اور اُس کے رسول رحمۃ للعلمین ہین - یہ رحمت کا ہی تقاضا ہے کہ معصیت کے عوض جسم کو تکلیف دیجاوے تا اس تکلیف سے روح کو طہارت حاصل ہو کیونکہ اُسی کی صحت مقصود اصلی ہے اور جسم اُسکی گویا سواری ہے - قاعدہ ہے کہ جب گھوڑا شرارت کرتا ہے تو سوار اُسکو

---

[1] عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) [2] ابن جریر (در) [3] ابن کثیر [4] عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم از قتادہ (در) [5] ابن ابی حاتم از نصر بن علقمہ (در) ۱۲-

بہت سے کوڑے مارتا ہے۔ اور جب اُس پر بھی شرارت سے باز نہین آتا ہی تو بھر ذبح کرنے آمادہ ہوجاتا ہی کیونکہ سوار کے مقابلہ مین سواری کی کچہہ بھی عزت نہین اسلئے کہ دوسری سواری اس سے بہتر مل سکتی ہی۔ اسی طرح سمجہو کہ اگرچہ جسم حدود مین ہلاک بھی ہوجائے تو اس سے بہتر دوسرا جسم عنایت ہوگا۔ اس نکتہ کو صحابہ کرام نے خوب سمجہا تہا۔ جب ہی تو دوڑے دوڑے حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کرتے تہے کہ ہم پر حد جاری کیجے اور ہمارے جسم کو پامال کیجے بعد بیان سزائے زنا کے اسی کا ایک دوسرا حکم بیان فرماتا ہی۔ اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ○ زانی نکاح نہین کرتا مگر زنا کرنے والی عورت سے یا مشرکہ سے اور زنا کرنے والی عورت سے نکاح نہین کرتا مگر زنا کرنے والا یا مشرک۔ اور یہ (نکاح) مسلمانون پر حرام کردیا گیا ہی۔ نکاح کے معنے لغت مین وطی کے ہین۔ اور اصطلاح شرع مین وہ عقد ہے کہ بسبب اُس کے اجنبیہ عورت سے جو محل نکاح ہو وطی حلال ہوجاتی ہی۔ قرآن مجید مین نکاح دونون معنے سے مستعمل ہے۔ اگر یہان وطی[۱] کے

[۱] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت مین لا ینکح کے معنے نکاح کے نہین ہین بلکہ جماع کے ہین ابن کثیر نے کہا کہ اُسکی اسناد صحیح ہی اور اس سند کے اور کئی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر مروی ہے۔ اور ایسکے مثل مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و عروہ بن الزبیر و ضحاک و مکحول و مقاتل بن حبان وغیرہ سے مروی ہے ۱۲

معنے لیئے جائین تو اللہ کی طرف سے خبر دینا ہو کہ مرد زناکار عورت زانیہ سے یا
مشرکہ سے ہی وطی کرتا ہے۔ یعنے زانی کی مراد پوری نہین ہوتی۔ اور اُس کے
حکم کی تعمیل نہین کرتی مگر وہی عورت جو زانیہ گنہگار یعنے یا مشرکہ ہے کہ زنا کو حرام نہین سمجھتی
اور اسی طرح زانیہ فاحشہ عورت ہو کہ اُس کو اس فعل کے لئے وہی ملیگا جو زانی و
گنہگار یا مشرک ہو کہ زنا کو حرام نہین سمجھتا۔ اور آخرت کے عذاب سے نہین ڈرتا۔
بات یہ ہو کہ ہر ایک اپنے ہم رنگ سے موافقت کرتا ہو۔ اسی لئے صالحہ بی بی
فاسق کو پسند نہین آتی۔ اور وہ کسی اور فاسق سے مبتلا رہتا ہے۔ اسی طرح فاسقہ
کو نیکبخت مرد اچھا نہین معلوم ہوتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالے نے مومنون پر
(زنا کرنا) حرام کیا ہو۔ اور اگر نکاح[ع] کے معنے لئے جائین تو یہ معنے ہون گے اللہ
تعالے نے مومنون پر فاجرہ کسبیون سے نکاح کرنا حرام کر دیا ہے۔ امام احمد
رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہو کہ مرد عفیف و پارسا کا نکاح کسبی و فاحشہ عورت سے

---

[۱] ابو داؤد طیالسی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (ابن کثیر) [۲] قتادہ و مقاتل بن حیان (ابن کثیر)
[۳] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی کہ جس کو ام مہزول کہتے تھے یہ
عورت زناکار و فاحشہ تھی۔ کسی صحابی نے اُس عورت سے نکاح کرنا چاہا تو اللہ تعالے نے یہ آیت
نازل فرمائی اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً الآیہ (ابن کثیر نسائی سے اور اسی کے قریب امام احمد سے بھی)
اور ایک دوسری حدیث مین مرثد ابن ابی مرثد کا ذکر ہے کہ آپ مکہ سے (مسلمان) قیدیون کو لادلا دکر

شان نزول

صحیح نہین ہوتا جبتک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ پھر اگر توبہ کرلے تو صحیح ہے۔ اور اسی طرح عورتِ عفیفہ پارسا کا نکاح مردِ فاجر زناکار سے صحیح نہین یہانتک کہ وہ توبہ کرے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) مدینہ پہونچاتے تھے۔ اور مکہ مین ایک عورت فاحشہ تھی جسکا نام عناق تھا۔ یہ عورت جاہلیت کے زمانہ مین مرثد کی آشنا تھی غرض مرثد نے مکہ سے ایک قیدی کو جس کے چھڑانے کا وعدہ بھی کیا تھا لادلائے اور ایک دیوار کے سہارے مین کھڑے رہے۔ اُسوقت چاندنی رات تھی کہین عناق عورت بھی اُسیوقت آگئی۔ فرماتے ہین کہ وہ مجھے پہچان کر بولی۔ (اے مرثد۔ مین نے کہا ہان۔ کہنے لگی مرحبا آج میرے یہان رات کو رہو۔ مین نے کہا اے عناق اللہ تعالےٰ نے زنا حرام کیا ہے۔ (اس پر خفا ہوگئی) چلانے لگی کہ اے گھر والو یہی وہ شخص ہے جو تمھارے قیدیونکو لادیجاتا ہے۔ اُسوقت آٹھ آدمیون نے میرا پیچھا کیا۔ مین خندق کی راہ چلا یہان تک کہ ایک غار پر پہونچکر اُس کے اندر چھپ رہا۔ وہ لوگ بھی آئے۔ مین غار مین تھا۔ اور وہ لوگ میرے سر پر کھڑے ہوے۔ اور اونھون نے جو پیشاب کیا وہ تمام پیشاب میرے سر پر گرا لیکن اللہ تعالےٰ نے اُنکو میرے دیکھنے سے اندھا بنادیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ مین وہان سے نکلکر اُس شخص کو لایا اور وہ بھاری شخص تھا غرض مین اذخر تک پہونچا۔ وہان پہنچکر مین نے اُس کے بند کھولے۔ آخر مدینہ کو پہونچا دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عناق سے نکاح کرون۔ دوبارہ عرض کیا۔ آپنے مجھے کچھ جواب نہین دیا۔ یہانتک کہ آیت نازل ہوئی اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۞ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مرثد زانی نہین نکاح کرتا ہے مگر زانیہ یا مشرکہ سے۔ تم اُس کو نکاح نہ کرو۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوداؤد و نسائی نے کتاب النکاح مین ذکر کیا۔ (ابن کثیر) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نکرے زانی مجلود (یعنی درے مارا گیا) مگر اپنی مثل کو ابوداؤد و ابن ابی حاتم نے تخریج کی (ابن کثیر) ۱۲

فقیر کہتا ہے کہ جن لوگون نے فاحشہ سے نکاح جایز رکھا ہے وہ اسی وقت ہے کہ
وہ عورت فسق و فجور چھوڑ دے ورنہ وہ مرد دیوث[1] کہلائیگا اور اسکی حرمت مین
کسی کو کلام نہین چنانچہ رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے
لوگ ہین کہ نہ وہ جنت مین جائین گے اور نہ اللہ تعالے روز قیامت انکی طرف
نظر فرمائیگا۔ (۱) اپنے والدین کا عاق (جو امور جایز مین اُن کا نا فرمان ہو) (۲)
مترجلہ (یعنے وہ عورت[3] جو مردون سے مشابہت پیدا کرلی ہے گو مردانہ جوتہ پہننے
مین ہی کیون ہو) (۳) دیوث الخ **بعد** برائی زنا اور اسکی سزا اور زانیہ کو نکاح
کرنے کی مذمت بیان فرمانیکے اب زنا کی جھوٹ تہمت لگانے کی برائی اور اُس
تہمت کی سزا ذکر فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ
شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور جو لوگ پاک دامن عورتون کو (زنا کی) تہمت لگائین پھر چار گوا

المحصنٰت کسائی سا تہ کسر صاد کے۔ ثعلب نے کہا جو عورت پارسا ہو اسکو محصنہ ساتھ فتح اور کسر صاد کے کہتے ہین اور جو عورت کے تزوجہ ہو وہ فتح صاد سے ہے نہ کسر سے ۱۲

[1] دیوث وہ بے حیا ہے جسکو (اہلیہ کے مقدمہ مین) غیرت نہو (صحاح جوہری) [2] امام احمد و نسائی۔
(ابن کثیر) [3] خداوند عالم اُن جاہل مشایخون کو ہدایت دے جو عورت کو داخل سلسلہ کرکے مستان بناکر اُسکو
مردانہ لباس پہناتے ہین۔ ۱۲ یرمون۔ علماء نے کہا کہ رمی سے مراد زنا کی تہمت لگانا ہے ۱۲۔

نہ لائیں تو اُنہیں اسّی دُرّے مارو۔ اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ

فاسق ہین۔ مگر جنہون نے اس کے بعد توبہ کر لی اور سنور گئے تو بے شک

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان دونون آیتون مین حدِّ قذف کا بیان ہے یعنے

جس نے محصنہ (عورت پارسا مکلفہ[1]) کو زنا کی تہمت لگائی۔ اُسکو اسّی دُرّے

مارے جائین اور اسی طرح جسنے محصن (یعنے مرد پارسا مکلف) کو تہمت لگائی تو اُسپر بھی

وہی حد جاری کرین۔ اس مین کسی عالم کو اختلاف نہین۔ پھر اگر قاذف (تہمت کرنیوالا)

اپنے قول کی صحت پر گواہ لائے[2] تو اُس سے حد ساقط ہو جائے گی۔ اس لئے اللہ

تعالےٰ نے گواہ نہ لانے پر قاذف کے لئے تین حکم مقرر فرمائے (۱) اسّی کوڑے

لگائے جائین (۲) ہمیشہ کے لئے اُسکی شہادت مردود (۳) وہ فاسق ہے

نہ اللہ کے پاس عادل رہا نہ لوگون کے پاس۔ پھر فرمایا مگر جو لوگ کہ توبہ کرین۔

علما نے اختلاف کیا کہ یہ استثنا کس طرف راجع ہے۔ پہلا حکم جو اسّی کوڑے مارنا ہے

اس مین تو ائمہ اربعہ کو اختلاف نہین۔ کیونکہ اگر تہمت لگانے والا توبہ بھی کرے

[1] مکلفہ وہ کہ جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور عفیفہ ایسی کہ اسوقت تک کبھی زنا نہ کیا ہو۔ اسی طرح مکلف ہے۔ [2] آیت مین محصنات کا خاص طور سے اس لئے ذکر فرمایا کہ اُن کے لئے زنا کی تہمت نہایت ہی بُری ہے۔ جسطرح پارسائی اور عفت اُن کے لئے بہت ہی زیبا ہے۔ [3] چار مرد عادل آزاد ہون اور وہ قطعی گواہی معائنۂ زنا کی حاکم پاس ادا کرین۔

اور جس پر تہمت لگائی گئی ہے وہ دعوے کرے تو یہ حد ساقط نہین ہوتی اسلئے کہ یہ بندہ کا حق ہے۔ اب رہے دو حکم یعنے شہادت نہ قبول کرنا اور اوس پر فسق کا حکم لگانا۔ امام[1] مالک و امام احمد و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہین کہ یہ استثنا دونون سے ہے۔ یعنے اگر قاذف توبہ کیا تو اسکی شہادت قبول ہوگی۔ اور اس سے حکم فسق بھی مرتفع ہوجائے گا (یعنے وہ فاسق نہین ہے) اور امام[2] ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ استثنا صرف اخیر جملے سے ہے تو توبہ سے فاسق نہ رہیگا۔ لیکن ہمیشہ کے لئے مردود الشہادۃ ہوگا۔ اگرچہ توبہ کیا ہو۔ کیونکہ یہہ شخص جھوٹ بولنے سے بے خوف ہے۔ اور جھوٹ بھی وہ کہ اگر اس کذاب کی بات مانی جاتی تو ایک نیک بخت کے جان پر صدمہ ہوتا یا سنگساری سے اسکی جان جاتی۔ مسئلہ ایک[3] شخص نے ایک شخص سے کہا اے زانی۔ دوسرے نے جواب مین کہا بلکہ تو ہے۔ دونون کو حد ماری جائے۔ مسئلہ مرد[4] نے زنا کے لئے عورت پر جبر کیا اور کسی طرح اوسکو روکنا ممکن نہین تھا تو اس عورت کو حق ہے کہ

زانی کو طمانچہ مارے

[1] یہی سید التابعین اور سعید بن المسیب سے منصوص اور ایک جماعت سلف سے مروی ہے۔ (ابن کثیر)
[2] سلف مین سے جن لوگون نے اس قول کو اختیار کیا ان مین سے قاضی شریح و ابراہیم نخعی و سعید بن جبیر و مکحول اور ابن زید ہین (ابن کثیر) [3] درمختار کتاب الحدود [4]۔ درمختار کتاب الحدود ۔ ۱۲

اُس کو قتل کر ڈالے۔ اور اسی طرح لڑکے کا حکم ہے (یعنے جب لواطت پر جبر کیا جائے) مسئلہ کسی نے اپنی عورت کے ساتھ یا دوسری عورت کے ساتھ کسی مرد کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور وہ دونوں اس فعل سے راضی تھے تو دونوں کو قتل کر ڈالے[1]۔ بشرطیکہ جھکانے سے یا ہتیار کے سوائے اور کسی شئے سے مارنے سے باز نہ رہتے ہوں۔ **بعد** بیان سزائے تہمت کے اس سے اُس صورت کو کہ جب شوہر اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگائے خاص فرماتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ

اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ

شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۝ وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَیۡهِ

اِنۡ کَانَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝ وَیَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیۡهَاۤ اِنۡ کَانَ

مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۝ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَکِیۡمٌ ع ١٠

اَرۡبَعُ — نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ساتھ نصب عین کے بنا پر مصدریت۔ اَنۡ لَعۡنَتُ — نافع ساتھ تخفیف نون اور رفع تلک کے ١٢

اَلۡخَامِسَةُ — سوائے حفص کے سب قرار رفع تا سے بسبب ابتدا کے اور مابعد اس کے خبر ہے ١٢

اَنۡ غَضِبَ اللّٰهُ — نافع ساتھ تخفیف نون اور کسرہ ضاد کے اور رفع ہا کے فعل و فاعل ہے ١٢

[1] یہ قتل کرنا بطور دیانت مباح ہے نہ بطور قضا لیکن اگر گواہ ہوں تو قاضی بھی اُس کو مان لیگا۔ اور اس قتل میں احصان کی شرط نہیں کیونکہ یہ بطور حد نہیں ہے بلکہ یہ امر بالمعروف ہے (یعنے اچھی بات کا حکم کرنا ہے) وعلیٰ هذا القیاس المکابر بالظلم وقطاع الطریق وصاحب المکس وجمیع الظلمة بادنیٰ شئ له قیمة وجمیع الکبائر والاعونة والسعاة یباح قتل الکل ویثاب قاتلهم (درمختار ورد محتار کتاب الحدود) ١٢

اور جو لوگ اپنی بیبیون کو (زنا کی) تہمت لگائین اور اُن کے پاس سوا
اُن کی ذات کے (اور) گواہ نہ ہون تو ایسے لوگون مین سے ہر ایک کی
گواہی یہی ہے کہ چار بار گواہی اللہ کے (نام کے ساتھ) دے کہ وہ بے شک
سچ بولنے والون مین سے ہے۔ اور پانچوین (مرتبہ) یہ (کہے) کہ اُس پر اللہ
کی لعنت اگر وہ جھوٹ بولنے والون مین سے ہو۔ اور اُس عورت سے سزا کو
ٹال دیگا اُس کا چار بار اللہ کے (نام کے) ساتھ گواہی دینا کہ بے شک یہہ
(خاوند) جھوٹ بولنے والون مین سے ہے۔ اور پانچوین (مرتبہ) اس طرح (کہے)
کہ اُس (عورت) پر اللہ کا غضب آئے اگر یہ (شوہر) سچ بولنے والون مین سے
ہو۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرمانیوالا
اور حکمت والا ہے (تو تم دیکھتے کیا کچھہ نہ ہوجاتا) یعنے جب شوہر اپنی عورت کو
زنا سے منسوب کیا اور گواہ نہ لاسکا تو اُس وقت یہ شوہر اُس عورت سے لعان کرے
جس طرح کہ اللہ تعالے نے حکم فرمایا اور وہ اسطرح ہے کہ شوہر حاکم کے پاس
جا کر اُسکی طلبی کروائے بعد حاضر ہونے کے اپنا دعوے (یعنے زنا کی تہمت کا)
بیان کرے تو حاکم اُس کو چار شہادتین[له] اللہ تعالے کے (نام کے) ساتھ دے

له یعنے ہر بار کہے کہ مین اللہ تعالے کے ساتھ شہادت دیتا ہون کہ مین صادقین سے ہون اسبات مین
کہ جو مین نے اُس عورت کو زنا کی نسبت لگائی ہے ۱۲

(جو بجائے چار گواہ کے کافی ہے) کہ وہ سچون سے ہی یعنے اپنی بی بی کو اس زنا کی نسبت لگانے مین اور پانچوین بار یہہ کہے کہ اسپر اللہ کی لعنت اگر جھوٹون سے ہو۔ اب عورت اپنی حدِ زنا کو اسطرح دور کرے کہ وہ بھی چار بار اللہ کے (نام کے) ساتھ گواہی دے کہ وہ مرد کاذبین سے ہے یعنے اس زنا کی تہمت لگانے مین۔ اور پانچوین بار اپنے آپ کو کہے کہ اسپر اللہ کا غضب[1] اگر یہہ مرد صادقین سے ہو۔ اب میان بی بی مین جدائی ہوجائے گی[2]۔ پھر اللہ تعالے اپنی رأفت و رحمت بیان فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالے کا فضل اور اسکی رحمت نہوتی یعنے اس مقدمہ مین جو تمھارے لئے مشروع فرمایا تو تم ضرور تکلیف اور مشقت مین پڑہتے اور بہت سے امور تم پر شاق ہوجاتے۔ کیونکہ جب عورت اور اس کے شوہر مین بسبب لعان کے جدائی ہوگئی تو مرد بھی دوسری عورت سے نکاح کرلیگا اور عورت بھی دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔ ورنہ غیرت دار آدمی

---

[1] غضب کی خصوصیت عورت کے حق مین کی کہ غالب حال یہ ہے کہ مرد اپنی جورو کو فضیحت و رسوا نہین کرتا اور زنا کی تہمت نہین لگاتا مگر یہہ کہ وہ صادق ہو۔ اور عورت کو اسکا صدق معلوم ہوتا ہے۔ اور غضب اسی پہ ہے جو حق بات جان کر اس سے پہلوتہی کرجاے (ابن کثیر) [2] امام شافعی فرماتے ہین کہ شوہر کے لعان سے ہی جدائی ہوتی ہے اور امام مالک اور امام احمد ایک روایت مین کہ صرف عورت کے لعان سے حاکم جدا کردے اور امام ابو حنیفہ اور ایک روایت امام احمد سے کہ دونون کے لعان اور حکم حاکم سے کہ وہ کہے کہ مین نے تم دونون مین جدائی کردی تو جدائی ہوجاے گی۔ (میزان شعرانی) ۱۲

فاحشہ عورت کو ایک گھڑی بھر اپنے نکاح مین رکھنے کو راضی نہ ہو گا۔ احادیث بھی
اس آیت کے موافق تعمیل کرنے مین بہت سی ہین چنانچہ ایک شخص[۵] رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میری عورت زنا کی۔
حضرت نے سکوت فرمایا اور زمین کی جانب سر جھکا لیا۔ پھر سر اُٹھا کے فرمایا کہ
کہ اللہ تعالے نے تیرے اور تیری بی بی کی شان مین اُتارا ہے (یعنے یہی آیتین)
اُسکو لیکر آ۔ وہ آئی۔ پھر مرد سے آپ نے فرمایا اُٹھ کھڑا ہو اور چار بار گواہی دے
وہ اُٹھا اور چار بار شہادات باللہ ادا کین کہ وہ صادقین مین سے ہے۔ پھر آپنے
فرمایا تجھکو خرابی ہے اب یہ گواہی توموجبہ ہے (یعنے اگر تو جھوٹا ہے تو تجھپر عذاب
واجب کر دیگی) پھر پانچوین بار کہا کہ اُسپر اللہ کی لعنت اگر وہ کاذبین سے ہے
پھر اُسکی عورت کھڑی رہی اور چار شہادات باللہ ادا کین کہ یہ مرد کاذبین سے
ہے۔ پھر پانچوین وقت مین عورت سے فرمایا کہ تجھپر خرابی ہے اور افسوس ہے
اب یہ گواہی توموجبہ ہے (یعنے تجھپر عذاب کو ضروری کردے گی) پھر وہ عورت
پانچوین بار شہادت دی کہ اس عورت پر اللہ کا غضب ہو اگر یہہ مرد صادقین
سے ہو۔ اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد سے فرمایا کہ توجا اب اِس

[۵] بخاری و مسلم بطریق سعید بن جبیر از ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (در) ۱۲

عورت سے کوئی تعلق نہین رہا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا مال یعنے
مہر جو مین نے اُسکو دیا ہے وہ واپس ہونا چاہئے) فرمایا کہ تیرے لئے مال
بھی نہین۔ اگر تو اس عورت کو زنا کی نسبت کرنے مین سچا ہے تو وہ مال بعوض
اُس کے گیا۔ جو تو نے اس عورت سے فائدہ اُٹھایا (یعنے جماع کیا) اور اگر تو نے
اسپر جھوٹ باندہا تو پھر کسی طرح تو مستحق ہی نہین رہا" ہلال[1] بن اُمیہ اور عویمر[2]
رضی اللہ عنہما نے بھی حسب حکم اسی طرح لعان کیا۔ بعد بیانِ عام تہمت اُس
خاص تہمت کا (جو ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما پر لگائی
گئی تھی) بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا
تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ
وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ بے شک جن لوگون نے

[1] ہلال بن اُمیہ کے لعان کی خبر کو امام احمد وعبد الرزاق و ابو داؤد و ابن جریر وغیرہم نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے [2] قصہ لعان عویمر رضی اللہ عنہ کو امام احمد وبخاری ومسلم و ابو داؤد
ونسائی و ابن ماجہ وغیرہم نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی (در) الافك۔ الكذب وقد
افك يافك بالكسر ورجل افاك اى كذاب (مختار) عصبة۔ والعصبة من الرجال ما بين العشرة
الى الاربعين (مختار) لا تحسبوه۔ اى الافك۔ لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم۔
اى على كل امرئ من العصبة جزاء اثمه على مقدار خوضه فيه (مدارك) ١٢

(عائشہ پر) تہمت لگائی ہے وہ تم ہی مین کی ایک جماعت ہے۔ تم اس (تہمت)
کو اپنے حق مین برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہہ تمھارے حق مین بہتر ہے۔ اُن مین سے ہر شخص
کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کیا اور ان مین سے جس نے اس (تہمت) کا
بڑا حصہ لیا اُس کے لئے بڑا عذاب ہے یعنے جو لوگ کہ جھوٹ اور بہتان باندھے
وہ تم مین سے ہی ایک جماعت ہے (اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہ) اس افک کو
اپنے حق مین برا نہ خیال کرو بلکہ وہ تمھارے لئے (دنیا و آخرت مین) بہتر ہے۔
آخرت مین تو رفعت منزلت ہے۔ اور دنیا مین قرآن پاک مین برائت نازل ہوی
جسکی زبانِ مومنین پر تلاوت اور اُن کے سینون مین حفاظت ہے۔ احادیث مین آیا

لہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یرید خیراً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
براءۃ لسیدۃ نساء المؤمنین وخیرا لابی بکر و ام عایشہ وصفوان المعطل (دراز طبرانی
وابن مردویہ) ۵۲ چنانچہ امام زہری رح نے سعید بن المسیب وعروہ بن الزبیر وعلقمہ بن وقاص
وعبید اللہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ ان سب اکابر ثقات نے ام المومنین عائشہ صدیقہ
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے سفر کو جانا چاہتے تو اپنے
ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جسکا نام نکلتا اُسکو اپنے ساتھ لیجاتے تھے (یعنے انکی
تسکین کے لئے قرعہ ڈالتے تاکہ دوسری بی بیون کو ملال نہ رہے) چنانچہ ایک جہاد کا ارادہ
فرماکر قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا پس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی اور یہ واقعہ بعد

حدیث افک

(حاشیہ مین پورا بیان دیکھو) کہ منافقون کے بہتان لگانے سے یہہ دس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۱) نازل ہونے حکم حجاب کے تھا (یعنی عورتون کے پردہ کرنے کا حکم نازل ہوچکا تھا اُس کے بعد یہہ سفر کو میرا جانا ہوا تو) مین اپنے ہودج کے اندر ہی اونٹ پر سوار کیجاتی اور منزل پر اپنے ہودج کے اندر ہی اتار دیجاتی (یعنے ہودج کو اُٹھاکر اونٹ پر لادتے اور منزل پہ ہودج کو اوتار دیتے اور مین ہودج کے اندر پردہ مین رہتی تھی۔ بوجہ حکم حجاب کے بے پردہ نہین ہوسکتی تھی۔) پس ہم لوگ روانہ ہوے یہان تک کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جہاد سے فارغ ہوے اور مدینہ کی طرف واپس ہوے اور ہم مدینہ کے نزدیک آگئے تو ایک رات کوچ کا حکم دیا تو جب مین نے کوچ کا حکم سنا تو مین بھی اپنی ضرورت رفع کرنے کے واسطے چلی یہان تک کہ لشکر سے تجاوز کرگئی جب قضاء حاجت سے فارغ ہوچکی تو اپنے کجاوہ کی طرف واپس ہوی اور اپنے سینہ پر ہاتھ پھیری تو ناگاہ میرا ہار جزع ظفار کا کہین ٹوٹ گرا ہے تو مین لوٹ گئی اور مین نے اُس ہار کو تلاش کیا سو مین تو اُسکی تلاش مین وہان جنگل مین تھی اور یہان جو لوگ میرا کجاوہ لادتے تھے وہ آئے اُنھون نے میرا کجاوہ اُٹھاکر اُس اونٹ پر لاد دیا جس پہ مین سوار ہوتی تھی اور وہ یہ لوگ یہی گمان کرتے تھے کہ مین اُس ہودج مین ہون ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورتین اُس وقت تک ہلکی ہوا کرتی تھین اُن پر گوشت نہین چڑھے تھے کیونکہ وہ تو طعام سے سدرمق (یعنے جان بچانے کے لئے تھوڑا سا) کھالیا کرتی تھین سو ان لوگون نے ہودج کے ہلکے ہونے کو کچھہ خیال بھی نہین کیا اور اُٹھاکر اسکو لاد دیا اور مین اُس وقت ایک لڑکی کم سن بھی تھی انہون نے اونٹ اُٹھا دیا اور روانہ ہوے اور مجھے وہ ہار اُس وقت ملا کہ یہ لوگ یہان سے کوچ کرچکے تھے تو جب مین منزل پہ آئی تو یہان

(بعضون نے کہا پندرہ) آیتین ام المؤمنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین

عـه طبرانی از حکم بن عتیبہ (ر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۲) نہ کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا ملا تو ناچار مین نے اپنے اترنے کی جگہ کو قصد کرکے تلاش کرلیا اور گمان کیا کہ قوم ضرور مجھے ڈھونڈہیگی تو واپس میری طرف آئے گی سو مین اُسی جگہ بیٹھی تھی کہ آخر میری آنکھ جہپک گئی اور مین سو گئی اور صفوان بن معطل السلمی لشکر کے پیچھے رہ گیا تھا وصبح کے وقت اس منزل پر پہونچا جہان مین تھی تو اسنے ایک سوتے ہوے آدمی کو دیکھکر مجھے پہچان لیا کیونکہ اُس نے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا تھا تو جب مجھے پہچانا تو اُس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا مین اُس کے استرجاع کے آواز سے جاگ اٹھی اور مین نے اوڑھنی سے منہ ڈھانپ لیا واللہ نہ تو اُس نے مجھ سے کچھ کلام کیا اور نہ مین نے اُس کی کوئی اور بات سنی سوا ے استرجاع پڑہنے کے اور اُسنے اپنا اونٹ بٹھادیا اور اُسکا پانون داب دیا تو مین اُس اونٹ پر سوار ہوگئی اور وہ پیادہ اُس اونٹ کی مہار تھامے لے چلا یہانتک کہ ہم اُس وقت لشکر مین پہونچے کہ دوپہر کو شدتِ گرمی سے لوگ منزل پر اتر چکے تھے پھر میرے بارہ مین ہلاک ہونے والے ہلاک ہوے (یعنے تہمت کی) اور الذی تولی کبرہ منہم وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے پھر ہم لوگ روانہ ہوکر مدینہ مین آئے اور مین یہان آکر ایک مہینے تک بیمار پڑی اور بہتان باندہنے والون کی باتون کو لوگ پہیلاتے تھے مگر مجھے کچھ بھی اُسکا شعور نہ تھا لیکن مجھے اس بات کا اپنی بیماری مین تردد تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مین وہ مہربانی نہین پاتی ہون جو اپنی بیماری کی حالت مین تسلی و دلدہی وغیرہ کی مہربانی پاتی تھی صرف اسی قدر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آکر سلام کرکے اتنا فرماتے کیف تیکم یعنے کہ تم کیسی ہو

ف نجاری کی لوگ علیہ السلام ... اس غرض سے ... اسکو اٹھا ...

نازل ہوئین غیرت خداوندی کو جوش ہوا اور آپ کی برات کاملہ کا بیان فرمایا تا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۳) پس یہی بات مجھے متردد کرتی تھی اور مجھے اس بہتان کا کچھ بھی شعور نہ تھا یہان تک کہ مجھے افاقہ ہونے کے بعد مناصع کو نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی مان نکلی اور مناصع ہمارے پیخانہ پھرنے کے مقام تھے اور ہم عورتین رات کو جاتے پھر دوسری رات کو جاتے اور یہہ واقعہ قبل اس کے تھا کہ گھرون کے قریب پیخانہ بنائے جائین اور ہمارا طریقہ وہی عرب اول کا طریقہ تھا کہ جنگلون مین پیخانہ پھرتے اور گھرون مین پیخانہ بنانے سے ہم کو اذیت ہوتی تھی پس مین اور ام مسطح روانہ ہوئی اور یہہ ام مسطح دختر ابو رہم ابن المطلب بن عبدالمطلب بن عبدمناف تھی اور اس عورت کی مان دختر صخر بن عامر کی خالہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی تھی اور اس عورت کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب ہے پس مین اور یہہ عورت ابو رہم کی دختر جو کہ مسطح کی مان ہے جب اپنی حاجت سے فارغ ہو چکی تو اپنے گھر کی طرف چلی پس ام مسطح کے پاؤن مین چادر آگئی اور ٹھوکر کھائی تو بولی کہ مسطح ہلاک ہووے (یعنے اپنے بیٹے کو بددعا دی) تو مین نے اُس سے کہا کہ تو نے بہت بُری بات کہی بھلا ایسے شخص کو بُرا کہتی ہے جو جنگ بدر مین حاضر ہوا تھا وہ بولی کہ اے ہنتہ یعنے نادان الہڑ تو نے سنا نہین جو اُس نے کہا ہے مین نے کہا کہ وہ کیا تب اُس نے مجھے اہل افک کی باتون سے آگاہ کیا تو میری بیماری پر یہ دوسری بیماری بڑھ گئی پس جب مین گھر مین آئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آکر سلام کرکے پوچھا کہ تم کیسی ہو مین نے عرض کی کہ آپ اجازت دیتے ہین کہ مین اپنے والدین کے پاس جاؤن ۔ مجھے مقصود یہہ تھا کہ مین والدین سے اس خبر کی تصدیق حاصل کرون تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دیدی پس مین

بنی صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ عزت اور حرمت پرکسی قسم کا دھبّہ نہ لگے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۴) اپنے والدین کے یہان آئی اور مین نے اپنی ماں سے کہا کہ اے ماں لوگ کیا باتین کرتے ہین ماں نے کہا کہ اے بچی اسکو اپنے اوپر گوارا کرلے بہت کم ہوا ہے کہ عورت جمیلہ کسی مرد کے پاس ہو جو اُس کو پیار کرتا ہو اور اُس کی سوتین ہون مگر انکہ سوتین اُس پر بڑھ بڑھ کر لگائی کرتی ہین تو مین نے کہا کہ سبحان اللہ کیا لوگ ایسی فحش باتین بناتے ہین سو مین تمام رات روئی یہان تک کہ صبح ہوگئی نہ میرا آنسو تھما اور نہ آنکھ مین نیند کا نشان آیا پھر مین صبح سے بھی برابر روتی رہی۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اور اسامہ بن زید کو بلایا جب کہ وحی کو دیر ہوئی تو آپ نے اِن دونوں کو بلا کر میرے جدا کرنے کے بارہ مین پوچھا اور مشورہ لیا۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید نے تو جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہل کی برات کو بیان کیا اور اُن کے ساتھ جو محبت قلبی تھی اس طرح ظاہر کیا یا رسول اللہ وہ آپ کی اہل خانہ ہین اور واللہ مین تو سوائے بہتری کے اور کچھ نہین جانتا ہون اور رہے علی بن ابی طالب تو اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالے نے تنگی نہین کی اور عورتین اُس کے سوائے بہت ہین اور آپ اس چھوکری سے دریافت کیجے وہ سچی خبر آپ سے بیان کردے گی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور کہا کہ بھلا تو نے عائشہ سے ایسی کوئی بات دیکھی جو تیرے دل مین کھٹکی بریرہ نے کہا کہ قسم اُسکی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ مین نے تو عائشہ پر کوئی بات جسکا مین اُسپر نقص لگاؤن اس سے زیادہ نہین دیکھی کہ وہ

اس تہمت کا بانی اور عذابِ عظیم کا مستحق سردارِ منافقین عبداللہ بن اُبی بن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۵) کم سن لڑکی ہے اپنے گھر کا آٹا گوندھا چھوڑ کر سو جاتی ہے گھر کی بکری آکر اُس کو کھا جاتی ہے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسی روز آکر منبر پر کھڑے ہوے اور عبداللہ بن ابی بن سلول پر غضب فرمایا اور کہا کہ اے گروہ مسلمین کے کون میری مدد کرے گا ایسے شخص پر جسکی طرف سے مجھکو اپنی اہل کے بارہ مین ایذا پہونچی ہے سو واللہ مین نے تو اپنے اہل کے حق مین سوائے بھلائی کے کچھ نہ جانا اور ان لوگون نے ایسے مرد کو تہمت دی ہے جس پر سوائے بھلائی کے مین کچھ نہین جانتا اور وہ نہین آتا کبھی میرے اہل کے یہان مگر میرے ہی ساتھ۔ تو سعد بن معاذ انصاری سردارِ اوس نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ مین امداد کو حاضر ہون اگر وہ اُوس کے گروہ مین سے ہو گا تو ہم اُسکی گردن ماردین گے اور اگر وہ ہمارے برادرانِ خزرج مین سے ہو گا تو آپ ہم کو حکم دینگے تو ہم آپ کے حکم کی فرمانبرداری کرین گے۔ پس سعد بن عبادہ کھڑا ہوا وہ سردارِ خزرج تھا اور تھا مردِ صالح ولیکن اُسکو حمیت پیدا ہو گئی تو اُس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واللہ تو نے جھوٹ کہا نہ تو اُس کو قتل کر سکتا ہے اور نہ تو اُس پر قدرت رکھ سکتا ہے پس سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر سعد بن عبادہ سے کہا کہ قسم اللہ تعالے کی تو نے جھوٹ کہا اور ہم اُس کو قتل کرین گے اور تو مردِ منافق ہے کہ منافقون کی طرف سے جھگڑتا ہے پس دونون گروہ اوس و خزرج جوش مین آگئے یہان تک کہ انھون نے باہم قتال کا قصد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور برابر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو دھیما کرتے تھے یہان تک کہ وہ ٹھنڈے ہوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

سلول تھا۔ وہی اُس کی اشاعت کرتا۔ یہان تک کہ بعضے مسلمانون کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۶) خاموش ہو گئے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مین اُس دن بھی برابر روئی اور میرا آنسو نہ تھمتا تھا اور نہ مجھے نیند آتی تھی اور میرے والدین جانتے تھے کہ یہ رونا میرا کلیجہ چاک کر دے گا پس اِس حال مین کہ دونون میرے پاس بیٹھے تھے اور مین رو رہی تھی کہ ایک عورت نے انصار مین سے اجازت چاہی اور مین نے اُس کو اجازت دی تو وہ بھی میرے ساتھ بیٹھکر رونے لگی ہم لوگ اسی حال مین تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اور جب سے میرے حق مین کہا گیا جو کہا گیا تھا اُسوقت سے کبھی نہین بیٹھے تھے اور ایک مہینہ ہو چکا تھا کہ آپ کو میرے بارہ مین کچھ وحی نہین کی گئی تھی ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر حمد و ثنا پڑھی پھر فرمایا کہ اے عایشہ رضی اللہ عنہا مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی خبر پہونچی ہے سو اگر تو اس سے بری ہے تو عنقریب اللہ تعالےٰ تیری برارت ظاہر کردے گا اور اگر تو گناہ سے قریب ہو گئی تھی یا یہہ کہ چھوٹے گناہ ہو گئے ہون تو اللہ تعالےٰ سے استغفار کرلے اور اس سے توبہ کرلے کیونکہ بندہ جب اپنی گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا کلام ختم کر چکے تو میرے آنسو رکھ گئے حتے کہ اب مجھے ایک قطرہ بھی محسوس نہین ہوتا تھا تو مین نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ کو جواب دو باپ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دون تو مین نے ماں سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دیدو۔ ماں نے کہا کہ واللہ

ذہن میں بھی یہ خبیث بات جاے نشین کرائی گئی - اور اُن کی زبان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۷) میں نہیں جانتی کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں میں نے خود کہا کہ حالانکہ میں کم عمر لڑکی تھی اور بہت سا قرآن بھی نہیں پڑھا تھا کہ واللہ میں جان چکی کہ تم لوگوں نے اس خبر کی طرف اپنے کان لگا لئے ہیں حتے کہ تمھارے نفوس میں یہ خبر جم گئی ہے اور تم نے اُسکی تصدیق کر لی ہے سو اگر میں تم سے کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر میں ایسے امر کا اعتراف کر لوں حالانکہ اللہ تعالے جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم میری بات کی تصدیق کر لوگے پس واللہ میں نہیں پاتی اپنے اور تمھارے مثل مگر وہی جو یوسف کے باپ نے کہا کہ فصبر جمیل واللہ المستعان علے ما تصفون - یہ کہکر میں نے کروٹ بدل لی اور اپنے بچھونے پر لیٹ رہی اور میں جانتی تھی کہ اللہ تعالے جانتا ہے کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالے مجھے میری برارت کے ساتھ بری فرمادیگا ولیکن واللہ میں یہ گمان بھی نہیں کرتی تھی کہ میری شان میں کوئی ایسی وحی اُترے گی کہ وہ تلاوت کی جائے اور میں تو اپنے آپ کو کہیں اس سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالے میرے بارہ میں ایسا کلام کرے جو تلاوت کیا جائے ولیکن مجھے یہی امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں جس سے اللہ تعالے میری برارت فرمائے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس سے علیحدہ نہ ہوئے تھے اور نہ اہل بیت میں سے کوئی نکلا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا

بھی ناگفتہ بہ بات نکلی۔ اور قریب ایک ماہ کے یہی حالت رہی اور جب

ابن ماجہ ونسائی و ترمذی وابوداود (ابن کثیر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۴) تو آپ پر وہ شدت چھاگئی جو وحی کے وقت آپ پر چھا جاتی
تھی حتے کہ سخت جاڑے میں آپ سے مثل موتی کے عرق کی بوندین ٹپکنے لگتی تھین بوجہ
ثقل اس قول کے جو آپ پر نازل فرمایا جاتا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
وہ کیفیت رفع ہوی تو آپ مسکراتے تھے اور پہلا کلمہ آپ نے یہ فرمایا کہ بشارت ہو تجھے
اے عائشہ کہ اللہ تعالے نے تیری برارت نازل فرمائی پس مجھ سے میرے والدین نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو کھڑی ہو تو میری زبان سے (بسبب رنج)
یہی نکلا کہ واللہ مین رسول اللہ کی طرف کھڑی نہ ہونگی اور مین تو سوائے اللہ تعالے کے
کسیکی حمد وثنا نہ کرون گی کہ اسی نے میری برارت نازل کی اور تم نے تو اس افک کو سنا
پھر نہ تم نے انکار کیا اور نہ اسکو متغیر کیا۔ اور اللہ تعالے نے نازل فرمایا ان الذین جاء و ا
بالافک دس آیات تک۔ پس جب اللہ تعالے نے میری برارت نازل فرمائی تو ابوبکر
جو کہ مسطح بن اثاثہ کو بوجہ اسکی قرابت کے اپنے ساتھ اور فقیر ہونے کے نفقہ دیتے تھے تو
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ اب مین کبھی اسکو کچھ نفقہ نہ دونگا بعد از انکہ اس نے عائشہ
کے حق مین کہا جو کہا پھر اللہ تعالے نے نازل فرمایا وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ
تا قولہ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْم۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہان واللہ مجھے بہت محبوب ہے
کہ اللہ تعالے میری مغفرت کرے پس مسطح کو جو نفقہ دیتے تھے پھر اسکو دینے لگے اور کہا کہ
واللہ کبھی اس سے موقوف نہ کرون گا ام المومنین نے بیان کیا کہ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی بی بی زینب بنت جحش سے میرے بارے مین پوچھتے کہ اے زینب تو نے

آیاتِ برات نازل ہوئین تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر ذکر کیا۔ اور آیات تلاوت فرمائین۔ پھر جب منبر سے اترے تو دو مرد اور ایک عورت کے لیے حکم فرمایا۔ اُن پر دُہری حدِ قذف ماری گئی علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ نبیِ معصوم کی زوجہ کا اس رذیل بات سے پاک ہونا ضروری ہے اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کافرون کی دعوت کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۹) کیا جاتا اور کیا دیکھا تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ مین تو اپنے کان و آنکھون کو بچاؤن گی مین نے واللہ سوائے بہتری کے کچھ نہین جانا ہے (یعنی جو کانون سے نہین سنا اور نہ آنکھون سے دیکھا مین کسی طرح اسکو نہین بیان کرون گی یہ تعریض اپنی بہن حمنہ بنت جحش پر ہے جس نے افک مین شرکت کی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حالانکہ زینب ہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مین میرے برابر کی چاہتی تھی۔ لیکن اللہ تعالے نے اُن کو بسبب تقوے کے محفوظ رکھا اور اُن کی بہن حمنہ بنت جحش کہ وہ اپنی بہن کے واسطے محاربہ کرنے لگی تو وہ بھی اُنھین لوگون مین ہلاک ہوئی جو افک مین ہلاک ہوئے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اور وہ مرد جس کے ساتھ افک کرتے تھے کہتا کہ سبحان اللہ قسم اسکی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ مین نے کبھی کسی عورت کا دامن نہین اُٹھایا ہے (بعضون نے کہا وہ عنین تھے) پھر وہ مرد بعد اس کے اللہ تعالے کی راہ مین شہید ہوا۔ رواہ الامام احمد والبخاری ومسلم وغیرہا احد من الائمۃ الثقات (ابن کثیر و درمنثور) اور بھی احادیث ہین ہمنے صرف اسی ایک حدیث پر اکتفا کیا ۱۲۔

طرف مبعوث ہوے ہین توکوئی ایسی شئے اُن انبیا کی جانب منسوب نہ ہونی
چاہیے کہ جس سے کافر متنفر ہون۔ اور انسان کی زوجہ کا بدکار ہونا نفرت
کا بہت ہی بڑا باعث ہی۔ اوریہ نبی کی زوجہ کے لئے ہرگز لایق نہین اسی لیے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل نزولِ براءت خطبہ مین فرمایا وَاللّٰہِ
مَاعَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا یعنے اللہ کی قسم کہ مین اپنی اہل کے مقدمہ مین سوا
ط اُسی بخاری ومسلم کی طویل حدیث کا جزو ہے جو حاشیہ مین مکتوب ہے ۱۲
بھلائی کے اور کچھ نہین جانتا۔ اور بخاری کی ایک روایت مین ہے وَایْمُ اللّٰہِ
مَاعَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ مِنْ سُوْءٍ۔ اور اسی لئے جب بریرہ سے پوچھا گیا تو انہون
نے بھی قسم کھاکے فرمایا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا رَأَیْتُ عَلَیْھَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُہٗ
یعنے اُس کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا کہ مین نے ہرگز بی بی عائشہ
سے کوئی ایسا کام نہین دیکھا جس سے کہ مین اُن کو عیب لگاؤن۔ اور
ایک روایت مین بخاری کے یہ لفظ ہین وَاللّٰہِ مَاعَلِمْتُ عَلَیْھَا اِلَّا مَا یَعْلَمُ
الصَّائِغُ عَلٰی تِبْرِ الذَّھَبِ الْاَحْمَرِ۔ یعنے اللہ کی قسم ہے کہ مین تو اُن کے
حق مین سوا اُس کے کچھ نہین جانتی جو سنار کھرے سرخ سونے کو
جانتا ہے فقیر عرض کرتا ہی کہ صحابہ کا آپ کی براءت پر قسمین کھانے کے
علاوہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی قبلِ براءت قسم کھائی

تو اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اصل واقعہ مین سرِمو
تردد نہین تھا۔ منافقین کی شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا اور قبل وحی
مشورہ فرمانے مین محض تشریع منظور تھی۔ اور توقف صرف انتظار وحی
کا تھا ورنہ آنحضرت سے کوئی شے مخفی نہ تھی۔ افسوس باوجود آنحضرت کے
حلفیہ بیان کے بھی بعضے سست عقیدہ جو حضرت کے وسعت علمی کے منکر
ہین کہتے ہین کہ "اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو کیون غم ہوتا" حالانکہ قسم کھانے سے
مقصود نفی شک اور پوری طور سے آپ کی برأت ظاہر کرنا مقصود تھا۔
علماء سیر کہتے ہین کہ حضرت عمر نے اس مشورہ مین عرض کی یا رسول اللہ
مکھی آپ کے جسم مبارک پر اس لئے نہین بیٹھتی کہ وہ نجاست اور پلید چیز پر
بیٹھ جاتی ہے اور اُس کے پاؤن نجس ہو جاتے ہین۔ جب خدائے تعالے
آپ کو اُس سے بچاتا ہے تو پھر اُسکی صحبت سے کسطرح نہ بچائے گا جو بدترین
گناہ مین آلودہ ہو۔ حضرت عثمان نے عرض کی کہ آپ کا سایہ شریف زمین
پر اس لئے نہین گرتا ہے کہ شاید کبھی نجس زمین پر گر جائے۔ جب آپ کے سایہ
کی اسطرح محافظت فرماتا ہے تو آپ کے حرم محترم کو ایسی ناشائستہ بات
سے کس طرح نہ بچائیگا۔ حضرت علی نے عرض کی کہ اللہ تعالے کو آپ کے

پائے مبارک میں نعلین ملوث رہنا منظور نہیں ہوا اور اُس کے نکال لینے کا حکم فرمایا۔ اگر بفرضِ محال یہ بات ہوتی تو آپ کو ضرور اطلاع فرماتا مناظرہ نصرانی نے مسلمان سے (اپنی خباثت چھپا کر) پوچھا کہ اسکی کوئی وجہ معقول بتلا دو کہ تمھارے نبی کی بی بی یعنے عائشہ قافلہ سے پیچھے رہ گئیں اور اپنے ہار کھوئے جانے کا عذر کیا۔ مسلمان نے کہا کہ مریم بنت عمران کے لئے جو وجہ ہے یعنے جب وہ عیسےٰ کو بغیر خاوند کے گود میں اُٹھا لائی وہی وجہ یہاں بھی ہے تو اپنے دین میں اُن کی برارت وپاکی کا جس طرح اعتقاد رکھتا ہے اسی طرح ہم بی بی عائشہ ہمارے نبی کی بی بی کی برارت وپاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ پھر نصرانی جواب نہ دے سکا۔ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آپ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قبلِ انتقال آئے اور عرض کی کہ کسطرح آپ خود کو پاتے ہیں۔ فرمایا اگر میں نے تقوےٰ اختیار کیا ہے تو اچھی ہوں۔ عرض کی آپ اچھے ہی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں۔ اور آنحضرت نے باکرہ کو سوائے آپکے نکاح نہیں کیا اور آپ کی طرفداری آسمانوں سے نازل ہوئی۔ بعد بیان

عــه علامہ قسطلانی کی شرح صحیح بخاری میں ۱۲

له امام بخاری وابن مردویہ (در) ۱۲

قصۂ افک وتہمت کے بعض مؤمنون کو نوطرح سے زجر بلیغ فرماتا ہے -

پہلی قسم لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا 24

وَّقَالُوْا ھٰذَآ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ○ جب تم نے اس (تہمت) کو سنا تو ایمان دار

مردون اور ایمان دار عورتون نے اپنے لوگون پر بھلائی کا گمان کیون

نہ کیا اور کیون نہ کہا کہ یہہ صریح بہتان ہے - اس مین اُن مؤمنین کو تادیب

ہے جنھون نے تہمت ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کو پھیلایا اور

جابجا اُسی بُری بات کا ذکر کیا - یعنے یہ کیون نہین ہوا کہ جب تم لوگون نے

افک کو سُنا تھا تو مؤمنون و مؤمنات اپنے نفوس پر قیاس کرتے -

جب اُن کے لایق یہ بات نہین تو امّ المؤمنینؓ اس سے بطور اولے پاک

و بری ہین تو جس طرح اپنے لئے بھلائی پسندھے اسی طرح مومنون کے ساتھ

بھی گمان خیر کرد - یہ تو باطن کے متعلق ہے - اور ظاہر مین زبان سے کہدو

لولا ھلاّ - یعنے لولا تحضیض کے لئے ہے - ۱۲- اذ سمعتموہ ای ذلك الكلام

الذے رمیت به ام المومنین - ۱۲- ظن المؤمنون - یہان خطاب سے غائب

کی طرف عدول فرمایا تا توبیخ مین مبالغہ ہے اور اسباب کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ایمان

مقتضی ہے کہ مؤمنین سے گمان خیر کیا جائے - ۱۲

کہ یہہ ظاہر جھوٹ ہے۔ روایت ہے کہ ابو ایوب کی بی بی نے اہل
افک کے اقوال سنکر اپنے خاوند سے کہا کہ کیا تم نہین سن رہے ہو جو
لوگ بی بی عائشہ کی شان مین کہہ رہے ہین۔ ابو ایوب نے کہا ہان مین
سب سن رہا ہون اور یہہ بالکل جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب کیا تو یہہ برا
کام کرتی۔ بولی اللہ کی قسم ہرگز نہ کرتی۔ کہا اللہ کی قسم بی بی عائشہ تو تیرے
سے بہتر اور پاکیزہ ترین۔ یہ تو نری جھوٹ اور صریح بہتان ہے۔ اللہ
3 نے بھی اسی طور سے ذکر فرمایا جس طرح ابو ایوب نے اپنی بی بی سے کہا تھا
دوسری قسم۔ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا
بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ (جن لوگون نے
یہہ بہتان لگایا) وہ اسپر چار گواہ کیون نہ لائے۔ پھر جب وہ گواہ نہ
لاسکے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہین۔ یعنی کیون اپنے دعوے
14 پر دلیل قایم نہین کی اور جب دلیل قایم نہ کرسکے تو یہ لوگ جھوٹے ہین
تیسری قسم وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

؎ ابن اسحق وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر بعض اصحاب سے (در منثور)۔

لولا فضل اللہ - لولا ہذہ لامتناع الشئ لوجود غیرہ (بیضاوی)

لَمَسَّكُمْ فِي مَا اَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور
اوسکی رحمت دنیا و آخرت مین نہ ہوتی تو بے شک اس امر کی گفتگو کرنے
مین تمھین ایک بڑا عذاب پہونچ جاتا یعنے اگر اللہ تعالے کا فضل تم پر دنیا
مین اقسام کی نعمتون سے (منجملہ اُس کے توبہ مین تاخیر ہے) نہ ہوتا اور
اُسکی رحمت آخرت مین ساتھ عفو و مغفرت کے تمھارے لئے مقدر نہ
ہوتی تو البتہ تم کو اس امر کی (یعنے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کی) گفتگو کرنے
مین جلد بڑا عذاب پہونچ جاتا جس کے روبرو ملامت و دُرّے کچھ بھی
نہین ہین۔ اور یہہ فضل و رحمت دنیا و آخرت مین اُسی کے لئے ہے جو
اصل ایمان رکھتا ہو۔ اور منافقین اس سے مراد نہین کیونکہ وہ نہ ایمان
دار ہین اور نہ عمل صالح رکھتے ہین جو ان کی توبہ قبول ہو۔ چوتھی قسم اِذْ
تَلَقَّوْنَهُ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ

اَفَضْتُمْ فِيهِ قال الراغب فاض سخی ومنه استعیر افاض فی الحدیث و ہو من افاض
الماء فی الاناء (ای ملأہ) فاستعیر لنشر الحدیث والاکثار منه فهو متعد یقیے
نحاص (خفاجی) اِذْ۔ ظرف ہے لمسکم یا افضتم کا۔ تلقونه ضمیر لما کی طرف راجع ہے۔ ای
یاخذہ بعضکم من بعض بالسؤال عنه یقال تلقی القول و تلقفه و تلقنه - ۱۲

هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ جب تم اُس (تہمت) کو اپنی زبانون پر لانے
لگے اور اپنے منہ سے وہ بات بکنے لگے جس کا تمھین علم نہین اور تم اِس کو
ہلکی بات سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی (سخت گناہ کی) بات ہے
یعنے اُس افک[ل] کو ایک دوسرے سے نقل کرتا۔ ایک کہتا مین نے اُسکو
فلان سے سُنا اور فلان نے یہ کہا اور فلان نے یہ ذکر کیا" حالانکہ جس کا
تم کو علم نہین وہ کہتے ہو۔ اور یہ سب کچھ اُمّ المؤمنین کی شان مین کہتے ہو
پھر اس کو سہل سمجھتے ہو۔ اگر نبی کی بی بی کے سوا اور کسی کی شان مین بھی
یہ بات کہی جاتی تو آسان نہ تھی۔ اور یہ تو اُن کی بی بی ہین جو خاتم الانبیاء
سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ہین اگر کسی نبی کی بی بی کی شان مین کہی جاے
تو غیرتِ خداوندی کو جوش ہوتا ہے چہ جائیکہ جو علے الاطلاق سیدِ اولادِ آدم
دنیا و آخرت مین ہو اُن کی بی بی کی شان مین یہ تہمت لگائی جاے۔ اسی لیے
فرمایا کہ تم اُسکو آسان سمجھتے ہو اور وہ اللہ کے پاس بڑا ہے۔ حدیث[ل] ہے
کہ آدمی ایک کلمہ آسان سمجھکر زبان پر لاتا ہے۔ اور بولنے والا نہین جانتا
کہ اس کلمہ سے غضبِ الٰہی کس حد تک ہوا۔ حالانکہ وہ اس کلمہ سے جہنم مین

ل مجاہد و سعید ابن جبیر (ابن کثیر) ل بخاری و مسلم از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (در) ۱۲

اسقدر دور چلا جاتا ہی جس قدر آسمان و زمین کے درمیان دوری ہے

پانچوین قسم وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا 24

سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ اور جب تم نے اُسے سنا تو کیون نہ بول اُٹھے

کہ ہمین زیبا نہین کہ ہم ایسی بات زبان پر لائین (الٰہی) تو پاک ہے یہہ تو بڑا بہتان ہے۔ جب تمنے سنا تو کیون نہین کہا کہ ہم اسکو زبان سے بھی نکال نہین سکتے۔ یعنے آدمی کو چاہیے کہ جب کسی اچھے آدمی کی برائی سنے تو اُس سے نیک گمان کرے۔ پھر اگر بطور وسوسہ اور خیال کے کوئی بات دلمین آجائے تو اُس کو زبان پر نہ لائے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" اللہ تعالے نے خیالاتِ نفوس سے میری امت کے اُسوقت تک درگذر فرماتا ہے کہ جب تک کہے یا کرے"! سبحان اللہ ایسی بات زوجۂ رسول اللہ صلے اللہ علے بعلہا وعلیہا اور صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کی شان مین کہی جائے۔ یہ تو بڑا ہی بہتان ہے

چھٹی قسم يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا 2

سبحانك۔ یعنے اُس شخص سے تعجب ہی جو ایسا کہتا ہی۔ لا اله الا الله بھی تعجب کے لئے مستعمل ہوتا ہی (خفاجی)

لہ صحیحین (ابن کثیر) ان تعودوا یہ مفعول لہ ہے اور وعظ عود کے لئے نہین بلکہ عدم عود کیلئے ہی تو ایسی جگہ پر مضاف مقدر مانا جاتا ہی چنانچہ یہان کراہیۃ مقدر ہی۔ اور فی کو مقدر ماننا بھی جایز ہی۔ یعنے یعظکم اللہ فی العود یعنے عود کے مقدمہ مین کیونکہ اُس مین بہت کچھ گناہ و عذر ہے (خفاجی) ۱۲

24-17 لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اللہ تمھین نصیحت کرتا ہی کہ اگر تم مسلمان ہو توکبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ تمھارے

لئے اپنی آیتین بیان فرماتاہے۔ اور اللہ جاننے والا و حکمت والا ہے۔ یعنے

اللہ تمھین منع کرتاہے پھر کبھی آیندہ ایسی بات نہ کہنا۔ کیونکہ مسلمان تو اپنے

نبی کی بی بی کو کچھ عیب نہ لگائے گا۔ ہان جو کافر ہو اُس کا دوسرا حکم ہے۔

اور اللہ تعالے اسی طرح آیات یعنے احکامِ شریعت اور آدابِ معاملۂ مسلمین بیان

فرماتاہے یعنے اُن کے ساتھ حُسنِ ظن رکھو۔ اور جو بات کہ اُنکی لایقِ شان نہو

اُسکی تکذیب کرو۔ اور اللہ تعالے تمام احوال سے آگاہ اور اپنی تدابیر مین حکمت

19 والا ہے ساتوین قسم اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

تَعْلَمُوْنَ ۝ بے شک جو لوگ چاہتے ہین کہ مسلمانون مین بدکاری (کی تہمت)

کا چرچا ہو اُن کے لئے دنیا و آخرت مین دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ

جانتاہے اور تم نہین جانتے۔ یعنے جو لوگ کہ ایمان دارون مین تہمت کا

چرچا ہونے کو پسند کرتے ہین۔ اور اُسکی اشاعت چاہتے ہین تو اُنکے لئے

تشیع شاع الخبر یشیع شیوعاً ذاع۔ واشاع الخبر اذاعہ (مختار) ای اظہرہ ۱۲

دنیا مین عذاب دردناک یعنے حد[1] ہے اور آخرت مین دوزخ ہے۔ اللہ جانتا
ہے تم نہین جانتے ہو۔ اسی کی طرف سب امور تفویض کرو تو راہ سیدھی
ملے گی۔ رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندون کو ایذا
نہ دو۔ اُن کو عیب نہ لگاؤ۔ اور اُن کی پردہ کی باتون کو نہ تلاش کرو۔ اسلئے
کہ جس نے اپنے بھائی مسلمان کی چھپی ہوئی بات کو تلاش کیا تو اللہ تعالے
اُسکی بھی بےستری کرتا ہے یہان تک کہ اسکو اُس کے گھر مین رسوا کر دیتا
ہے۔ آٹھوین قسم وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ
شفقت رکھنے والا مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہو جاتا) دوسرے بار پھر اپنا
احسان جتلایا کہ ہم نے باوجود گناہِ عظیم کے فوراً تم کو عذاب مین ماخوذ نہین
فرمایا یہ سب ہمارے فضل و رحمت کا باعث ہی ورنہ تم اب تک عذاب مین
گرفتار کیے جاتے۔ بے شک اللہ اپنے بندون پر شفقت رکھنے والا مہربان
ہے۔ نوین قسم يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَ

رءوف بصری و شعبہ و حمزہ و کسائی بغیر واو کے۔

خطوات دو نون جاے ساکن سکون طا کے نافع و بزی۔

[1] حد تو اُن مسلمانون کو ماری گئی جو صرف نقل کرنے مین شریک ہوے تھے۔ اور دوزخ اس منافق ابن ابی کیلئے ہے جو بانی افک تھا (خفاجی) [2] امام احمد از ثوبان رضی اللہ عنہ (ابن کثیر) ۱۲

مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو
اور جو کوئی شیطان کے قدموں کی پیروی کرے گا تو (وہ بےحیائی اور بُرے
کاموں میں مبتلا ہو جائے گا) کیونکہ شیطان بےحیائی اور بُرے کاموں کا
حکم دیتا ہے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے
کوئی شخص کبھی پاک نہ ہوتا۔ ولیکن اللہ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور
اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ یعنے اے ایمان والو شیطان کی راہ نہ چلو
ایمانداری کے ساتھ اتباع شیطان کس طرح ہو گی۔ کیونکہ شیطان بےحیائی
اور بُری باتوں کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالے اس سے منع کرتا ہے۔ یہہ تو
اللہ تعالے کی فضل ورحمت ہے کہ پھر تم کو توبہ وندامت سے پاک کرتا
ہے ورنہ کوئی پاک نہ ہوتا فقیر عرض کرتا ہے کہ بعضے گناہ کی ایسی حد ہے کہ

الفحشاء۔ ماافرط قبحہ۔ المنکر۔ ماانکرہ الشرع۔ لہ جواب شرط صریح طور سے اس لئے نہیں بیان کیا گیا کہ یا تو اس مذکور کو اقامۃ السبب مقام المسبب گردانا یا مقدر ہے اور یہ اس کے قائم مقام ہے اور تقدیر اس طرح ہے وقع فی الفحشاء والمنکر فانہ لایامر الا بھما ۱۲ ؎ ان اللہ ینھےٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی الآیۃ ۱۲ ؎ جیسے کہ محصن اور محصنہ کا زنا کرنا۔ یا قتل ناحق۔ ۱۲

اگر گنہگار پر جاری ہو جاتی تو معدوم و فنا ہو جاتا۔ جب حد جاری نہ ہوئی تو اسکی
معافی کے لئے جس قدر گریہ و زاری کرے کم ہے۔ اور اب عزم کرے کہ یہ میرا
جسم جو قابلِ قتل تھا صرف اللہ کی ستاری سے بچ گیا۔ لیکن قیامت مین تو اسکا
مواخذہ موجود ہے۔ بہتر ہوگا کہ خود ہی اسکو جہادِ اکبر یعنے مخالفتِ نفس مین
اس طرح پامال کرے کہ موتوا قبل ان تموتوا کا مزہ چکھادے۔ اب اللہ سے
قوی امید ہے کہ اس کو دنیا سے پاک کرکے اٹھائیگا۔ اور اگر وہ چاہے تو بغیر اسکے
بھی پاک فرمادیگا۔ خلیق

ساری برائیان ابھی ہو جائین نیکیان	گر فضل ترا اے مرے غفار ہو گیا

جب مختلف طور سے آداب تعلیم کئے اب ان لوگون کی نسبت جن پر
حدِ تہمت جاری ہوئی تھی رعایت کرنے کا حکم فرماتا ہے وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ
مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اور تم مین سے بزرگی اور وسعت والے لوگ قرابت والون اور مسکینون اور

ولا یاتل۔ افتعال من الالیۃ ای القسم ای لا یحلف۔ منکم ضمیر جمع اس لئے کہ گو اسکا سبب
خاص ابوبکر تھے پر وہ تمام مسلمانون کیلئے عام ہے۔ اور بعضون نے کہا تعظیم ابوبکر کے لئے ہے۔ لہ یا تو یہ صفات

اللہ کی راہ مین ہجرت کرنے والون کو دینے سے قسم نہ کھابیٹھین اور چاہیئے

کہ معاف کردین اور درگذر کرین۔ کیا تم اسے دوست نہین رکھتے کہ اللہ تحقیق

بخشدے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ **شان نزول**۔ اس آیت کا

نزول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین ہی۔ آپنے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو (جو

تہمت کے ناقل تھے) نفقہ اور کسی طرح کی منفعت نہ پہونچاینگے۔ چنانچہ حدیث

بخاری مین جس کو ہم نے حاشیہ مین نقل کی ہے اس کا بیان گذر چکا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۲) ایک ہی موصوف کے ہین تو عطف اسمین اس طریق پر ہی کہ تغایر صفات منزلہ مین تغایر موصوفات

کے ہے کیونکہ مسطح کی شان مین اتری ہی۔ یا چند موصوف کے لئے ہے جو اس کے قایم مقام ہوگئے ہین

اور یہ ابلغ ہی کیونکہ جو ایک صفت سے متصف ہو کر اسکا مستحق ہووے تو جو سب صفات کا جامع ہو وہ بطریق

اولے مستحق ہوگا ۱۲ ملہ اولو الفضل سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین۔ لیکن یہ تخصیص

شرکتِ غیر کی مانع نہین۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف فرما تھے حضرت

علی مرتضے رضی اللہ عنہ حاضر ہوی اور سلام عرض کیا۔ اور اپنے لئے نشست کی جگہ دیکھنے لگے۔ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کی طرف ملاحظہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت کے

سیدھے بازو بیٹھے تھے ہٹ گئے۔ اور کہا یہان آئے۔ تو آپ درمیان مین حضرت ابوبکر اور حضرت کے

بیٹھ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر آثارِ خوشی نمایان ہوے۔ اور فرمایا انما یعرف الفضل لاھل الفضل

ذووالفضل یعنے اہل فضل کا فضل صاحب فضل ہی جانتے ہین (خطیب وحافظ عسکری و دیلمی) ۱۲

غرض جن پر حد جاری ہونے کی تھی جاری ہو چکی اور مسلمانوں کی توبہ مقبول ہوگئی اور اہل نفاق کا فتنہ مردود ہوگیا تو اب جن لوگوں نے اللہ تعالے کی نارضامندی سے اپنی بھی ناخوشی ظاہر کی تھی۔ اب بعد قبول توبہ اُن کو چاہئے وہ بھی مہربانی کریں اور اپنا احسان نہ روکیں اور سابق کی طرح احسان جاری رکھیں۔ خواہ یہہ مسلمان جن سے لغزش ہوی تھی اُن کے قرابتی ہوں یا مساکین و مہاجرین فی سبیل اللہ ہوں۔ جب[1] یہ آیت اُتری تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آیت پڑھی جب الا تحبون ان یغفر اللہ لکم پر پہونچے یعنے کیا تم نہیں دوست رکھتے ہو کہ اللہ تعالے تم کو بخشدے۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیوں نہیں اور ہم تو اے پروردگار تیرے مغفرت ہی کے طالب ہیں۔ پھر آپ مسطح کو سابق کی طرح نفقہ دینے لگے۔ اور فرمایا کہ واللہ اب کبھی نہ منع کرونگا مسئلہ جو شخص ایسے کام پر قسم کھاے کہ جو معصیت ہو تو بالاجماع اُس قسم کو توڑ کر کفارہ دینا واجب ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

المحصنٰت کسائی بیاء کسر صاد ۱۲

[1] ابن کثیر ۱۲۔ الغفلٰت۔ فاحشہ باتوں سے غافل۔ اور غافلہ کی قید بطریق غالب جو الا کثر

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝

تَشْهَدُ
زہ دکھائی ساتھ
اسکے بصیغہ تذکیر

بے شک جو لوگ پاکدامن بے خبر ایمان دار عورتون کو (زنا کی) تہمت لگاتے
ہین انھین دنیا و آخرت مین لعنت کی گئی اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے جس دن
کہ ان پر ان کی زبانین اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤن اوسکی گواہی دین گے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۴) یعنے جو عورت کہ سچی ایمان دار ہوتی ہے وہ زناکاری اور اس کے حالات سے غافل ہوتی ہے۔ جب مومن عورت کا یہ حال ہے تو ازواجِ مطہرات ساری عفیفہ عورتون سے زیادہ اس صفت سے متصف ہین خصوص یہ اُم المومنین یعنے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا جو مہبط انوارِ رحمت اور ان آیات کے نزول کا سبب ہین۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے صحیح کرکے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "آپ نے فرمایا کہ یہ آیت خاص حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے حق مین نازل ہوئی" (در) اور یہی قول سعید بن جبیر و مقاتل بن حبان وغیرہ کا ہے۔ اور ابن جریر نے بھی بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ یہ آیت میری ہی شان مین نازل ہوئی (ملخصاً ابن کثیر) محصنٰت و غفلٰت جمع فرمایا حالانکہ مراد اس سے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا ہین۔ علما نے فرمایا کہ جب آپ ام المومنین ہین تو اس لئے جمع فرماکے آپکی بیٹیوں کو بھی اسی حکم مین شامل فرمالیا۔ دینھم ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حسابھم۔ اور جہان قرآن مین دین ہے اس کے معنی حساب کے ہین۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در)
فقیر عرض کرتا ہے کہ اکثر یہی معنی آئے ہین اس لئے یہ حکم لگایا گیا۔ ۱۲

جو وہ کرتے تھے۔ اُس دن اللہ اُنھیں اُنکی واجبی سزا پوری دیگا اور جان لینگے
کہ بے شک اللہ برحق ظاہر کرنے والا ہے۔ ان آیات کا نزول بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کی شان مین ہو اس لیئے اُس کے مصداقِ کامل آپ ہی ہین
اور بسبب عموم دوسرون کو بھی شامل ہین۔ اور دنیا و آخرت مین ملعون ہونا
منافقون کے لیئے ہی۔ یا اُس کے حق مین ہے جو توبہ نہ کرے۔ اور علما نے
اتفاق کیا ہے کہ تہمت لگانے والا مرد ہو یا عورت اور اسی طرح جس پر
تہمت لگائی جاتی ہے مرد ہو یا عورت سبکا یہی حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم لوگ سات چیزون سے جو ہلاک کرنے والی ہین بچو
(۱) اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناحق مار ڈالنا (۴)
سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) کافرون سے لڑائی کے دن پیٹھ پھیرنا۔
(۷) بھولی بھالی مسلمان عورتون کو زنا کی تہمت لگانا" مسئلہ اجماع ہو گیا کہ

ع۵ یعنے ہر چیز کی حقیقت ظاہر کرنے والا ہے خطیب نے کہا کہ اللہ تعالے نے چار کی برائت
چار سے کی (۱) یوسف علیہ السلام کی برارت شاہد کی زبان سے (۲) موسے علیہ السلام
کی برارت اُس پتھر سے جو اُن کے کپڑے لیکر بھاگا تھا (۳) مریم علیہا السلام کی برارت
اُن کے بیٹے عیسے علیہ السلام سے (۴) ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برارت قرآن مجید
سے۔ اور آپ کی برارت کا ہر ایک شخص ہمیشہ قیامت تک معائنہ کرتا رہیگا ۱۲

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد اب جو کوئی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے وہ کافر ہے کیونکہ وہ منکرِ قرآن ہے۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ

الخبیثات۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خبیثاتِ قول یعنے کلماتِ خبیثہ کو خصوصیت خبیث مردون سے اور خبیث لوگون کو خصوصیت کلماتِ خبیثہ سے ہے اور کلماتِ طیبہ کو پاک مردون سے اختصاص ہے اور پاک مردون کو کلماتِ طیبہ سے اختصاص ہے اور فرمایا کہ نزول اس کا حضرت عائشہ اور اہلِ افک کے حق مین ہے" ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ (در) اور اسیطرح مجاہد و عطا و سعید بن جبیر و شعبی و حسن بن ابی الحسن و حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک سے مروی ہے اور اس کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ قبیح کلمات انھین لوگون کے لایق ہین جو قبیح ہین اور کلماتِ طیبات انھین لوگون کے لایق ہین جو طیبین ہین (ابن کثیر) غرض دونون تفسیرون کا مطلب ایک ہی ہے غرض اس مین ہے کہ خبیثون کے لئے ہر خبیث چیز ہے جیسے کہ خبیثہ کے لایق خبیث ہی ہین۔ اشارہ ہے کہ ہواجسِ نفسانی و وساوسِ شیطانی انھین لوگون کے دلون مین پیدا ہوتے ہین جو خبیث ہین۔ یعنے جن کے دل پاک نہین ہین۔ اور ان وساوس کے لایق ہی وہی ہین۔ اور عارفون کے دلون مین الہاماتِ الٰہی و صدق و معارف پیدا ہوتے ہین۔ اور ایسے علوم و عرفان کے لایق بھی وہی ہین۔ اور اسی طرح دنیا اور اس کے خباثت مزخرفات خبیث دنیو کے لئے ہین اور خبیثون کے لایق بھی یہی ہے تو دنیا ان کے واسطے اور وہ دنیا کے واسطے۔ اور آخرت کی طیبات اور اسکی کرامات پاکیزہ مردون کے لئے جو طالبِ آخرت ہین اور ان مردانِ خدا کیواسطے لایق بھی وہی ہین۔ اور ایسے ہی طاعات پاکیزہ اور اذکار جمیلہ انھین لوگون کے لئے ہین جو دنیا کی خواہشات سے پاکیزہ ہین اور جو لوگ شک شرک سے پاک ہین وہی لایقِ قرب و طاعات ہین اشارہ جھوٹے دعوے اور اخلاقِ رذیلہ کے لئے نفس ہے اور علوم و اخلاقِ محمودہ کے لئے روح ہے ۱۲

جو بیان ہیں ... بیان ... [illegible]

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ
مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ناپاک عورتین ناپاک
مردون کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتون کے لئے ہین اور پاکیزہ عورتین
پاکیزہ مردون کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتون کے لئے ہین ۔ یہ (پاک)
لوگ اُس سے بری ہین جو (اُن کی نسبت لوگ) کہتے ہین ۔ اُن کیلئے بخشش
ہو اور اچھا رزق ہو۔ یہ آیت بھی اُم المؤمنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی
شان مین نازل ہوئی ۔ اور اللہ تعالے نے آپ کو اُس منافق کے بہتان سے
بری فرمایا ۔ اور وہ عبداللہ بن اُبی تھا ۔ اور وہی خبیث ہو کہ اُس کے لئے جورو
بھی خبیث ہونا والے ہو اور یہ منافق اُس کے لئے ہو ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اطیب تھے تو آپ کے لئے بی بی بھی طیب ہونا والے ہو ۔ اور عائشہ
طیبہ ہین اور اسی لایق ہین کہ آپ کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اطیب
زوج ہون [1] اسی سے لئے فرمایا اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ یعنے وہ لوگ
اُس بہتان سے پاک وصاف ہین جن کو یہ خبیث لوگ تہمت لگاتے ہین ۔

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر طیب سے زیادہ اطیب ہین اسی لئے بی بی عایشہ کا بھی
طیب ہونا ضروری ہوا ۔ ورنہ ہماری شریعت مین ازدواج ممکن نہ تھا (ابن کثیر) ۱۲

ع ۱۰

اور اونکی شان مین جو بدگوئی کی گئی اس کے معاوضہ مین ہم دُنیا مین اُن کی مغفرت کرینگے اور جنت مین عزت کی روزی دینگے۔ **اشارہ** ۔ اس آیت مین وعدہ ہی کہ" بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا جنت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ رہینگے"۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عایشہ کی فضیلت عورتون پر ایسی ہے جس طرح ثرید کی فضیلت طعام پر ہی" آپ کے مناقب مین احادیث صحیحہ بہت ہین۔ اور خود کلام الٰہی سے آپ کا طیب و طاہر ہونا اور آپ کے لئے مغفرت و رزق کریم کا ہونا ظاہر ہے۔ اور یہانتک کلام الٰہی کا سلسلہ آپ ہی کی شان مین تھا۔ اس سے زیادہ اور کونسی فضیلت ہوسکتی ہی۔ **جب** زنا اور اُس کے اتہام کے فضایح بیان ہوچکے تو اب اتہام و اشتباہ سے بچانے کے لئے آداب استیذان (یعنے اذن طلب کرنیکے آداب)

فضیلت ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا

لے امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ از انس رضی اللہ عنہ (درمنثور) ۵ ثرید ٹکڑی روٹی کے شوربہ مین بھیگے ہوئے۔ عرب ایسے کھانے کو نہایت لذیذ اور عمدہ سمجھتے ہین۔ ۳ صحیح بخاری کی حدیث مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے بی بی عایشہ کی صورت ایک پارہ حریر مین لاکر تبلائی اور کہا کہ یہ آپکی زوجہ دنیا و آخرت مین ہین۔ اور یہ بھی ہی کہ جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا آپ کا سر مبارک ام المومنین صدیقہ کے گود مین سینہ سے لگا ہوا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ کسی بی بی کے ساتھ ایک لحاف مین ہونیسے وحی نہین اُترتی تھی اور آپکے پاس ایک لحاف مین ہونے مین بھی وحی اُترتی تھی ۱۲

سکھلاتا ہی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ

اے ایمان والو تم اپنے گھرون کے سوا دوسرے گھرون مین نجایا کرو۔ یہانتک کہ اجازت مانگ لو اور گھر والون پر سلام کرلو۔ یہہ تمھارے لیے بہتر ہی تا کہ تم نصیحت مان لو۔ پھر اگر اُن مین کسی کو نہ پاؤ۔ تو اُن مین نجاؤ یہان تک کہ تمھین اجازت دیجاے۔ اور اگر تم سے کہا جاے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ غیر آباد مکان جن مین تمھارا اسباب ہو

بُیُوْتًا قالون و مکی و شامی و شعبہ و حمزہ و کسائی تنوین جگہ ساتھ کسرہ با کے۔

تَذَّكَّرُوْنَ نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ساتھ تشدید ذال کے ۱۲

تستانسوا و تسلموا۔ استیناس سے مراد استعلام ہے یعنے اہل خانہ کو آگاہ کردینا جیسے قول اُس تعالیٰ کا فان انستم منهم رشدا۔ ہی و تسلموا اگر تستانسوا پر معطوف ہے تو دخول بیت بعد اذن وسلام دونون کے چاہئے۔ اگر و تسلموا جملہ مستانفہ ہی تو سلام بوقت ملاقات ہوگا۔ اور اسی کو ابن کثیر نے اختیار کیا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے متعلق پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے سلام کرنا تو جان لیا پھر استیناس کیونکر ہے۔ فرمایا کہ آدمی تسبیح یا تحمید یا تکبیر پڑھے۔ اور کھنکارے تا کہ گھر والے اجازت دین (درمنثور از ابن ابی شیبہ و حکیم ترمذی و ابن ابی حاتم و طبرانی) خفاجی نے ابن ماجہ کی طرف بھی نسبت کی ہے۔ ذٰلکم یعنے استیذان ۱۲۔

اُن مین (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر کچھ گناہ نہین - اور اللہ جانتا ہے

جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو - اپنے[1] گھر وہ ہین جن مین خود یا اُن کی

بی بیان رہتی ہون - مکان ذات کا ہو یا کرایہ کا یا ستعار جس نے کرایہ سے یا

عاریت دیا ہو وہ بھی بلا اجازت داخل نہین ہو سکتا اگرچہ وہ اُسیکا مکان ہے

مسئلہ - حدیث[2] مین اذن طلب کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ باہر سے کہے السلام علیکم

اجازت

[1] بیوتکم سے مراد وہ مکانات ہین جن مین سکونت ہو اس سے تملک مراد نہین - [2] ربعی رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ بنی عامر مین سے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور آپ اپنے مکان مین تھے - تو کہا کہ کیا مین گھس آؤن حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر خادم کو فرمایا کہ باہر جاکر اس شخص کو استیذان سکھلا دے - پھر اُس سے کہا گیا کہ اس طرح کہہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن - اِسکی تخریج امام احمد نے کی اور بخاری ادب مین - ابوداؤد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی اپنی سنن مین - (در) کلدہ بن خلیل جو بے اجازت و سلام حضور اقدس مین حاضر ہوگئے تھے - اُن کو فرمایا لوٹ اور اس طرح کہہ کہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن مختصراً امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور ابوداؤد و ترمذی اور حسن کہا اور نسائی اور بیہقی شعب الایمان مین (در) ابن ابی شیبہ اور بخاری ادب المفرد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مقدمہ مین کہ جو قبل سلام کرنے کے اذن طلب کرے - فرمایا کہ اُس کے لئے اجازت نہ دیجائے - یہان تک کہ شروع سلام سے کرے (در) ترمذی نے بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہ سلام کلام کے پہلے ہے (در) ۱۲ -

اجازت تین بار طلب کرنا

کیا مین اندر آؤن۔ اسی طرح تین[۱] بار کہے (لیکن ہر[۲] ایک کے درمیان وقفہ ہو)

[۱] ابو موسےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت مانگی۔ جب اجازت نہین دی گئی تو واپس ہو گئے۔ جب دوبارہ آئے تو حضرت عمر نے فرمایا کیون تم لوٹ گئے۔ کہا کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب تم مین سے کوئی تین مرتبہ اجازت مانگے پھر اُس کو اجازت نہ دیجاے تو وہ واپس جاے۔ پھر حضرت عمر نے گواہ طلب کیا ابوسعید خدری نے اُن کے موافق گواہی دی مختصراً امام مالک وبخاری ومسلم وابوداؤد (در) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اذن چاہا اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سعد نے کہا علیک السلام ورحمۃ اللہ لیکن اسطرح جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنین۔ یہانتک کہ آپنے تین بار سلام کہا اور سعد نے بھی تین بار آہستہ جواب دیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوی۔ تو سعد بن عبادہ آپکے پیچھے پیچھے گئے۔ حضوری مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپنے جو سلام کیا وہ مین نے سنا۔ اور جواب بھی دیا لیکن آپ کو نہین سنایا۔ اس سے میری یہ غرض وتمنا تھی کہ آپکے سلام مجھپر بہت سے ہون اور بہت سی برکت پاؤن۔ پھر سعد آپ کو اندر لیگئے اور آپکے سامنے خشک انگور پیش کیئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس مین سے کھایا اور بعد فراغ فرمایا اَکَلَ طَعَامَکُمُ الۡاَبۡرَارُ وَصَلَّتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَلٰئِکَۃُ وَاَفۡطَرَ عِنۡدَکُمُ الصَّآئِمُوۡنَ۔ یعنے نیکون نے تمھارا کھانا کھایا۔ اور ملائکہ نے تم پر درود بھیجا۔ اور روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا۔ امام احمد (ابن کثیر) ابوداؤد و نسائی مین بھی اسکے قریب قریب ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ حدیث قوی وجید ہے کیونکہ کئی وجوہ سے روایت کی گئی ہے [۲] قتادہ سے روایت ہے کہ استیناس وہ تین مرتبہ استیذان ہے۔ تو جسکو

پھر بھی اگر اجازت نہ ملی تو واپس جاؤ اور اس مکان میں ماں یا بہن رہتی ہوں تو بھی اجازت لینا چاہیئے۔ اور جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱ کا) تیسرے مرتبہ بھی اجازت نہ دیجائے تو وہ لوٹ جائے۔ پہلے بار استیذان
تو اس لئے کہ لوگ سن لیں۔ دوسرے مرتبہ اس لئے کہ اپنے سامان سے درست ہو جائیں تیسرے
وقت اس لئے کہ چاہے تو اجازت دیں یا انکار کریں" عبد بن حمید وابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان
میں (در) ؎ ابن جریر و بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا تم اپنی ماؤں اور بہنوں کے
پاس جانے میں اجازت لیا کرو (در) عطا نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کیا میں
اپنی بہن کے پاس جانے میں بھی اجازت لوں آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے دوبارہ کہا کہ ایسی دو
بہنیں جو میرے گود میں ہیں اور جن کی پرورش میں کرتا ہوں کیا ان سے بھی اجازت طلب کروں
فرمایا ہاں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ اون دونوں کو ننگے دیکھے الخ (ادب المفرد) ادب المفرد میں حضرت
جابر اور حضرت حذیفہ سے بھی اسی قسم کی روایات آئی ہیں۔ ؎ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بی بی
جن کا نام زینب ہے۔ فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب قضائے حاجت کے بعد باہر سے
گھر آتے تو جب دروازے پر پہونچتے تو کھنکار دیتے یا تھوکتے تا کہ یکایک آکر ہم سے کوئی ایسی بات
نہ دیکھیں جو ان کو ناگوار ہو (ابن جریر ساتھ اسناد صحیح کے) امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مستحب ہے
کہ جب آدمی اپنے گھر میں آئے تو کھنکار دے یا جوتی کی آواز سنادے" اسی لئے حدیث صحیح میں
آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا کہ آدمی اچانک ادھر ادھر سے آکر اپنی اہل کے
پاس جائے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک جہاد سے) دن کو
مدینہ میں پہونچ گئے تو میدان میں اپنا اونٹ بٹھا لیا۔ اور فرمایا کہ انتظار کرو کہ ہم شام تک داخل

اولاد کو بھی اجازت لینا۔

طریقہ ابن مسعود کا

آدمی اپنے گھر میں اپنی بی بی کے پاس آئے تو کھنکار دینا یا جوتی کی آواز سنا دینا بہتر ہے اور اجازت چاہنے والیکو چاہیے کہ دروازہ کے سامنے نہ کھڑا ہو بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے اور اگر[۵] دروازہ بند ہو تو سوراخ میں سے ہرگز نہ جھانکے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳) ہوں گے یعنے شام ہوتے تاکہ پریشان بال والی کنگھی کرلے۔ اور جس عورت کا شوہر غائب تھا یعنے سفر میں تھا وہ پاکی لے لے۔ (ابن کثیر) سلہ بخاری ادب میں اور ابوداؤد عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر آتے تو دروازے کو اپنے منہ کے مقابل نہیں کرتے۔ بلکہ داہنی یا بائیں طرف ٹہرتے۔ اور فرماتے السلام علیکم السلام علیکم۔ اور یہ اسی وجہ سے تھا کہ اُسوقت دروازوں پر پردے نہ تھے (در) ابوداؤد نے ہذیل سے روایت کی کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہوا یعنے بالکل مواجہہ اور اجازت چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہیں ہٹ کر کھڑے ہو۔ استیذان تو نظر ہی کے سبب سے ہے۔ اور ابوداؤد طیالسی نے سعد سے بھی روایت کی (ابن کثیر) ۵ صحیحین میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر کوئی مرد بغیر تیری اجازت کے تجھے جھانکے اور تو نے اسکو کنکری مار کر اسکی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا (ابن کثیر) امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں سوراخ سے جھانکا اور آپکے ہاتھ میں مدری (لوہے یا لکڑی کی ایسی شے جس میں کنگھی کی طرح دندانے ہوتے ہیں لیکن اُس سے دراز ہوتی ہے۔ اُس سے بال درست کرتے ہیں۔ اور جن کے پاس کنگھی نہ ہو تو اسکو استعمال کرتے ہیں) تھی جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ آپکو دیکھکر فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس سے تیری آنکھ زخمی کرتا۔ استیذان بصر کے لئے ہی مقرر ہوا ہے (درمنثور) ۱۲

اور جب گھر والے نام پوچھیں تو اپنا معروف نام بتلائے۔ میں ہوں نہ کہے۔

جواب میں میں نہ کہو

له جماعت (محدثین) نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دربارۂ قرضہ کے جو میرے باپ پر تھا پھر میں نے دروازہ بجایا۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے کہا۔ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا میں ہوں میں ہوں۔ گویا آپ نے اس لفظ کو مکروہ سمجھا۔ (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ یہ حدیث ادب المفرد میں بھی ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ہر شخص اپنے آپ کو میں ہوں کہتا ہے تو اس سے آدمی پہچانا نہیں جاتا اور استیذان سے جو مقصود ہے وہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے سلوک میں انا کہنا سزاوار نہیں۔ چنانچہ مولانا روم کی اس حکایت سے ظاہر ہے ؎

حکایت

آن یکے آمد در یارے بزد ؛ گفت یارش کیستی اے معتمد
گفت من۔ گفتا برو ہنگام نیست ؛ بر چنین خوانے مقام خام نیست
خام را جز آتش ہجر و فراق ؛ کے پزد کے وا رہاند از نفاق
رفت آن مسکین و سالے در سفر ؛ در فراق دوست سوزید از شرر
پختہ شد آن سوختہ پس بازگشت ؛ باز گرد خانۂ انباز گشت
حلقہ بر در زد بصد ترس و ادب ؛ تا نہ جہد بے ادب لفظے ز لب
بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن ؛ گفت بر در ہم توئی اے دلستان
گفت اکنون چون منی اے من درآ ؛ نیست گنجائی دو من در سرا

یہ عاصی نے قصہ معراج صفحہ ۴۲ میں لکھا کہ انا کا استعمال باعتبار احوال و مقامات کے مختلف ہوتا ہے۔ یعنے جو ابھی احوال کی گردشوں میں ہے۔ مقام فنا و تلوین میں رنگ بدل رہا ہو اسکو انا کہنا سزاوار نہیں۔ اور جو مقام بقا باللہ کو پہونچ گیا اور درجات تمکین میں جاگزیں ہوا ایسے وقت اسکو انا ضرر نہیں کرتا۔

مولانا فرماتے ہیں ؎

گفت فرعونے انا الحق گشت پست ؛ گفت منصورے انا الحق برست
آن انا را لعنت اللہ در عقب ؛ وین انا را رحمت اللہ در عقب

اور یہ استیذان طرفین (یعنے مستاذن اور گھروالون) کے لئے بہتر ہے پھر
اگر تم اُس گھر مین کسی کو نہ پاؤ۔ یعنے کوئی اُس مکان مین نہو یا کسی نے اجازت
نہ دی تو تم اُس مکان مین نہ داخل ہو۔ کیونکہ تصرف غیر کی ملک مین بغیر اُسکی
اجازت کے جائز نہین۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ تم لوٹ جاؤ تو تم واپس ہوجاؤ
یہ تمھارے حق مین بہت اچھا ہے۔ اور جو تم کر رہے ہو اللہ تعالے خوب
جانتا ہے۔ یعنے جب کسی کو اجازت نہ دیجائے تو پھر دروازہ پر نہ بیٹھے بلکہ واپس
ہوجائے نہ جھگڑا کرے نہ برا مانے۔ کیونکہ اگر اُس نے تکبر و تحقیر سے اذن نہین دیا

له جاہلیت کے زمانہ مین آدمی بغیر اجازت کے اپنے دوست کے گھر مین چلا جاتا تھا تو گھر والے
کو یہ بات نہایت ہی بری معلوم ہوتی تھی۔ اور کبھی شاید اپنی اہل کے ساتھ رہتا ہو۔ اسلئے
اللہ تعالے نے اُس طریقہ کو بدل دیا۔ اور اجازت طلب کرنے کا نہایت ہی عمدہ طریقہ سکھایا
(ابن کثیر از مقاتل مختصرًا) ٭ حکایت۔ ایک بزرگ کو کسی نے دعوت دی جب مکان پر گئے تو دعوتی
کے لڑکے نے واپس کردیا۔ پھر باپ کو اطلاع ہوئی تو اوسکو واپس لاکر گھر مین لیگیا۔ پھر بیٹے نے لوٹادیا
غرض اسی طرح تین مرتبے باپ بلاتا تھا اور بیٹا واپس کرتا تھا۔ آخر مین باپ نے اُن بزرگ
سے معذرت کی۔ فرمایا یہ کچھ کمال نہین یہ صفت تو کتے مین بھی ہے کہ روٹی کے لئے بلاؤ تو دوڑ
آتا ہے پھر ہانک دو تو چلا جاتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

مردان بسعی و رنج بجائے رسیدہ اند
تو بے ہنر کجا رسی از نفس پروری۔

تو ہم جانتے ہین اور اگر کوئی عذر تھا تو ہم دانا ہین۔ تم بدگمانی نہ کرو۔ ہان قبل[1] اجازت دروازہ پر منتظر رہنا جائز ہے۔ بلکہ[2] بزرگون کے ادب کے خیال سے یہی بہتر ہے **غرض** اس جیسی اور عادتین جو طبیعت پر شاق ہوتی ہین اُس سے بھی پرہیز واجب ہے۔ جیسے زور سے زنجیر بجانا اور دروازہ کھٹکانا۔ اور نام لیکر زور سے پکارنا۔ اور اسی طرح دوسرے عادات جو غیر مہذّب لوگون مین ہوتے ہین۔ پہلی آیت مین مسکونہ مکانون کا ذکر تھا اور اس آیت لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ مین غیر مسکونہ مکانون کا بیان ہے یعنے غیر مسکونہ مکان جن مین تمھارا اسباب[3] ہو یا اُن مین تمھارے لئے منفعت ہو

لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انصار رضی اللہ عنہم کے پاس حدیث طلب کرنے جاتے۔ اور دروازہ پر بیٹھ جاتے اور پکارتے نہ تھے یہانتک کہ صاحبِ خانہ خود نکلتے اور نکلکر کہتے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے آپنے مجھے خبر کر دی ہوتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ ہم کو علم طلب کرنیکا اسیطرح حکم ہوا ہے۔ ۲ہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات مین اس ادب کو سکھلایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ بے شک جو لوگ تجھکو حجروں کے باہر سے پکارتے ہین اکثر اُن کے بے عقل ہین اور اگر وہ صبر کرین (یعنے انتظار کرتے بیٹھین) یہانتک کہ آپ خود اُنکی طرف نکلین تو یہ البتہ اُن کے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ۳ہ ابن کثیر نے لکھا کہ جو گھر مہمان کے لئے مقرر کیا گیا اور اُس نے اپنا سامان اُس مین رکھدیا اور ایک مرتبہ اجازت دیدی تو جب تک رہے یہی اجازت کافی ہے ۴ہ محمد بن حنفیہ و مجاہد و قتادہ نے

اُن مین (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر کچھ گناہ نہین۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالے اُسکو خوب جانتا ہے۔ یعنے اُس کو حاضر و ناظر سمجھکر جو کام کروگے اچھا ہی کروگے خلیق ۵

جب کام کیا تو جان حق کو ناظر	اور بات جو کی تو ہے وہ سامع حاضر
ہر حال مین ہر جگہ مین ہر دم ہر وقت	اُسکا ہی خیال رکھ اُسی کے خاطر

فائدہ جب بعد اجازت مکان مین داخل ہو تو پھر سلام کرے اور رخصت کے وقت بھی سلام کرے تو ایک اجازت کا سلام (جس کا جواب فرض نہین ہے) اور یہ دو کل تین سلام ہوے۔ علما نے حدیث اِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا۔ کی یہی شرح لکھی ہے۔ یعنے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے **فائدہ**۔ اگر اپنے مکان مین جاسے اور اُس مین کوئی نہو تو اَلسَّلَامُ عَلَے النَّبِیِّ کہے۔ کیونکہ سردار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ہر مسلمان کے مکان مین موجود ہست

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) کہا کہ یہ راستون پر مسافرون کے اترنے کے مکانات ہین کہ جب خالی ہون اور اُس مین کوئی نہو تو بلا اجازت اترو (در) اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا۔ لیکن ابن کثیر نے کہا کہ پہلا قول اظہر ہے۔ ۱۲ ؎ شفا شریف وغیرہ علامہ ملا علی قاری نے شرح شفا شریف

عقیدہ لوگون کو چاہیے کہ خدا کی قدرت پر نظر رکھین اور اس سے انکار نہ کرین۔ معیت مصطفوی بقول خداوندی اُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ الخ اور بقول مصطفوی اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ہرگز فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اور جب حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ ہوگا تو یہ بھی اُسوقت جانیگا کہ وہ اللہ کے ساتھ محادثہ فرماتی ہی۔ تو آنحضرت سے جو مخاطبہ ہوگا وہ تیری طرح ہوگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۸) جلد ثانی صفحہ ۱۱۷ مین یون تحریر فرمایا ہی روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم قال فان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل اسلام یعنے جب خالی مکان مین جاے تو السلام علی النبی کہے کیونکہ سردار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر مسلمان کے گھر مین موجود ہی حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی جلد دوم کتاب مدارج النبوۃ صفحہ ۷۷۵ مین بعد بیان ادلہ فرماتے ہین پوشیدہ نماند کہ بعد از اثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی اگر بعد ازان گویند کہ حق تعالے جسد شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در مکانے کہ خواہد تشریف بخشد خواہ بعینہ یا بامثال خواہ بر آسمان یا بر زمین وخواہ در قبر شریف یا غیرہ صورتے دارد با وجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال ۱۲ سے رسالہ تجلیات مین حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی فرماتے ہین فان خطابہ لہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لیس کخطابہ ایاك۔ فان استعدادہ للقبول اشرف واعلے۔ فانی السمع وانت شہید ۱۲

عہ سابق کی روایت شفا مین ہے اور یہ شرح ملا علی قاری کی ہی ۱۲

بلکہ وہ مخاطبہ اعلے وارفع ہوگا ؏ ذوقِ این مے نشناسی بخدا تا نچشی۔ اور مولانا جامی نے خوب فرمایا ہے ؎

اے مظہرِ ذاتِ لایزالی	مرأتِ جمالِ ذوالجلالی
انوارِ تجلّیِ قدم را	رخسارِ تو احسن المجالی

بعد آدابِ استیذان کے بُری نظر سے بچنے کا حکم فرماتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ حفظِ فرج سے مراد اصطلاحِ شرعی مین حرام سے بچنا ہے جسکے تحت مین سحق (یعنے چپٹ بازی) ولواطت ووطی حائضہ وزنا داخل ہین اور اسمین ایک عموم بھی نکلتا ہے جسمین نظر فرج غیر بھی داخل ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مرد مرد کی شرمگاہ دیکھے اور نہ عورت عورت کی۔ اور نہ مرد مرد سے اور نہ عورت عورت سے ایک کپڑے مین بدن سے بدن ملا کر ملین صحیح بخاری وابو داؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وغیرہ مین ہے کہ بہز بن حکیم کے دادا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اپنے عورات (یعنے پردہ کے لائق امور) مین سے کون باتین کرین اور کون چھوڑین یعنے شرم وپردہ کی باتون مین عملدرآمد کیونکر ہے کون واجب وکیا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب ت اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سوائے اپنی منکوحہ کے اور جو تیری مملوکہ ہے۔ مین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر لوگ بعض مین بعض مخلوط ہون تو فرمایا کہ اگر تجھسے ہوسکے کہ اس (شرمگاہ) کو نہ دیکھے تو چاہئے کہ کوئی نہ دیکھے۔ مین نے کہا کہ پھر اگر کوئی ہم مین سے اکیلا ہو تو فرمایا کہ بہ نسبت لوگون سے اللہ تعالےٰ زیادہ احق ہے کہ اس سے حیا کیجائے۔

بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى
جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ
اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي
الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (اے پیغمبر) مسلمانون سے کہو کہ
اپنی آنکھین (نامحرمون سے) بند رکھین۔ اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین
یہ اُن کے لئے بہت اچھا ہے۔ بے شک لوگ جو کچھ کرتے ہین۔ اللہ اُس سے
خبردار ہے اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتون سے کہو کہ اپنی آنکھین (نامحرمون سے)

جُیوبہن
[مک]ی وابن ذکوان وحمزہ وکسائی ساتھ کسر جیم کے ۱۲

غَیرِ
[ش]امی ساتھ فتح را کے حال ہے ۱۲

ولیضربن بخمرھن۔ ضرب کے لفظ سے اوڑھنیان اوڑھنے مین مبالغہ ہے۔ جیوبہن۔
والجیب ما جیب ای قطع من اعلی القمیص وھو یسمیہ العامة طوقا۔ واما
اطلاقه علی ما یکون فی الجنب لوضع الدراھم ونحوھا فلیس من کلام العرب کما
ذکرہ ابن تیمیہ۔ لکنه لیس بخطأ بحسب المعنی (خفاجی) جیب کے معنے گریبان کے ہین۔ اور
اب جو دامن کے نیچے کیسہ لگاتے ہین اُسکو جیب کہتے ہین یہ مجاز در مجاز ہے (عنایت) ۱۲

بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی آرایش کو ظاہر
نہ کریں مگر جو اُسمیں سے ظاہر ہوا اور چاہئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں
پر ڈالیں (تاکہ گردن چھپی رہے) اور اپنی آرایش ظاہر کریں مگر اپنے شوہروں
کے سامنے یا اپنے خسروں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں
کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے
یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا
اپنی عورتوں کے سامنے یا اپنی مملوک کے سامنے یا خدمتیوں کے سامنے کہ جو مرد
صاحب شہوت نہوں۔ یا لڑکوں کے سامنے جو عورتوں کے بھید سے آگاہ نہیں
اور اپنے پیروں کو (زمین پر) نہ ماریں تاکہ معلوم ہو جاے زیور جو چھپاتی ہیں۔
اور اے مسلمانو تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پہلی
آیت میں مردوں کو آنکھ بند کرنیکا حکم فرمایا تو چاہئے کہ اُسی کو دیکھیں جسکا دیکھنا
مباح ہے۔ پھر اگر اتفاق سے بغیر قصد کسی ایسے پر نظر پڑگئی جو حرام ہے تو فوراً
نظر کو اُس سے پھیر لیں۔ چنانچہ جریرؓ بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑنے کو پوچھا

لہ امام احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابن کثیر)

تو مجھے حکم دیا کہ اپنی نظر پھیر لوں"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ "اے علی نظر کے پیچھے نظر نہ کرو۔ کیونکہ پہلی تو تمھارے لئے ہے (یعنے معاف ہے) اور دوسری تمھارے لئے نہیں"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار، رستون پر بیٹھنے سے بچو۔ لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو تو اپنی مجلسیں ضروری ہین کہ ہم وہان بیٹھا کرتے ہین۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اُس سے انکار کرتے ہو تو پھر رستہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ رستہ کا حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نظر کو بند کرنا۔ ایذا دہی سے باز رہنا۔ سلام کا جواب دینا۔ اچھی بات کا حکم کرنا۔ بُری بات سے منع کرنا"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ نے ابن آدم پر اُسکا حصہ زنا سے لکھا ہے جسے وہ ضرور پائیگا۔ آنکھوں کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا ہے۔ کانون کا زنا سننا ہے زبان کا زنا بات کرنا ہے۔ اور ہات کا زنا پکڑنا ہے۔ اور پاؤن کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش و تمنا کرتا اور شرمگاہ اُسے سچا کرتی اور جھٹلاتی ہے"۔ بعد

سلہ ابو داؤد و ترمذی (ابن کثیر) سلہ بخاری ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے (در) سلہ صحیح بخاری (د) سلہ امام احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (در)۔

نظر کے حفظِ فروج کا ذکر فرمایا کیونکہ نظر زنا کا قاصد ہے اور فسادِ قلب کیطرف
داعی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ چشم پوشی اور فرج کی حفاظت اُن کے لئے پاکیزہ تر اور
بہتر ہی جس مین کسی قسم کا شک وشبہ نہین ہوتا۔ بعضون[1] نے کہا کہ "جو اپنی
نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے دلمین نورِ بصیرت دیتا ہے"
رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان اسبات سے خالی نہین
کہ اُس نے کسی عورت کی خوبصورتیون کو دیکھہ کر آنکھ بند کی مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ
اُس کے عوض ایسی عبادت دیتا ہے کہ جسکی وہ حلاوت پاتا ہے" اور[3]
مرفوع حدیث ہی کہ اپنی نگاہون کو بند کرو۔ اور اپنی فروج کو نگاہ رکھو۔ اور
اپنے رخون کو ٹھیک سیدہی رکھو وگرنہ تمھارے چہرے بگاڑ دئے جائینگے"
رسول[4] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر تو ابلیس کے تیرون مین سے
ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے۔ جس نے اسکو میرے خوف سے چھوڑا اُس کے
بدلے اُس کو وہ ایمان دیتا ہون جسکی حلاوت اپنے دلمین پاتا ہے" پھر
آیت کو اسپر ختم فرمایا کہ "جو کچھ لوگ کر رہے ہین بے شک اللہ تعالےٰ اُس سے

---

[1] ابن کثیر [2] امام احمد اور حکیم نوادر اصول مین اور طبرانی وابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے (در) [3] طبرانی (ابن کثیر) [4] طبرانی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (ابن کثیر)۔

بحضرت نجم الدین صاحب

آگاہ ہے" اُن کو چاہیئے کہ ہر حرکت و سکون مین اللہ تعالے کا خیال رکھین اور اُس سے ڈرتے رہین۔ نہ یہ کہ سب سے باخبر اور اُسی سے بے خبر ۵

آنچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نکرد	درمیانِ خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

مسئلہ بہت سے سلف اپنی نگاہ کو کسی امرد (یعنی بے داڑھی والے طفل) پر تیز کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ اور بہت ائمہ صوفیہ نے اُسکو سختی سے منع فرمایا۔ اور اہلِ علم کی ایک گروہ نے اُسکو حرام کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قیامت کے روز ہر آنکھ روتی ہوگی۔ لیکن وہ آنکھ جو محرمات سے بند کی گئی۔ اور وہ جو خدا کی یاد مین جاگتی رہی۔ اور وہ کہ جس سے اللہ تعالے کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر (آنسو) نکلا"[۲] دوسری

امردون پر نگاہ ڈالنے کی ممانعت اور وعید

لوطیون کے اقسام

[۱] ابن کثیر۔ اور علامہ شامی جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ۔ فصل فی النظر والمس مین فرماتے ہین کہ سلف نے فرمایا کہ لوطیون کے اقسام ہین۔ ایک قسم تو دیکھا کرتی ہے۔ ایک قسم مصافحہ کرتی ہے۔ اور ایک قسم وہ برا کام کرتی ہے"۔ [۲] ابن ابی الدنیا (ابن کثیر) [۳] شانِ نزول مقاتل بن حیان نے بیان کیا کہ ہم کو روایت پہونچی واللہ اعلم کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا کہ اسما بنت یزید انصاریہ اپنے باغ خرما مین جو بنو حارثہ مین واقع تھا موجود تھی کہ عورتون نے اُسکے پاس آنا شروع کیا جو خالی دراز کرتے پہنی تھین اور ازارین نہ تھین پس اُن کے پیرون کے خلخال اور اُن کے سینے و گیسو ظاہر ہوتے تھے پس اسماء نے کہا کہ یہ کیسی قبیح بات ہے پس وہان تو اس مومنہ بی بی نے اُس سے کراہت کی اور یہان اللہ تعالے علیم خبیر نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیۃ (درمنثور بروایت ابن ابی حاتم) ۱۲

آیت مین مومنہ عورتون کے لیئے احکام ہین جو اللہ تعالے نے اُنکی پاکیزگی
کے لحاظ سے اور اپنے مومنین بندون کی غیرت کے خیال سے اور مومنات کو
مشرکات عورتون سے ممتاز کرنے کے لئے نازل فرمائے ہین۔ چنانچہ ارشاد
ہوتا ہے کہ مسلمان عورتون سے کہو کہ اپنی آنکھین نامحرمون سے بند رکھین اور
اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ **ابن کثیر** نے لکھا کہ بہت سے علما اسطرف
گئے ہین کہ عورت کے لیئے اجنبی مرد کو بغیر شہوت کے دیکھنا بھی جائز نہین
اور بہت سے لوگون نے اس حدیث سے بھی حجت لی کہ ام المومنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مین اور میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس تھین۔ کہ اتنے مین عبداللہ بن ام مکتوم (جو کہ اندھے تھے) آئے اور یہ
بعد اُس کے کہ ہم کو حجاب کا حکم ہوچکا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم دونون اس سے پردہ کرو۔ مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا یہ
اندھا نہین کہ کچھ نہین دیکھتا ہے اور نہ ہم کو پہچانتا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کیا تم دونو بھی اندھی ہو۔ کیا اُسکو نہین دیکھتی ہو" اور بعضے
علما اسطرف گئے کہ عورت کا بغیر شہوت کے اجنبی کو دیکھنا جائز ہے اور اس
حدیث سے استدلال کیا جو بی بی عایشہ نے حبشہ کو دیکھا تھا۔ لیکن بعضے علما نے

اُسکا یہ جواب دیا کہ وہان نظرِ شہوت سے مامون ہونا بعلمِ نبوت معلوم ہو گیا تھا اور یہان اُسکا علم مفقود ہے۔ پھر فرمایا "اور اپنی آرایش و زینت کو ظاہر نہ کرین" یعنے[1] اپنی زینت سے کوئی چیز اجنبیون کے لئے ظاہر نہ کرین مثل خلخال اور رنگ مہندی کا پاؤن مین اور بازو پر جوشن اور کان کے بالیان اور گردن کا طوق وغیرہ۔ مگر جو اس مین سے ظاہر ہو۔ یعنے اُسکا چھپانا ممکن ہو جیسے کپڑے اور انگوٹھی کہ کسی کام مین کھل جائین یا ہوا وغیرہ کہول دے اور جس کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہو جس طرح معالجہ طبیب یا گواہی کیلئے تو وہ بھی اُس کے حکم مین ہے۔ غرض جب زینت و زیور کا نامحرم سے ظاہر کرنا جایز نہین تو اُن مواضع کا ظاہر کرنا کس طرح جایز ہو گا جن زینت سے وہ آراستہ ہین۔ چنانچہ حدیث[2] مین ہے کہ اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ۔ امام شافعی[3] امام مالک کا مذہب ہے کہ "تمام جسم عورت کا عورت (یعنی چھپانیکے لایق) ہے

[1] اخرج عبدالرزاق وابن ابی شیبہ وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وصححہ وغیرہم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی قولہ ولا یبدین زینتہن قال الزینۃ السوار والدملج والخلخال والقرط والقلادۃ الا ما ظہر منہا قال الثیاب والجلباب (در) [2] ترمذی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (خفاجی وکشاف القناع) [3] کما فی الروضۃ وغیرہا ان جمیع بدن المرأۃ عورۃ حتی الوجہ والکف مطلقا الخ وبدن الحرۃ جمیعہ عورۃ یعنے عند الشافعی ومالک (خفاجی) ۱۲

یہان تک کہ منہ اور ہاتھ بھی[1] حنبلی مذہب مین بھی اسی طرح ہے حنفی مذہب
مین اگر شہوت[2] کا خوف ہو یا شہوت اور عدمِ شہوت مین شک ہو تو مرد کا نظر کرنا
عورت کی چہرہ کی طرف ممنوع ہے۔ تو نظر کا حلال ہونا شہوت ہونیکے ساتھ
مقید ہے۔ اور نہین تو حرام ہے۔ اور یہ یعنے حلتِ نظر در صورت عدمِ شہوت اگلے
لوگون کے زمانہ مین تھا۔ اور ہمارے زمانہ مین تو جوان عورت کا چہرہ دیکھنا ہر
طرح ممنوع ہے۔ یعنے فسادِ زمانے کے سبب سے۔ ہان ضرورت کے لئے
مرد عورت کا چہرہ اور دونون کفِ دست دیکھ سکتا ہے۔ بعضون نے کہا قدم[3]

[1] والحرۃ البالغۃ کلها عورۃ فی الصلوۃ حتے ظفرها وشعرها الا وجهها قال جمع وکفیها۔ وهما
ای الکفان والوجه عورۃ خارج الصلاۃ باعتبار النظر کبقیۃ بدنها لحدیث المرأۃ عورۃ
(کشاف القناع) [2] ردالمحتار جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۲۵۸ [3] اکثر علما
کہتے ہین کہ شہوت وہی ہے جس کے دیکھنے کو دل مائل ہو اور اسکے سے معانقہ کو دل چاہے۔ اور بعضون
نے کہا کہ اس سے جماع کا ارادہ ہو اور حرام کی پروا نہ کرے۔ اور عورتون مین شہوت فقط دل کی
خواہش ہے۔ ردالمحتار از قہستانی۔ حنابلہ کے پاس شہوت کے معنے کسی شے کو دیکھنے سے
لذت اٹھانا ہے۔۱۲ اور شہوت مصاہرت مین انتشارِ آلت یا زیادتی ہے (ردالمحتار) [4] اسیطرح
تتارخانیہ مین ہے۔ یہ ضرورت کے لئے ہے لیکن بے ضرورت مین قدم عورت ہے۔ خواہ
نماز مین ہو خواہ نماز کے باہر چنانچہ شرح منیہ مین اسکو احادیث سے ترجیح دی ہے۔
(ردالمحتار) ۱۲ —

اور ہاتھ کو بھی دیکھنا جایز ہے جبکہ وہ نوکری روٹی پکانے کی کرے **مسئلہ**[۱]
عورت کا آواز بھی راجح قول پہ عورت ہے۔ تواب پردہ کے حائل سے بھی
اُس کا گانا سننا جایز نہین حنابلہ کہتے ہین کہ آواز عورت تو نہین۔ لیکن اسکے
سننے سے لذت لینا حرام ہے۔ اگرچہ قراءت قرآن سے ہو۔ **اب** وہ فاسق
وفاجر اللہ کے غضب سے ڈرین جو اپنی شادیون اور عرسون مین فاحشہ
عورتون کو بلا کر نچواتے اور گواتے ہین۔ اور سب ناظرین وسامعین کا گناہ
بھی اپنے اعمال نامہ مین لکھواتے ہین اور اگراسی ذریعہ سے کوئی شخص اپنا
منہ کالا کرے تو داعی جلسہ نشاط دونون جہان مین روسیاہ ہووے۔
اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ **خلاصہ** یہ کہ چارون[۲] مذہب سے

[۱] صوت المرأة عورة على الراجح (ردالمحتار جزء خامس صفحہ ۲۵۷) [۲] اس لئے کہ جس
شخص کو قوتِ اجتہادیہ حاصل نہو اُسکو اجتہاد کرنے کی اجازت نہین حضرت ابن عباس سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک شخص کے کہین زخم لگ گیا پھر اُسکو احتلام
ہو گیا ساتھیون نے اُسکو غسل کے لئے حکم کیا اُس نے غسل کیا اور مرگیا یہ خبر حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگون نے اُسکو قتل کیا خدا اُن کو قتل کرے۔ کیا
ناواقفی کا علاج یہ نہ تھا کہ پوچھ لیتے اُسکو تو اسقدر کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا
پھر اسپر مسح کر لیتا اور باقی بدن دہو لیتا ابو داؤد نے اسکو روایت کیا۔ ۱۲

عورت کا آواز بھی عورت ہے - مذاہبِ اربعہ - قرآن سے تقلید

مرد کا عورت کو بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں۔ اب جو نصاریٰ کی اتباع سے کوئی نئی بات بولے وہ ہرگز قابل التفات نہیں پھر فرمایا "اور چاہیے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنی گریبانوں پر ڈالیں"۔ مراد یہ کہ چاک گریبان کو ڈھانکیں اور اوپر سے اوڑھنی اوڑھیں تاکہ سینہ وغیرہ چھپ جائے۔ یہ آیت اُترتے ہی عورتوں نے اپنی باریک ململ پھاڑ کر اوڑھنیاں بنائیں۔ پھر فرمایا "اور اپنی آرائش و زینت نہ ظاہر کریں مگر اپنے شوہروں کے سامنے"۔ چونکہ زینت شوہر ہی کے واسطے ہوتی ہے۔

ـه١ کسی نے لکھا کہ بعضے ہندوستانی انگریزی تعلیم سے بہرہ ور ہو کے کچھ ایسے آپے سے باہر ہوئے کہ انہوں نے اپنی معاشرت کے ہر چیز کو خواہ وہ اُنھیں مضر ہو یا نفع بخش ہو انگریزی بنانا چاہا۔ اُٹھنا بیٹھنا باتیں کرنا۔ بازاروں میں پھرنا غرض ہر صورت سے وہ بالکل کالے انگریز بنگئے۔ اُنہوں نے علانیہ طور پر اپنی عورتوں کو باہر نکالدیا۔ تو بھی وہ انتہائی آزادی جو انگریزوں کے مستورات کو حاصل ہے اپنی عورتوں کو دیکھنے تنہا اپنی کسی دوست کے ساتھ رات کے دو بجے تک تھیٹر میں رہنا ہوٹل میں جانا۔ یا تبدیل آب و ہوا کے لئے دو دو تین تین گھنٹے تک کسی پہاڑ پر غائب ہو جانا۔ اور اپنی احباب کو گھنٹوں تک علٰحدہ بند کمروں میں لیکر بیٹھنا یا تیں تو تعلیم یافتہ مقلدوں نے اختیار نہیں کیں۔ ـه٢ خمر جمع خمار وہ چیز جس سے سر ڈھانکا جائے جسکو لوگ مقنعہ کہتے ہیں تا غلاف اُس چال ڈھال کے ہو جائے جو زمانہ جاہلیت میں تھی کیونکہ اُس زمانہ کے عورتیں پردہ نہ کرتیں بلکہ اُس زمانہ میں عورت کھلا سینہ مردوں میں پھرتی۔ علاوہ یہ کہ اکثر گردن و گیسو اور کان کی بالیاں ظاہر کرتی تھیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ دوسری آیت میں فرمایا یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن۔ الآیہ یعنے اے نبی اپنی زوجات اور اپنی بنات اور مومنین کی عورتوں سے کہو کہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکالیں۔ الخ ـه٣ بخاری (ابن کثیر) ١٢

اس لئے اُس کو مقدم فرمایا مسئلہ[1] ائمہ اربعہ متفق ہین کہ شوہر کو اپنی بی بی اور باندی کا تمام بدن دیکھنا جائز ہے حتےٰ کہ فرج اور اُس کا برعکس بھی" اس کے بعد اور محرم مردون کا ذکر فرمایا لیکن ماموں اور چچا کا ذکر نہین فرمایا وہ اخوان مین داخل ہوگئے۔ کیونکہ ماموں مان کا بھائی اور چچا باپ کا بھائی ہے۔

پھر فرمایا"یا اپنی عورتون کے سامنے" مراد اپنی عورتون سے مسلمان عورتین ہین کیونکہ کافرہ عورتین اپنے مردون سے بیان کرین گے برخلاف مسلمان عورت کے کہ اُسکو معلوم ہے کہ غیر مرد کے سامنے اجنبی عورت کا حال بیان کرنا حرام ہے اس لئے وہ اس سے باز رہیگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[2] "ایسا نہو کہ عورت دوسری عورت سے ملے پھر اُس کا حُلیہ اپنے مرد سے اسطرح بیان

---

[1] میزان شعرانی کتاب النکاح جلد ثانی صفحہ ۱۲۲- لیکن فرج کا نہ دیکھنا اولےٰ ہے۔۱۲ [2] بخاری وسلم (ابن کثیر) قربان جائیے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ عصمت کا کسطرح بند وبست فرمایا۔ مشرک عورت کے سامنے زینت کا ظاہر کرنا نہ چاہئے۔ اور مسلمان عورت کو چاہئے کہ اپنی خاوند سے اجنبی عورت کا ذکر نہ کرے۔ تمام عورتون کا دستور ہے کہ جہان شادی مین جاکر آتی ہین تو پھر ہر ایک عورت کے رنگ اور روپ کا اس طرح بیان کرتی ہین کہ شاید بعضے فاسقون کو زنا کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے اس شریعت پاک نے سب کے قلوب کو پاک رکھنا چاہا ہے۔ جو اس کے خلاف کیا وہ دین و دنیا مین خراب ہوا۔ ۱۲

کرے گویا اُس کو دیکھ رہا ہے "پھر فرمایا" یا وہ کہ جنکی عورتین مالک ہوی ہون " خالبہ
کے پاس عورت کا غلام محرم ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول ہے لیکن صحیح تر
قول آپکا یہ ہے کہ وہ بھی مثل اجنبی ہے اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ کا ہے۔ تو
پہلے جملہ مین آزاد مسلمان عورتون کے سامنے نکلنے کا ذکر تھا اور اس مین اپنی
باندیون کے سامنے اگرچہ وہ باندی کافر ہو۔ کیونکہ وہ شبہ جو غیر مردون کے سامنے
ذکر کرنیکا تھا وہ مرتفع ہوگیا۔ اس لئے کہ اُسکی بی بی ہر طرح سے اُسکی نگرانی کرسکتی ہے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم عورتون مین سے کسی کا مکاتب
ہو اور اُس کے پاس اپنا مال کتابت ادا کرنے کے موافق ہو تو چاہئے کہ اُس سے
پردہ کرے "پھر فرمایا" یا خدمتون کے سامنے کہ جو مرد صاحب شہوت نہون "

لہ (خفاجی) ۲ ابن جریج نے کہا یعنے نساء مشرکین سے تو اُ بی بی کے لئے جایز ہے کہ اپنی
زینت اپنی باندی سے ظاہر کرے اگرچہ وہ مشرکہ ہو کیونکہ وہ اوسکی باندی ہے۔ اور اسیطرف سعید
بن المسیب گئے ہین۔ (ابن کثیر) ولا یحل للمسلمۃ ان تنکشف بین یدی یہودیۃ او نصرانیۃ
او مشرکۃ الا ان تکون أمۃ لها کما فی السراج ونصاب الاحتساب ولا ینبغی للمرأۃ
الصالحۃ ان تنظر الیها المرأۃ الفاجرۃ لانها تصفها عند الرجال ولا تضع جلبابها
ولا خمارها کما فی السراج (رد المحتار) یعنے نیک بخت عورت فاجرہ کے سامنے نہ نکلے
۳ امام احمد ابو داود (ابن کثیر) ۱۲

شافعیہ[۱] وحنابلہ[۲] کہتے ہین جسطرح عنین اور بڈھا پھوس لیکن خصی[۳] ومجبوب[۴] وممسوح[۵] کا اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے امام احمد فرماتے ہین کہ اگرچہ عضو معطل ہوگیا ہو یا ہو لیکن مردانہ شہوت اُن کے دل سے نہین گئی توکسی طرح بطور قبلہ وغیرہ تمتع لینے سے مامون نہین ہوسکتے حنفیہ[۶] کہتے ہین کہ اَوِ التَّابِعِيْنَ متشابہات سے ہے۔ اور قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ محکم ہے اسلئے ہم اسی کو لیتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ عنین ومخنث وغیرہ مومنین مین داخل ہین توانکا اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا حلال نہین ؏۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مخنث[۷] کو

[۱] بیضاوی۔ [۲] کشاف القناع [۳] جسکے خصیے قطع کیے گئے ہین [۴] جسکا ذکر قطع کیا گیا ہو [۵] جس کا ذکر اور خصیے مقطوع ہون۔ [۶] رد المحتار از عنایہ جلد خامس صفحہ ۲۶۱۔ فقیر کہتا ہے کہ بہت سے اردو مفسر ومترجم اپنے مذہب کی کتابون سے ناواقف ہوکر بڈھا پوس وغیرہ ترجمہ کرتے ہین حالانکہ تفسیر احمدی مین رد المحتار کے موافق اُن سے بھی پردہ کرنیکے لئے لکھا ہے۔ [۷] صحیح بخاری مین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخنث آنحضرت کے مکان مین آجاتا تھا اور لوگ اسکو غیر اولی الاربہ مین شمار کرتے تھے۔ ایکدن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر آے وہ ایک عورت کا وصف بیان کررہا تھا کہ وہ چار بون سے سامنے آتی ہے اور آٹھ بٹون سے پیٹ پھیر کر جاتی ہے (یعنے خوب فربہ ہے) فرمایا مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ یہ شخص یہان کے حالات سے واقف ہووسے۔ یہ تمھارے پاس اندر نہ آئے۔ پھر آنحضرت نے مقام بیدا مین اسکو خارج فرمادیا۔ وہ ہر جمعہ کو آکر کھانا مانگ لیا کرتا تھا (ابن کثیر) صحیحین مین بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسیطرح مخنث کے آنے کی ممانعت مذکور ہے مختصرا۔ (ابن کثیر) ۱۲۔

مکان مین آنے سے منع فرمایا۔ فقیر عرض کرتا ہی کہ ہمارے زمانے مین نصرانی و
کافر عورتون سے پردہ کرنا تو درکنار اُن کے مردون سے بھی پردہ نہین ہوتا ہی
چنانچہ اکثر معمار و نجار و سائیس وغیرہ کے سامنے جاہل عورتین نکلتی ہین اور یہان
کے زنخے اور مخنث تو عورتون کو فاحشہ پن سکھلاتے ہین۔ مَردون کو چاہئے کہ
اگر اپنی مان بہنون کی اور بی بیون کی عصمت کی حفاظت چاہتے ہین تو اُن کو
ہرگز ہرگز اپنی عورتون سے نہ ملنے دین۔ پھر فرمایا ”لڑکون کے سامنے جو عورتون
کے بھید سے آگاہ نہین“[۱] یعنے ایسے لڑکے کہ بوجہ چھوٹے ہونے کے عورتون کے
احوال سے واقف نہین۔ اور جب سمجھنے لگے تو منع کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مردون کو عورتون کے سامنے جانے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شوہر کے قرابت دار (جیسے دیور وغیرہ) فرمایا کہ وہ تو
موت ہی۔ یعنے خاوند کے قرابت دارون سے سب سے زیادہ فتنہ برپا ہونے کا

[۱] ابن قتیبہ نے کہا لم یظھروا لم یطلعوا علی عورات النساء. والعورۃ سوءۃ الانسان وکل
ما یستحیی منه۔ فراء و زجاج نے کہا ھو من قولھم ظھر علی کذا اذا قوی علیه ای لم یبلغوا
اوان القدرۃ علی الوطء۔ تو پہلے قول کی تفسیر پر ہر وہ لڑکا جس مین بیان حالاتِ عورتون کی
لیاقت پیدا ہو۔ اور دوسرے قول پر مراہق جس مین مقدماتِ شہوت ظاہر ہوے ہون۔
(نیشاپوری) [۲] بخاری و مسلم (ابن کثیر) ۱۲

احتمال ہے پھر فرمایا" اور اپنے پیرون کو (زمین پر) نہ مارین تاکہ وہ زیور جو چھپائی ہین معلوم ہو جاے" یعنے اپنے پاؤن زمین پر اسطرح نہ مارین تاکہ پازیب و جھانجھ وغیرہ جو اپنی زینت سے چھپاتے ہین اس سے نامحرم آگاہ ہو جاے۔ اور ہر ایک زینت چھپی ہوی کا ایسی حرکت کرنے سے ظاہر ہونا اسی ممانعت مین داخل ہے۔ اسیطرح عورت کو ایسا عطر و خوشبو لگانا جسکی خوشبو نامحرمون کو پہونچے ممنوع[1] ہے۔

عورت کا عطر لگانا

[1] ابو داود و نسائی و ترمذی ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت عطر لگا کر کسی مجلس پر گذرے تو ایسی ایسی ہے یعنے زانیہ ہے (ابن کثیر) ابن ماجہ اور ابو داود کی روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ اُن کو ایک عورت سے خوشبو عطر کی پہونچی۔ پوچھا کہ تو اس مسجد سے آتی ہے۔ بولی ہان۔ پوچھا کہ تمنے نماز ہی کے لئے خوشبو لگائی تھی۔ بولی ہان۔ فرمایا کہ مین نے اپنے محبوب ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالے ایسی عورت کی نماز نہین قبول کرتا جس نے اس مسجد کے واسطے خوشبو لگائی یہانتک کہ واپس جاکر وہ غسل کرے جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے۔ (ابن کثیر) ترمذی و نسائی مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردون کے لئے وہ خوشبو اچھی جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ مخفی ہو۔ اور عورتون کے لئے وہ خوشبو اچھی جس مین رنگ ظاہر ہو اور بو مخفی ہو" ابو داود و ابن ماجہ نے ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلے اور راہ مین عورتین مردون سے خلط ہو گئین۔ مین نے سنا کہ آپ نے عورتون کو فرمایا پیچھے رہو اس لئے کہ تم بیچ راہ مین چلنا نہ چاہئے۔ تم کو لازم ہے کہ راستے کے کنارون پر رہو۔ بس عورت دیوار سے اسطرح ملکر چلتی تھی کہ اسکا کپڑا دیوار سے اٹک جاتا تھا" فقیر کہتا ہے کہ نہ اب ایسی عورتین ہین نہ عام طور سے باہر نکلنے کی اجازت دیجاتی ہے۔

پہلے زیور ظاہر کرنے کی ممانعت فرما کے پھر زیور کے آواز سنانے کی ممانعت فرمانا
مبالغہ پر مبالغہ ہے تاکہ آگاہ ہو جائیں کہ جو چیز باعث فتنہ ہے اُس سے احتراز واجب ہے
کیونکہ جس مرد پر شہوت غالب ہو پازیب کی آواز سنتے ہی اُسکے دیکھنے کا شوق
ہوگا **مسئلہ** ایک[1] عورت دوسری عورت کو اور ایک مرد دوسرے مرد کو زیر
ناف سے زیر زانو تک نہ دیکھے۔ اسکے سوا اور جسم دیکھنا درست ہے۔ لیکن گھٹنے کا ستر
کم۔ پھر ناف سے بال تک۔ پھر مقام شرم سب سے زیادہ سخت ہے **مسئلہ** عورت[2]
اجنبی کی چادر کی طرف بھی شہوت سے نظر کرنا حرام ہے **مسئلہ** جس[3] عضو کا دیکھنا
قبل از انفصال جسم کے جائز نہیں تو اُسکا بعدِ انفصال بھی نظر کرنا جائز نہیں جیسا کہ
موئے زہار مرد یا عورت کے۔ اور عورت کے سر کے بال۔ لیکن حنابلہ[4] کے پاس نظر بعد
انفصال جائز ہے۔ پھر فرمایا " اور اے مومنین تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تا
کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اللہ تعالے کا حکم بجا لانے اور
اُسکی ممانعت سے باز رہنے میں ہے۔ **ابن عطا** نے فرمایا کہ بصارت کو نامحرم سے موندنے
بند کریں۔ اور بصیرتِ قلبی کو ماسوائے حق سے روکیں۔ (**فائدہ**) جاننا چاہئے کہ

---

[1] رد المحتار۔ لیکن شافعیہ و حنابلہ گھٹنے کو بھی غیر داخلِ ستر کہتے ہیں۔ [2] در المختار۔
[3] رد المحتار۔ [4] کشاف القناع ۱۲

حجاب لے دو قسم پر ہے (پہلا) عورت کا گھر سے باہر نکلنے کے وقت منہ اور جسم کو

لہ حجاب پر ہی موقوف نہین بلکہ اگر سچ پوچھئے تو جو کچھ ہماری شریعت مین آیا ہے وہ عین حکمتِ عملی اور مصلحتِ عام ہے۔ اور ایسا زبردست قانون ہے کہ امت کے لیے ہر زمان و ہر مکان مین کافی وافی ہے۔ اور اُسکو اسطرح ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ قانونِ آلہی ہے جس کو اللہ تعالے نے اپنی کتاب اور اپنے نبی کریم کی زبان پاک سے ظاہر فرمایا۔ نہ اس مین کوئی تحریف و تبدیل ہوی اور نہ آئندہ ہوگی۔ برخلاف قانونِ بشری کے کہ ہر سال بدلتا رہتا ہے۔ چنانچہ عقلی لحاظ سے بھی مردون کا عورتون پر حاکم ہونا اور عورتون کا گوشہ گزین ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اور وہ بقاءِ حیات کے لئے تبادلۂ اعمال اور ریاست کا محتاج ہے۔ اب تبادلۂ اعمال کے لحاظ کرتے ہر ایک شخص کو منفرد طور سے ایک ایک کام ضرور ہے۔ تاکہ وہ کام پوری طور سے سرانجام کو پہونچے اور یہ تو ہو نہین سکتا کہ متعدد اعمال کو ایک ہی شخص ادا کرے اسی لیے تبادل ہر ایک عمل مین آسان ہے اور پوری طور سے عمل بھی ادا ہوسکتا ہے۔ اب بہ لحاظ ریاست کے یہ بھی سب پر ظاہر ہے کہ ہر ملک ہر قریہ ہر جماعت سردار کی محتاج ہے۔ اور جس کا کوئی سردار نہو اُسکا فساد و خلل سب پر آشکارا ہے بیان کی ضرورت نہین۔ اور یہ بھی مان لیا گیا ہے کہ ریاست و سرداری کے لئے با اقتدار شخص کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے برعکس ہونے مین لامحالہ خلل واقع ہوگا چونکہ مرد باعتبار خلقتِ جسمی و صفاتِ عقلی ہر طرح سے اعمال مین بہ نسبت عورتون کے زیادہ قدرت رکھتے ہین چنانچہ صنعت و حرفت و سیاست و تجارت و محاربت مین بڑے ہوے ہین۔ اور اُنکی جسمانی و عقلی قوت کو وہ عوارضات بھی پیش نہین آتے جسطرح عورتون کے لئے حیض و حمل و ولادت و نفاس و رضاع ہے تو اس قانون عقلی کے لحاظ سے بھی مرد عورتون سے

حجاب پر عقلی بحث

مسئلۂ حجاب بطور عقل

نقاب یا اوڑھنی یا برقع یا چادر سے چھپانا۔ اسی طرح مکان مین بھی جب اجنبی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۷) زیادہ سرداری کے مستحق ولایق ہین پھر وہ سرداری بطور عموم ہو یا بطور خصوص جسطرح عورتین بھی خانہ داری اور اوس کے متعلقات امور (جیسے رضاعت وحضانت) مین پیدایشی اور طبعی طور سے مردون سے زیادہ قادر وصابر وعالم ہین۔ چنانچہ تم خود دیکھتے ہو کہ وہ جوان مرد کہ جو پہاڑ کے ٹکڑے اڑا دے۔ جھاڑون کو اکھیڑ دے۔ لشکر مین گھسکر صف کو درہم برہم کر دے۔ بڑے بڑے معرکون مین پورا اُترے۔ لیکن شیر خوار بچے کو تھوڑی دیر گود مین اٹھانے سے اسکا باز و تھک جاتا ہے۔ اور چند ہی منٹ مین وہ بچے کے ضد سے تنگ ہو جاتا ہے۔ بکانے کے وقت تھوڑی دیر چولھے کے پاس بیٹھنا بار ہو جاتا ہے۔ انھین باتون کو عورت کچھ بھی نہین سمجھتی۔ اور مرد کے اسطرح گھبرا جانے پر تعجب کرتی ہے اسی سے معلوم ہوا کہ فطرتی اور طبعی طور سے عورت مرد کی محکومیت کے بہت ہی لایق وموزون ہے۔ کیونکہ قدرت آلہی نے اُسکو اُسیکی اہلیت وقابلیت دے رکھی ہے۔ تاکہ نظام خلقت وتبادل اعمال پوری طور سے ادا ہو۔ اب اگر جن امور کے لئے اوسکی خلقت ہوی ہے وہ اعمال ترک کرکے دوسرے اعمال سیکھے تو یہ تہذیب انوثیت کے خلاف ہوگی اور منافع زوجیت کو بیکار کر دے گی۔ اس سے نظام کونی مین پوری طور سے خلل واقع ہوگا اسی لئے حاکمانہ حقوق مرد کو دئے گئے۔ اور وہ وہ اسباب مرد پر لازم کر دئے گئے جس سے اُسکی فضیلت عورت پر ثابت ہوگئی۔ منجملہ اُسکے مہر ہے۔ دوسرے نفقہ ہے۔ کیونکہ جب عورت کو ہمیشہ اور اپنے گھر مین رہنے کا حکم ہوا تو اُس سے اسباب معیشت وکسب معاش کر دئے گئے اور اللہ تعالے نے اُس محنت ودشواری کو جس سے نفوس گھبرا جاتے ہین مردون کے ذمہ واجب کر دیا۔ تاوہ اپنی کمائی سے عورتون کی خورد پوش ومکان وغیرہ کا بندوبست کرین۔ اور اوسکے لئے

مقابلہ ہو۔ یہ کھلے رہنے کا ضد ہے۔ کھلے منہ رہنا بہت ہی بُرا ہے۔ اور جس مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۸) اگر خاوند نہین تو ولی کے ذمہ یہ باتین ہین۔ ورنہ خاوند کے ذمہ۔ اور جس عورت کا کوئی کفیل و ولی نہ ہو اُس کا نفقہ بیت المال مین رکھا گیا ہے۔ جس کا اکثر سرمایہ مردون کے کسب سے ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو نفقہ وغیرہ کا ذمہ لیگا وہی ہر طرح سے اُسپر حکومت کریگا۔ اور عورت کو چاہئے کہ ہر طرح سے اپنے شوہر کو خوش رکھے۔ اور گھر مین بیٹھنے کو ضروری سمجھے۔ اور بے اذن شوہر کہین نہ جاوے۔ اپنی آواز کسی نامحرم کو نہ سنائے۔ اپنی اور گھر کی شایستگی و درستگی مین مشغول رہے احکامِ دینی کی پابند رہے۔ اور جو کچھ اپنا خاوند دیتا ہے اُس پر قناعت کرے۔ اُس کے حق کو اپنے حق اور تمام قرابت دارون کے حقوق سے مقدم سمجھے۔ اپنے مال وجمال کے خیال سے شوہر پر فخر نکرے اُسکو حقیر نہ سمجھے۔ خاوند کی غیبت مین منقبض رہے۔ اور اُس کے سامنے خوش وخرّم اور ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ رہے۔ اسماء بنت خارجۃ الفزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت مین اسطرح نصیحت کی تھی (**نصیحت**) اے میری پیاری بیٹی تو اب اپنے اُس گھر سے جدا ہوتی ہے کہ جس مین تو پیدا ہوی اور بڑی ہوی۔ اور اب ایسے مکان مین جاتی ہے کہ جسکو تو نہین پہچانتی۔ اور وہ ہمنشین تجھے ملتا ہے کہ جس سے تجھے اُنست نہین۔ اب یہ میری بات سُن تو اُس کے لئے زمین ہوجا۔ وہ تیرے لئے آسمان ہو کر رہے گا۔ تو اُسکی خاکِ پا ہوجا۔ وہ تجھے اپنی آنکھون کا سرمہ بنا لیگا۔ تو اُسکی باندی بن جا۔ وہ تیرا غلام ہوجائیگا۔ نہ اُس سے بہت لپٹنا اور ملنا کہ جس سے وہ تیرا دشمن بن جاوے اور نہ بہت دور رہنا کہ وہ تجھے بھول جاوے۔ اگر وہ تجھ سے نزدیک ہو تو اُس سے تو ملجا۔ اور اگر وہ ہٹ جاوے تو بھی دور ہوجا۔ اُسکی ناک اور کان کا بہت خیال رکھ۔ یعنے جب وہ سونگھے تو

عصمت کی حفاظت غیر متصور ہی (دوسرا) مکان مین اسطرح رہنا کہ غیر محرم اس عورت کے سامنے نہ آوے اور نہ اُس سے مخالطت ہووے۔ ہان اس مین کوئی شک نہین کہ اب جو لباس حجاب ہی یہ ابتداء اسلام سے پوری طور سے مشابہ نہین ہی۔ لیکن اسپر کوئی یہ اعتراض نہین کرسکتا کہ یہ مخالفِ شرع ہے۔ اس لئے کہ مقصود شارع کوئی چادر معین یا خاص اوڑہنی سے نہین ہے۔ بلکہ اصلی مقصود مُنہ اور جسم کا چھپانا ہے کہ جس کے سبب بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہین اسی لئے اللہ تعالےٰ نے زینت چھپانے کے لئے فرمایا وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اور کسی شئے مخصوص سے چھپانے کا حکم نہین فرمایا اور نہ اُن کے نام گنوا کر فرمایا کیونکہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہی کہ لباسِ حجاب قسم قسم کے بہت ہین اور زینت متعدد طرحسے ہوتی ہے اور یہ سب زمانہ کے بدلنے سے بدلتے جاتے ہین۔ اور اسمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۹) تیرے پاس سے خوشبو سونگھے۔ اور جب سنے تو اچھی بات سنے اور جب دیکھے تو تجھے آراستہ دیکھے !! عرب کی عورتین اپنی لڑکیون کو خاوند کے امتحان کا طریقہ اس طرح سکھلاتی ہین۔ کہ قبل اس کے وہ تجھپر حکومت کرے تو اُسکے بھالے کا پھل نکال ڈال اگر سکوت کیا تو اسکی سپر پہ گوشت ٹکڑے کر۔ پھر بھی چپ رہا تو اوسکی تلوار سے ہڈیان توڑ۔ اسپر بھی سکوت کیا تو اس کی پیٹ پر زین کسکر سوار ہوجا اس لئے کہ وہ تیری سواری کا گدہا ہے !! غرض اعتدال ہرحال مین اچھا ہی۔ نہ عورت پر شدت کیجائے نہ اسقدر ڈھیل دی جاسے۔ ۱۲

کوئی شک نہین کہ جو لباسِ حجاب ریشمی و آرائشی ہو (جیسے بعضے عورتون کی عادت یعنے ملایہ و برقع مین) ہے وہ بھی تحتِ تحریم داخل ہے۔ اور مکان مین گوشہ اختیار کرنا بھی عام ہے۔ چنانچہ تبارک و تعالے فرمایا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ[عـه]۔ لیکن اللہ تعالے نے یہ نہین بیان فرمایا کہ اُن کے مکان کسطرح ہون اور وہ کسطرح اُسمین چھپکے رہین۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے مکانات اُسیطرح رہی جسطرح اس حکم کے پہلے تھے۔ لیکن بعضون نے دروازون کے سامنے پردے کی دیوار کھینچی اور بعضون نے دروازہ بند رکھا۔ اور سب نے عورتون کو بغیر ضرورت باہر جانے سے روکا کیونکہ اللہ تعالے نے جاہلیت کے زمانہ مین جس طرح عورتین بے حجاب رہتی تھین اس سے منع فرمایا تھا تو مسلمانون نے بھی اس سے منع کیا۔ اب رہا وہ ستر جو گھر سے باہر نکلتے وقت ہوتا تھا تو عرب کے پاس بھی اوڑھنی موجود تھی لیکن اسطرح کہ جس سے منہ۔ گردن۔ پورا جسم نہ چھپاتے تھے تو اللہ تعالے نے آیت تستر اسطرح اُتاری وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ اب عورتین منہ کو نقاب سے ڈھانپنے لگین اور ایک آنکھ یا دو دیکھنے کے لئے چھوڑ دین۔ اور اوڑھنی سے گردن اور سینہ اور سینہ بند

[عـه] اور ٹھہری رہو اپنے گھرون مین اور ظاہر نہ کرو اگلی جاہلیت کے ظاہر کرنے کی مثل (اپنی زینت) ظاہر کرنا ۱۲

چھپانے لگیں پھر جب اللہ تعالے نے یہ قول نازل فرمایا یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ
جَلَابِیْبِهِنَّ۔ تو پھر ایک چادر یا بلا یہ میں اپنے کو لپیٹنے لگیں جس سے از سر تا قدم
چھپانے لگیں۔ یہی حقیقت حجاب اور گوشہ شرعی ہے جس کا ہمکو اللہ تعالے نے
حکم فرمایا ہے پھر ایک زمانہ کے بعد جب نئے نئے مکانات تیار ہوے اور تمدلی
رنگ نے خوب زور پکڑا تو نقابون اوڑھنیون اور چادرون کی صفت بھی بدلی
اسی طرح صفت پردہ پوشی بھی بسبب مکانات بدلنے کے بدلی۔ اور پردہ پوشی
مین احتیاط بتبدل احوال زمان اور کثرت فساق سے زیادہ ہوگیا۔ لیکن حجاب و
ستر کسی زمان اور مکان مین مقصدِ شارع کے خلاف ہوا۔ اور یہ تبدلات خاص
حجاب و ستر مین نہو ے بلکہ بہت سی چیزون مین ہوے اور کسی نے اسکو
بدعت سیئہ کہا اور نہ شرع سے خارج کیا۔ چنانچہ خود مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور حجرہ طاہرہ اور مسجد حرام اور تمامی مساجد مین تبدیل ہوی۔ قرآن مین
اعراب لگائے گئے۔ اور اسلحے اور آلات حرب مین پوری تبدیل ہوی۔ ہان اگر
اس تبدیل سے کوئی خلل اور فساد ہووے تو ضرور اسپر انکار کرنا چاہئے۔ اور پھر
اسکو مقصد شارع کے مطابق کرنا چاہئے۔ (فائدہ) جاننا چاہئے کہ کشف
وعدم حجاب مین بدلیل کتاب و سنت تحریم مطلق ہے۔ لیکن تکلیف و حرج

بھی اس دین پاک میں نہیں چنانچہ فرمایا وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ
اور جبکہ عورت کو کبھی باہر نکلنے کی یا منہ دکھانے کی یا ہاتھ اور پاؤں کہولنے کی
ضرورت ہو تو شارع نے اُسکی اجازت چند شروط سے دی ہے (۱) اضطرار
اسطرح کہ باہر کی مشقت و ضرورت کیلئے اُسکا کوئی کفیل نہو۔ اور اگر کوئی
ہووے تو حرام ہی (۲) اسیقدر بے پردہ ہووے کہ جسکی ضرورت ہو با وجود
اُسکے بقدرِ امکان زینت کو پوشیدہ کرے (۳) فتنہ کا نہونا محقق ہو۔ یہ
سب وجوہ اسی قسم سے ہیں جسطرح مضطر کے لئے مردار مباح ہوتا ہی۔ اور اگر ہم
اباحتِ مطلقہ لے لیں اور کہیں کہ جب عورت چاہے کُھلے منہ گھر سے نکلے
اور جہاں چاہے جائے۔ پھر جو اللہ تعالے نے مردوں اور عورتوں پر غضِ
ابصار یعنے آنکھیں بند کرنا واجب کیا۔ اور وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ سے گھروں میں
رہنے کا اور یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ سے سر سے پاؤن تک ڈہانپنے کا
حکم فرمایا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کے منہ کی جانب نظر کرنے کو
حرام گردانا۔ اور عورتوں کو اجنبی مردوں کی مخالطت سے منع فرمایا جس طرح
حدیثیں گذریں اور آتی ہیں تو ہم ان دونوں میں صریح تناقض پائیں گے۔
کیونکہ اباحتِ مطلقہ اور ان واجبات و محظورات میں توفیق ممکن نہیں لیکن

عـه نگاہیں اپنی نیچی کر دیں یا بند کر دیں ۱۲

عـه اپنی اوپر اپنی چادریں لٹکایں ۱۲

جب ہم یہ کہین گے کہ اباحت اُن شروطِ مذکورہ سے مقید ہی اور وجوب وحظر
دونون مطلق ہین۔ اُسوقت مین البتہ تناقض مرتفع ہو گا۔ مثلاً اللہ تعالے
نے عورت کو وقتِ ضرورت باہر نکلنے کی اجازت دی ہی۔ لیکن اُسپر واجب
فرمایا کہ اپنی اوڑہنی سے اپنی گردن وگریبان چھپائے اور اپنے اوپر اپنی چادر
لٹکائے۔ اور عورت کا چہرہ مردون کو جان بوجھ کر دیکھنا حرام ہے۔ لیکن جو
نکاح کا ارادہ کرے اُس کے لئے دیکھنا مباح ہے۔ اور شاہدون اور قاضی کو
بھی دیکھنا جایز ہے۔ کیونکہ شرعی طور سے شاہدین وجودِ عدالت اور قاضی
مین عدل ہونا ضروری ہے۔ پھر جو اُس صفت سے متصف ہو گا وہ کس طرح
فاسق ہو گا۔ اب غالباً فتنہ سے بھی امن حاصل ہو گا۔ اور اسوقت ان وجوہ
مین تناقض بھی نہین رہا۔ (فائدہ) شیخ اکبر فرماتے ہین جس کو کلامِ الٰہی
سمجھنے کا ارادہ ہو تو اپنی عقل کو چھوڑے اور شرع کو پیشِ نظر رکھے۔ اور عقل
سے مخاطب ہو کر کہے کہ تو بھی میری طرح بندگی مین برابر ہے۔ مین اس صریح
حکم خداوندی کو بسبب تیرے قصورِ فہم کے کس طرح چھوڑون حالانکہ تیرے رب
کی معرفت مین تو ناقص ہے۔ اگر تو منصف بنتی تو ہر ایک حکمِ الٰہی کو بطورِ ایمان
دل وجان سے قبول کرلیتی۔ ہان جو تیرے رب کی جانب سے نہو۔ اُسمین

تجھے بحث واستدلال ضرور ہے" اس ترکِ حجاب مین توعقلِ کامل موافقت
شرع کررہی ہے اور مشاہدہ بتلارہا ہے کہ جن لوگون کے پاس مرد اور عورتون کا
اختلاط ہورہا ہے اور عورتون کو عام آزادی دے رکھی ہے کسقدر فسق و
فجور کی گرم بازاری ہے۔ اور اولادِ زنا کی کثرت ہی۔ رستون مین بچے اسقدر
پڑے ہوے ملتے ہین کہ جن سے یتیم خانون مین گنجایش نہین رہی۔ خیرخواہ
قوم انھین فضایل کی طرف لوگون کو بلارہے ہین تا رہی سہی تہوڑی سی
عزت وہ بھی جاتی رہے۔ ہان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتونکو
نماز کے لئے مسجد مین جانیکی اجازت دی تھی لیکن آپ کے بعد ہی رنگ
بدل گیا اسی لئے بی بی عایشہ[1] رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اگر رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم عورتون کی اس حالت کو ملاحظہ فرماتے تو اُن کو باہر نکلنے
سے منع فرماتے۔ اسی سبب سے مجتہدون نے جوان عورت کا نماز کے لئے
مسجد کو جانا منع کردیا۔ جب عورتون کی سردار بی بی فاطمہ علی ابیہا وعلیہا
الصلوٰۃ والسلام سے اُن کے باباجان صلعم نے پوچھا کہ کون سی شے عورت
کے لئے بہتر ہے۔ عرض کی اَنْ لَا تَرٰی رَجُلًا وَّ لَا یَرَاھَا۔ یعنے وہ کسی مرد
کو نہ دیکھے اور کوئی مرد اُسکو نہ دیکھے۔ آپ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کیون نہو

[1] صحیح بخاری و مسلم ۱۲

میری جگر پارہ ہے۔ جب ہر طرح شہوت کی روک تھام کا حکم فرمایا اب
نکاح کا حکم فرماتا ہے کہ جس سے شہوت بھی پوری ہوتی ہے اور عفت و عصمت
بھی کامل طور سے حاصل ہوتی ہے۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ
اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوْا
فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور تمھارے
مجرّدوں اور تمھارے شایستہ غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کردو۔ اگر وہ فقیر
ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کردیگا۔ اور اللہ وسعت والا دانا ہے۔

الایامٰی۔ جمع ایم ہے۔ جس عورت کا شوہر نہ ہو اور جس مرد کی جورو نہ ہو اُسکو ایم کہتے ہیں خواہ
اسکا پہلے نکاح ہوا ہو یا ہنوز دونوں کنوارے ہوں۔ جوہری نے اہل لغت سے اسی طرح نقل
کی (ابن کثیر) منکم سے مراد آزاد ہیں۔ والصّٰلحین۔ مسلمان مراد ہیں کیونکہ
صلاحیت بہ نسبت شرک و کفر کے ہے۔ یا نیکبخت مراد ہیں تاکہ اُن کے تقوے کی حفاظت ہو
یا لغوی معنے مراد ہیں یعنے جو نکاح کے لائق اور اُس کے حقوق ادا کرسکے۔ ۱۲

اور جو لوگ کہ نکاح کا مقدور نہین رکھتے انھین چاہئے کہ عفت اختیار کرین
یہان تک کہ اللہ انھین اپنے فضل سے غنی کردے اور جو لوگ تمھارے مملوکون
مین سے کتابت کے خواہان ہون تو اگر تم اُن (کے مکاتب کرنے) مین کچھہ
فائدہ سمجھو تو تم انھین مکاتب کردو۔ اور اُن کو اُس مال مین سے جو اللہ نے
تمھین دیا ہی دو۔ اور تمھاری لونڈیون کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ بچنا چاہین۔ تاکہ
تم (انکی خرچی سے) دنیوی زندگی کا سامان حاصل کرو۔ اور جو کوئی انھین
مجبور کریگا تو بعد اُن کے مجبور کئے جانے کے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اِن
دو آیات مین چند احکام ہین۔ [له] بیوہ جس کا خاوند مرگیا ہو یا بے شوہر والی ہو۔
اولیا کو اُس کے نکاح کردینے کا حکم ہی۔ اسی طرح اُس مرد کو بھی نکاح کردین
جسکی بی بی نہو۔ یعنے اُس کے نکاح کے کام مین معاونت کرین اور ہر طرح
کی مدد دین۔ (فائدہ) ہندوستان مین بیوہ کو نکاح کردینے کو جو عیب سمجھتے
ہین بہت ہی بُرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اور آپکے
بنات طیبات کا نکاح ثانی ہوا ہے۔ جو اسکو مطلقاً عیب سمجھتا ہے وہ ان

له ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین آزاد اور غلامون کو نکاح کردینے کا حکم فرمایا۔ اور اسمین توانگری کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اخرجہ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم (در)

ذواتِ قدسیہ پر عیب لگاتا ہے۔ اور جو کوئی بیوہ مرتکب زنا ہو تو اس گناہ مین مانعین بھی ضرور شریک ہون گے۔ خدا کرے کہ یہ بُری بدعت ہماری ہندوستان سے اُٹھ جائے اور علماء و مشایخین اس سنت کی زندہ کرنے کی طرف متوجہ ہو جائین!! آزاد مرد و عورت کے نکاح کے بعد غلام باندی کے نکاح کا حکم اُن کے سرداروں کو فرمایا۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانون کی گروہ جو تم مین سے قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ اس سے نظر کا بچاو اور فرج کی حفاظت ہے۔ اور جس کو استطاعت نہو وہ روزی رکھا کرے یہ اُس کے لئے خصی ہونا ہے (یعنے روزہ رکھنے سے جماع کا خیال کم ہو جائے گا۔ کیا اچھا قول ہے۔ کہ ایک پیٹ کو خالی رکھنے سے تمام اعضا سیر ہو جاتے ہین۔ اور شکم کو سیر کرنے سے تمام اعضا بھوکے ہو جاتے ہین۔ یعنے ہر ایک عضو اپنی خواہش کا مطالبہ کرتا ہے) رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو نکاح کرو۔ جننے والی عورتون سے نسل بڑھاؤ۔ کیونکہ مین تمھارے سبب سے اگلی امتون پر فخر کرنے والا ہون۔ اور ایک روایت مین ہے کہ یہان تک کہ اُس بچے سے جو پیٹ سے گر جائے!! پھر فرمایا اگر وہ فقیر

لہ بخاری و مسلم (ابن کثیر) لہ امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم۔ (در) ۱۲

ہون تو اللہ تعالے اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ یعنے اولیاء کو حکم ہے کہ
پیام کرنے والے مرد کے فقر کو باوجود اُسکی صلاحیت کے نہ دیکھو۔ اللہ کے
فضل ولطف پر بھروسہ کرو وہی غنی کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ[1]
وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہین کہ اللہ تعالے اُن کی ضرور مدد فرماتا ہے۔ (۱)
نکاح کرنے والا جس کی نیت بدکاری سے بچنا ہے (۲) مکاتب جسکی نیت
ادا ہے (۳) اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے والا۔ رسول اللہ صلے اللہ[2]
علیہ وسلم نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کو نکاح کر دیا۔ جس کے پاس
سوائے تہ بند کے ایک لوہے کی انگوٹھی بھی نہ تھی پھر فرمایا اور جو لوگ نکاح
کا مقدور نہین رکھتے اُنھین چاہئے کہ عفت اختیار کرین۔ یہان تک کہ اللہ
تعالے اُنھین اپنے فضل سے غنی کر دے۔ پہلے مناکحت فقراء کا جواز بیان
فرماکے یہان اولویّت کو بیان فرماتا ہے۔ یعنے گو ہم فقیر کو غنی کر سکتے ہین
لیکن نان ونفقہ کی قدرت ہوئے بعد نکاح کرنا اولےٰ ہے۔ بعد حکم نکاح
کر دینے ممالیک شایستہ کے اب اُن کو مکاتب کرنے پر آمادہ فرماتا ہے۔ جو
لوگ تمھارے مملوکون مین سے خواہ غلام ہون یا باندیان کتابت چاہین تو

[1] امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ (ابن کثیر) [2] صحیح بخاری ملخصاً۔ ۱۲

تم اُنھین مکاتب کردو اگر تم ان کے مکاتب کرنے مین کچھ فائدہ سمجھو بعضون
نے کہا کہ امانت دار ہو اور کسب کرکے ادائی مال پر قادر ہو۔ بعضون نے
کہا کہ اُن مین دین وصدق معلوم کرو۔ اور اُس کے آزاد کرنے سے مسلمانونکو
ضرر نہ پہونچے۔ اور جو ایسا نہ ہو تو اُسکو مکاتب نہ کرنا ہی افضل ہی۔ **مکاتب**
اُس غلام یا لونڈی کو کہتے ہین جو اپنے مولے سے شرط کرے کہ اسقدر مال ادا
کردون تو آزاد ہوجاؤن۔ اور میان اسے قبول کرلے۔ پھر یہہ مکاتب اگرچہ
غلام ہے مگر تصرف مین خود مختار ہے۔ جو پیشہ اور تجارت چاہے کرے۔ اگر
حسب وعدہ مال ادا کیا تو آزاد۔ نہین تو اُسی طرح غلام رہے گا اگرچہ ایک
درم بھی باقی رہ جاے۔ صوفیہ اسی لحاظ سے کہتے ہین کہ جب تک دل مین
غیر خدا کا تعلق باقی ہے پوری آزادی حاصل نہین ہوسکتی۔ **ابن عطا**
فرماتے ہین کہ جس شے کی تو خواہش کرے اُس کا تو غلام ہے۔ اور جس سے
تو مایوس ہوا آزاد ہوگیا۔ میان کہلایا۔ **پھر** فرمایا اور تم اُن مکاتبون کو اللہ تعالی

لہ ابو داؤد مراسیل مین اور بیہقی اپنی سنن مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا
کہ اگر تم ان کو پیشہ ور سمجھو اور اُن کے لیئے کوئی حرفہ ہو ورنہ اُنکو لوگون پر گران بار کرکے نہ چھوڑدو (در)۔
بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپنے خیر کی تفسیر مین فرمایا امانت ووفا (در) ۱۲

مال سے دیدو۔ جو تم کو اس نے دیا ہے۔ یا تو یہ مالک کو یا تمام اہل اسلام کو
حکم ہے کہ اس کے آزاد کرنے مین معاونت کرین جب مملوکون کے نکاح
اور اُن کے آزاد کرنے کی رغبت دلائی اب اُس زنا کی رسم سے جسمین مشرک
وکافر مبتلا تھے منع فرماتا ہے۔ تم اپنی لونڈیون کو بدکاری کرکے کمائی کرنے
مجبور نہ کرو اگر یہ لونڈیان عفت چاہین۔ یہہ شرط نہین ہے بلکہ بیان صورت
اکراہ ہے۔ کیونکہ جب راضی ہو گئین تو پھر جبر کہان رہا۔ اس کے علاوہ
شرط و وصف کی نفی سے حکم جبر منتفی نہین ہوتا۔ اور حرمت زنا تو متعدد آیتون سے
ثابت ہے۔ زمانہ جاہلیت مین کافر اپنی باندی کو چھوڑ دیتے کہ جا کر زناکاری
کرے اور اُس پر کچھ مال مقرر کر دیتے کہ وہ لاکر دیا کرے۔ جب اسلام کا زمانہ
آیا تو اللہ تعالے نے زنا اور فجور سب حرام کر دے۔ شانِ نزول[1] یہ آیت
اُبی بن ابی سلول منافق کے حق مین اُتری۔ اس لئے کہ اُسکی لونڈیان تھین
اور وہ ان پر جبر و تعدی کرتا کہ تا اُن کے کسب اور خرچی سے مال حاصل کرے
اور اُن کی اولاد ہو تو غلام اور باندی بڑھین اور نام آوری ہو۔ اور جو اُنکو
مجبور کرے گا اللہ تعالے اُن کے مجبور ہو جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے

[1] ابن ابی شیبہ و مسلم و سعید بن منصور و بزار و دارقطنی و ابن جریر و ابن منذر وغیرہم (در) ۱۲ —

ان بیچاریون پر گناہ نہ ہوگا۔ بلکہ جو جبر کریگا اُسی پر اُن کا گناہ ہوگا۔ حدیث

لہ عبد بن حمید ابن ابی حاتم۔ قال ابن مسعود للمکرھات علی الزنا (در) لہ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم از طریق علی قال ابن عباس و ا ثمھن علی من یکرھھن (در)
لہ ابن کثیر ۱۲ تاویل بطور اشارات۔ اے ایمان والو تم اپنے گھرون کے سوا دوسرے گھرون مین نہ داخل ہو الخ یعنے تم کو اگر دارِ فنا مین جانا ہو جو تمھارے گھر (یعنے دار بقا) کے سوا ہے تو وہان داخل نہ ہونا یہان تک کہ وہان کے حالات سے واقف ہونا۔ اور اُن پر سلام رخصت وجدائی کرنا۔ پھر اگر تم وہان کسیکو نہ پاؤ۔ یعنے حظوظِ دنیا سے فنا ہو کر سیکو بھول جاؤ تو بھی نہ داخل ہو۔ یہان تک کہ تم کو اس مین تصرف کرنے کی اجازت ساتھ حق اور واسطے حق کے ملے۔ اور اگر تم سے کہا جاسے کہ لوٹ جاؤ ساتھ جذبہ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ کے تو پلٹ جاؤ کیونکہ یہ تمھارے لئے بہت اچھا ہے پھر اسطرف اشارہ فرمایا کہ دنیا مین تصرف حسبِ ضرورت جایز ہے بشرطیکہ نفس کو اطمینان ہو چنانچہ فرمایا لیس علیکم جناح الآیہ پھر حکم فرمایا کہ بصرِ نفس کو خواہشاتِ دنیا سے بند کرو۔ اور بصرِ قلب کو رویتِ اعمال اور نعیم آخرت سے۔ اور بصرِ سر کو درجات و قربات سے۔ اور بصرِ روح کو التفات سے طرف غیر حق کے۔ اور بصرِ ہمت کو علتون سے کہ اپنی ذات مین اہلیت شہود حق کی سمجھے اسی لئے امر فرمایا کہ فرج باطن کو کونین مین تصرف کرنے سے حفاظت کرو۔ پھر عورتون کو بھی مردون کی طرح حکم فرمایا۔ غرض اس سے یہ تھی کہ جو صورت و ظاہر مین عورتین ہوتی ہین کبھی معنے کے لحاظ کرتے مرد ہوتی ہین پھر اپنے اسرار کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا مگر جو بغیر تکلف ظاہر ہو جاے (جیسے لاغری و زردی رُخ) پھر بعضے اسرار کا اپنے مرشدین اور پیر بھائیون سے بیان کرنا مباح فرمایا۔ یا اُن مریدین

پاؤ

مرفوع مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھا دی گئی میری امت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۲) جو اپنے تحت تصرف و تربیت ہین کیونکہ وہ بمنزلہ انسار اور ممالیک ہین یا وہ بھولے لوگ اور پیر نابالغ کہ جن کو عالم معنے سے کچھ بھی تعلق نہین وہ خود ہی ان اسرار سے روگردان ہین۔ اور اے مسلمانو تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو کیونکہ حسنات ابرار سیات مقربین ہین۔ پس توبہ مبتدی حرام سے ہے۔ اور توبہ متوسط حلال زائد سے۔ اور توبہ منتہی ماسوی اللہ سے۔ اور تمھارے مجردون کا نکاح کردو۔ اس مین شیخ کامل کی طلب کا حکم ہوا ہے کیونکہ وہی صلب ولایت سے رحم قلب مین نطفہ استعداد قبول فیض اعلے ڈالتا ہے۔ اور یہی ولادت ثانیہ ہے کہ جس کے سبب سے آدمی ملکوت کی سیر کرتا ہے۔ (ایک ولادت بواسطہ آبار صوری عالم غیب سے عالم شہادت کی طرف ہوتی ہے اور دوسری ولادت بواسطہ آبار معنوی (یعنے مرشدین) عالم شہادت سے عالم غیب کی جانب ہوتی ہے) چنانچہ اسی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر وہ فقیر ہون گے تو اللہ تعالے اپنے فضل سے غنی کردیگا پھر فرمایا عفت اختیار کرے۔ یعنے جنکو شیخ کامل نہین ملا وہ فی الحال ارحام قلوب کی اسطرح حفاظت کرتے رہین کہ خواہشات دنیوی اور مکر شیطان سے بچتے رہین یہانتک کہ اللہ تعالی شیخ کامل سے ملا دے جیسا کہ بعض باتین موسی علیہ السلام نے خضر علیہ السلام پاس جاکر سیکھین یا جذبہ الہی آکر اپنی طرف کھینچ لے۔ اور جو لوگ کتابت کے خواستگار ہین۔ یعنے اگر کسی مرید نے قید ریاضت سے خلاصی چاہی تو اگر اُس مین صلاحیت دیکھو اجازت دو۔ اور مرشد کو چاہیے کہ اُن خاص باطنی نعمتون مین سے جو اللہ نے دیا ہے اُس کو بھی دے۔ ولا تکرھو یعنے اگر نفس دنیا کی طرف مائل ہین ہر گو بطور جواز کے ہو تو اُس پر جبر نہ کرو۔ کیونکہ اصحاب خلوت اور ہین۔ اور اہل جلوت اور ۔ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ ۱۲

سے بھول چوک اور جس پر وہ مجبور کیے جائیں۔ اور زنا کی اُجرت بھی حرام ہے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُجرتِ زنا خبیث ہے جب اُس تبارک و تعالے نے ان احکام کو تفصیل سے بیان فرمایا اس لئے ارشاد ہوا کہ

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۵ اور بے شک ہم نے تمھاری جانب واضح آیتیں اور اُن کے حالات جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت نازل فرمائی ہے جب ارشاد ہوا تھا کہ ہم نے روشن آیتیں نازل کیں اب اپنی ذاتِ مقدس کو عینِ نور ہونا بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

مُبَيِّنٰتٍ
نافع و مکی و بصری و شعبہ سات قمی بالکے الیسی آیتیں جو اس سورہ میں بیان کی گئیں۔
۷
۲
۸
۱۰

لہ ابن ابی شیبہ (در) مُبَيِّنٰت۔ کسر یا سے۔ بَيَّنَ معنی میں تَبَيَّنَ کے جو لازمی ہے۔ یا متعدی ہے اور مفعول محذوف ہے۔ یعنے ایسے آیات جس نے احکام و حدود کو ظاہر کیا (بیضاوی) نُوْر۔ نور در اصل ایک کیفیت ہے کہ اسکو قوتِ باصرہ اول ادراک کرتی ہے اور اس نور کے واسطے دیگر مبصرات (یعنے وہ اشیا جو دیکھی جاتیں ان) کو ادراک کرتی ہے۔ جیسے وہ کیفیت جو آفتاب و ماہتاب سے اُن کے محاذی اجرامِ کثیفہ پر حاصل ہوتی ہے۔ اور نور کے یہ معنے تو اللہ تعالے پر اطلاق نہیں ہوسکتے (کیونکہ وہ جسمیت کیفیت سے منزہ ہے) مگر اسطرح کہ یہاں مضاف مقدر مانا جاوے یعنے ذو نور السمٰوات۔ یعنے صاحب نور آسمان و زمین۔ یا بطریق مجاز اطلاق کیا جاوے یعنے منور السمٰوات والارض یعنے زمین و آسمان کو نکارو شن کرنیوالا کیونکہ ستاروں سے آسمان کو اور اُنھیں کے نور سے زمین کو بھی منور فرمایا۔ یا آسمان کو فرشتوں نے اور زمین کو نبیا اور اولیا سے منور فرمایا الخ (بیضاوی) نُوْرِہٖ ضمیر لفظِ جلالہ کی طرف راجع ہے ۱۲۔

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے جیسے ایک طاق کہ اس مین چراغ ہے۔ وہ چراغ شیشہ (قندیل) مین اور شیشہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ)

کمشکوٰۃ۔ مضاف مقدر ہے یعنے کصفۃ مشکوٰۃ۔ ابن کثیر نے کہا کہ مشکوٰۃ وہ جگہ قندیل کی جہان بتی رکھی جاتی ہے لیکن اکثر مفسرون نے کہا کہ وہ طاقچہ ہے جس مین چراغ رہتا ہے درّی۔ ور یعنے موتی کی طرف نسبت بسبب حسن وضیا کے ہے شجرۃ شجرہ کو مبہم لانے اور اس کو برکت سے موصوف کرنے پھر اسکو زیتونہ سے بدل ڈالنے مین اس جہاڑ کی تفخیم شان منظور ہے اور یہان مضاف مقدر ہے یعنی من زیت شجرۃ۔ سلہ اللہ تعالےٰ نے اس مثال مین چند امور کا اعتبار فرمایا ہے (۱) چراغ کا طاق مین رہنا۔ اس لئے کہ تا نور ایک جا مجتمع ہوئے اور شعاعون کی تکاثف مین زیادتی ہووے۔ اور ہوا سے بچا رہے (۲) چراغ کا صاف قندیل مین ہونا۔ کیونکہ انوار کا شیشون کے جوانب سے منعکس ہونا چراغ کے نور کو بڑہاتا ہے (۳) چراغ کے روشن کرنے کے لئے زیتون کا تیل مقرر ہونا۔ اس لئے کہ اس تیل کی صفائی اور چمک کسی تیل مین نہین آتی۔ اور اسمین دہوان کم ہوتا ہے (۴) اس زیتون کے جہاڑ کا آفتاب کے سامنے ہونا۔ کیونکہ اسمین پھل اچھے طرح پکتا ہے اور اسکا تیل صاف وشفاف ہوتا ہے۔ ۱۲

دُرِّيٌّ کسرہ دال اور ہمزہ سے ابو عمرو اور کسائی نے پڑھا ہے۔ یوقد تا اور واو کے فتحہ اور قاف مشدد سے ابن کثیر اور ابو عمرو نے پڑھا ہے۔ تُوقَدُ شعبہ حمزہ کسائی نے پڑھا ہے۔ ۱۲

زیتون کے مبارک درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے۔ کہ جو نہ پورب کی طرف ہو نہ پچھم کی طرف[1] قریب ہو کہ اُس کا تیل روشن ہو جاوے۔ اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے۔ نورٌ علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اللہ لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ نور درحقیقت ایسی چیز ہے جو خود ظاہر ہو۔ اور دوسرے چیزوں کو ظاہر کرے یہاں ظہور سے[2] فردِ کامل مراد ہے۔ یعنی وجود

[1] نہ وہ شرق میں ہے کہ اُسکو چڑھتے دن میں آفتاب نہ پہونچے اور نہ غرب میں ہے کہ سایہ آفتاب قبلِ غروب کم ہو جاوے بلکہ وہ وسط میں ہے کہ اول سے آخر تک اُسکو آفتاب پہونچتا ہے تو اوسکا روغنِ زیتون صاف و معتدل روشن ہوتا ہے۔ ابن ابی حاتم از ابن عباس رضی اللہ عنہما (ابن کثیر) فریابی ایضاً (در) یا یہ کہ نہ شرقی آبادی میں ہے اور نہ غربی بلکہ وسط میں ہے یعنے شام میں ہے کیونکہ وہاں زیتون کے جھاڑ بہتر ہوتے ہیں (بیضاوی) ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت زمین پر ہوتا تو یا شرقی ہوتا یا غربی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ ایک مثال اپنے نور کی بیان فرمائی ہے (در) [2] یعنے جب وجود و عدم کا مقابلہ کیا جاوے تو لامحالہ وجود کے لئے ظہور ثابت ہوگا۔ اور کوئی تاریکی ظلمتِ عدم سے بڑھکر نہ ہوگی۔ پھر جو عدم بلکہ امکانِ عدم سے بری ہو۔ علاوہ یہ کہ تمام اشیاء کو ظلمتِ عدم سے ظہورِ وجود کیطرف لایا ہو اُسی کا نام نور ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اُسی کے نورِ ذات سے تمام اشیاء پر فیضانِ نورِ وجود ہے۔ لہٰذا وہی نورِ سمٰوات و ارض ہے لان الظاھر فی نفسہ المظھر لغیرہ یسمّٰی نورًا۔ اِس کا

تو معنے یہہ ہوے کہ اللہ تعالے اپنی ذات سے موجود ہے اور اپنے ما سوا کا موجد
و خالق ہے۔ نور اللہ کا نام پاک ہے۔ قرآن و احادیث صحیحہ مین اُسکی ذاتِ پاک پر
اُس کا اطلاق آیا ہے اُس کے نور کی مثال یعنے اُس کے نور کا فیضان جو ہشیار
پر ہوا۔ اور جو شے سب سے پہلے پیدا ہوی وہ نورِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسلئے
قرآن مین آپ کو نور فرمایا قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ۔ جیسے ایک
طاق مین قندیل ہے۔ اور قندیل مین چراغ ہے۔ یہ قلبِ نبوی کی مثال ہے۔
یعنے طاق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک اور قندیل آپ کا قلبِ شریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) پورا بیان تفسیر ہذا کے صفحہ ۴۳ و صفحہ ۴۱ ۵ شرح اسم ظاہر و نور مین گذر چکا ہے

در ظلمتِ عدم ہمہ بودیم بے خبر	نورِ وجود سر شہود از تو یافتیم

لہ بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنی دعا مین خدا سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ انت نور السموات والارض مختصرا (در) ابو
داؤد و نسائی مین ہے اللہ نور السموات والارض مختصرا (در) ٢ه روی عبد الرزاق
بسندہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قلت یا رسول اللہ بابی انت و امی اخبرنی
عن اول شئ خلقہ اللہ تعالی قبل الاشیاء۔ قال یا جابر ان اللہ تعالے خلق قبل الاشیاء
نور نبیک من نورہ الخ (مواهب اللدنیہ) ٣ه طبرانی و ابن عدی و ابن مردویہ و ابن عساکر
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا المشکوٰۃ جوف محمد صلے اللہ علیہ وسلم والزجاجۃ
قلبہ والمصباح النور الذی فی قلبہ۔ والشجرۃ ابراہیم (در) شفاء شریف باب اول کے

اور چراغ وہ نور ہی جو آپ کے دلِ مبارک میں ہے۔ شجرِ مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ نہ شرقی یعنے حضرت ابراہیم نہ نصرانی ہیں جو مشرق کی طرف نماز پڑہیں اور نہ غربی یعنے نہ یہودی جو مغرب کی جانب نماز پڑہیں۔ قریب ہے کہ اُس کا تیل روشن ہو جاے یعنے قریب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلِ وحی حکمت کی گفتگو کریں۔ نورٌ علٰی نور ہے یعنے نورِ محبت حبیب ساتھ نورِ خلّتِ خلیل کے نورٌ علٰی نور ہے ۵

پدر نور و پسر نور یست مشہور	ازینجا فہم کن نورٌ علٰی نور

اب جو مومنِ کامل وارثِ سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہو گا اس پر بھی یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۷) فصل اوّل صفحہ ۲ میں ہے قال کعب وابن جبیر المراد بالنور الثانی هذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقوله تعالٰی مثل نوره ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قال سهل ابن عبد اللہ المعنے اللہ هادی اهل السموات والارض ثم قال مثل نور محمد اذ كان مستودعا فی الاصلاب كمشكاة صفتها وارادیا لمصباح قلبه والزجاجة صدره ای كانه كوكب درّی لمافیه من الایمان والحكمة یوقد من شجرة مباركة ای من نور ابراهیم علیه الصلوة والسلام وضرب المثل بالشجرة المباركة وقوله یكاد زیتها یضیٔ ای تكاد نبوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبین للناس قبل كلامه كهذا الزیت وقد قیل فی هذه الآیة غیر هذا واللہ اعلم۔ ؎ ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آیتیں ابراہیم علیہ السلام کی نسبت فرمایا لیس بنصرانی فیصلی نحو المشرق ولا یهودی فیصلی نحو المغرب ۱۲ ؎ عبد بن حمید وابن جریر وابن

مثال صادق آئیگی۔ کیونکہ پہلے پہل دل مین نورِ مطالبہ یعنے طلبِ صادق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۸) منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وحاکم مع تصحیح ابی بن کعب سے کہ آپ نے فرمایا مثل نورہ قال المؤمن الذی جعل الایمان والقرآن فی صدرہ فضرب اللہ مثلہ فقال اللہ نور السموات والارض فبدأ بنور نفسہ۔ ثم ذکر نور المؤمن فقال مثل نور من امن بہ الخ (در) ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم اور بیہقی اسماء وصفات مین علی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ نور السموات ای ھادی اھل السموات واھل الارض مثل نورہ مثل ھداہ فی قلب المؤمن کمشکوٰۃ یقول موضع الفتیلۃ۔ یقول کما یکاد الزیت الصافی یضئ قبل ان تمسسہ النار فاذا مستہ النار ازداد ضوئہ علی ضوئہ کذالک یکون قلب المؤمن یعمل بالھدی قبل ان یأتیہ العلم فاذا اتاہ العلم ازداد ھدی علی ھدی ونورا علی نور (در) امام غزالی کا اس آیت کی تفسیر مین مشکاۃ الانوار نام کا ایک رسالہ ہے جس مین آپ فرماتے ہین کہ مشکوٰۃ زجاجہ۔ مصباح۔ شجرہ۔ زیت۔ اس سے مراد مراتبِ انسانی ہین جو پانچ ہین (۱) قوتِ حساسہ جو اصل روح حیوانی ہے۔ اور وہ ہر حیوان کے لئے ہے۔ عالمِ اجسام مین اُس کی مثال کے موافق طاق ہے۔ کیونکہ وہ قوت متعدد سوراخون سے ظاہر ہوتی ہے جیسے آنکھ اور کان اور ناک کے سوراخ۔ (۲) قوتِ خیالیہ کہ وہ ایسی ہے کہ جو کچھ حواس سے حاصل ہووے خزانہ خیال مین اسکی حفاظت کرتی ہے اور جب قوتِ عقلیہ کو (جو اُس سے اوپر ہے) کوئی ضرورت پیش آئے تو اُسکو پیش کرتی ہے۔ عالمِ اجسام مین خیال سے مشابہ سوائے شیشہ کے اور کوئی شئے نہین۔ کیونکہ وہ اصل مین اگرچہ جوہر کثیف ہے لیکن اسقدر صاف اور شفاف ہوا

عہ یہ جو لکس باطن مین جسکو اطبا نفسانیہ بھی کہتے ہین طبی ہے کہا اس شجرہ کا ترکیبی اولی ہے اور دہی وجہ اولی ہے جسکو بقعہ متن مین ذکر کیا

پیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرکے معاصیِ سابق ولاحق کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۹) کہ چراغ کے نور کو جس طرح ہے اسی طرح ظاہر کرتا ہے۔ علاوہ یہ کہ اوسکو ہوا کے صدمون سے بچاتا ہے۔ اسی طرح خیال کہ وہ عالم سفلی اور کثیف سے ہے کیونکہ شئے تخیل متشکل و محدود ہوتی ہے لیکن جب صاف ہوتی ہے تو معانیِ عقلیہ کے مقابل ہو جاتی ہے اور اوس کے انوار ظاہر کرتی ہے۔ اسی لئے معبّر صورِ خیالیہ سے معانی پر استدلال کرتا ہے جیسے شمس سے بادشاہ پر اور قمر سے وزیر پر اور جو شخص کہ فروج و افواہ پر مہر کرے اُس سے اس بات پر کہ وہ موذن ہے جو رمضان مین قبل صبح اذان دیتا ہے (۳) قوتِ عقلیہ جو ادراک ماہیاتِ کلیہ اور معارفِ یقینیہ کا کرتی ہے۔ وجہ تمثیل اوسکی مصباح سے مخفی نہین (۴) قوتِ فکریہ ہے۔ جو شجرۂ زیتون سے مشابہ ہے۔ اور چونکہ افکارِ عقلیہ کی ڈالیان اواحق اجسام سے مجرد ہین اس لئے اسکو نہ شرقی اور نہ غربی ہے کہنا مناسب ہوا۔ (۵) قوتِ قدسیہ نبویہ ہے جو قریب ہے کہ تیل اُس کا روشن ہو جائے اگرچہ اس کو نار نہ پہونچے وہی نورٌ علےٰ نور ہے۔ (فائدہ) جیسے بصارت کا نور آفتاب کا محتاج ہے اسی طرح بصیرت کا نورِ نبی کا محتاج ہے۔ پس روحِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح عالمِ ارواح مین ہے جیسے عالمِ اجسام مین آفتاب اور یہ سب انوار اُسی ایک نور کی طرف منتہی ہوتے ہین جس سے کوئی انور نہین اور وہ اللہ سبحانہ ہے الخ حضرت شیخ صدر الدین قونوی فرماتے ہین۔ اعلمان النور الحقیقی یدرک بہ وھو لایدرک لانہ عین ذات الحق من حیث تجردھا عن النسب والاضافات ولھذا سئل النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھل رأیت ربک قال نورانی اراہ ای المجرد لایمکن رؤیتہ وکذا اشار الحق فی کتابہ لما ذکر ظھور نورہ فی مراتب المظاھر فقال اللہ نور السموات والارض فلما فرغ من ذکر مراتب التمثیل قال نور علےٰ نور فاحد النورین ھو الضیاء

دیکھکر پشیمان ہوتا ہے۔ اب نورِ معائنہ سے وہ نفس کو ملامت کرتا ہے تو وہ نورِ
استقامت سے مشرف ہوتا ہے جب استقامت حاصل ہوی تو نورِ مراقبہ جو افعال
نفس کا نگران تھا اب مراقبۂ قلب کرتا ہے جس سے ہمیشہ جانتا ہے کہ حق تعالے
اُسپر مطلع ہے۔ پھر نورِ حضور جیسے سرِ باطن پر لائح ہوتا ہے اور اُسکا ظہور نورِ مکاشفہ
ہے۔ پھر تجلیِ صفات ہوتی ہے جو نورِ مشاہدہ ہے۔ پھر نورِ توحید کا ظہور ہے۔ پھر نورِ
تجرید ہے اس کے بعد مجالِ بیان تنگ اور زبان گنگ ہے لَاشَرْقِیَّةٍ وَّلَاغَرْبِیَّةٍ
عین حال ہے ۵

موکبِ حُسنت نگنجد در زمین و آسمان	در زمینِ سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۰) والاخر هو النور المطلق الاصلی ولهذا عمم فقال یهدی الله لنوره
من یشاء ای یهدی الله بالنورة المتعین فی المظاهر والساری فیها الی نوره المطلق
الاحدی انتهی کلامه فی الفکوک وقال فی تفسیر الفاتحة فالعالم مجموع صوره المحسوسة
وحقائقه الغیبیة المعقولة اشعة نور الحق انه نور السموات والارض ثم ذکر الامثلة
والتفاصیل المتعینة بالمظاهر علی نحو ما تقتضیه مراتبها ثم قال فی اخر الاٰیة نور علی نور یهدی الله لنوره
من یشاء فاضاف النور الی نفسه مع انه عین النور وجعل نوره المضاف الی العالم الاعلی والاسفل هادیًا
الی معرفة نوره المطلق ودالا علیها کما جعل المصباح والمشکٰوة والشجرة وغیرها من الامثال هادیا الی نوره المقید
وتجلیاته المتعینة فی مراتب مظاهره وعرفنا ایضا علی لسان نبیه علیه السلام انه النور وان حجابه النور انتهی مجملا۔ ۱۲

حدیثِ قدسی ہے لَا يَسَعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِنْ يَسَعُنِي قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ[۵]

چشم بد و پوست وجودم ہمہ حک شد		ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

فَسُبْحَانَ مَنِ اخْتَفَى عَنِ الْخَلْقِ لِشِدَّةِ ظُهُوْرِهِ + وَاحْتَجَبَ عَنْهُمْ بِإِشْرَاقِ نُوْرِهِ[۵]

زہے نادان کہ او خورشید تابان		بنورِ شمع جوید در بیابان

جب اللہ تعالی نے قلب مومن اور جو اس مین علم و ہدایت ہے اُس چراغ سے جو صاف قندیل مین اور اچھے تیل سے روشن ہے تشبیہ دی۔ اب اُسکا محل بھی بہتر لیعنے مساجد مین ہونا) بیان فرماتا ہے۔ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

بُیُوتٍ قالون و ابن کثیر و شامی و شعبہ و حمزہ و کسائی بساتبہ کسر با کے۔۱۲

[۵] رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ و قال الحافظ السیوطی فی در المنتثرۃ بعد ذکرھذا الحدیث اخرجہ الامام احمد فی الزھد عن وھب بن منبہ ان اللہ فتح السموات لحزقیل حتی نظر الی العرش فقال حزقیل سبحانک ما اعظمک یا رب فقال اللہ ان السموات والارض ضعفن ان یسعنی و وسعنی قلب المؤمن الوادع اللین واللہ اعلم ۱۲

فی بیوت۔ متعلق یوقد سے ہے۔ یا متعلق مابعد یعنے یسبح سے ہے۔ تو اس وقت مین جملہ مستانفہ ہوگا ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا بیوت سے مساجد مراد ہین اور ترفع سے اُن مساجد کی تعظیم مراد ہے کہ اُن مین کوئی لغویات ہونے پائے الخ (در) عبد بن حمید قتادہ سے کہ ترفع سے مراد اُن مساجد کا بنانا اور بلند کرنا اور پاک رکھنا ہو (در و ابن کثیر) اور یہی عکرمہ اور ابو صالح ضحاک و نافع بن جبیر و ابو بکر بن سلیمان و سفیان بن حسین وغیرہ علماء مفسرین کا قول ہے (ابن کثیر) ۱۲

فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (وہ چراغ روشن کیا جاتا ہے) ایسے گھرون مین کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جاے اور اُن مین اُس کا نام لیا جاے۔ اُن (مکانون) مین صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے ہین۔ وہ لوگ کہ انھین اللہ کی یاد کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰة دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت وہ اُس دن سے ڈرتے ہین کہ جس مین دل اور آنکھین اُلٹ جائینگی۔ تاکہ اللہ انھین اُن اچھے کامون کا بدلہ دے جو انھون نے کئے ہین۔ اور انھین اپنے فضل سے (اور) زیادہ دے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے

يُسَبِّحُ ابن عامر و شعبہ سا نہ فتح بائے بصیغۂ مجہول یہ فعل ظروف ثلثہ (یعنے لہ و فیہا و الغد) مین سے کسی ایک کی طرف مسند ہوگا ۱۲

تاکہ اللہ انھین تو آ دے بہتر اس سے جو انھون نے کیا۔

غدو۔ ای بالغدوات فعبر بالفعل عن الوقت کما یقال اتاہ طلوع الشمس ای وقت طلوعہا (مختار) اٰصال۔ جمع اصیل کی عصر کے بعد سے مغرب تک کے وقت کو کہتے ہین (مختار) رجال یسبح کا فاعل ہے اور ابن عامر و شعبہ کی قرارت پر یسبحہ مقدر ہے جس پر یسبح دال ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین مثل لبیک یزید ضارع لخصومۃ۔ ہے۔ گویا کہ کسی نے کہا من یبکیہ تو کہا ہذا یبکیہ اسی طرح یہان بھی ہے گویا کہ کہا گیا من یسبح لہ فیہا تو کہا رجال لیجزیھم۔ یسبح کے متعلق ہے۔ احسن۔ ای احسن جزاء ما عملوا ۱۲

لہ اوقات اول روز کے

بے حساب روزی دیتا ہے۔ یعنے یہ چراغ کا روشن ہونا ایسی مساجد مین ہے
جنکی نسبت اللہ تعالے نے بلندی وتعظیم کا اور ان مین ذکر وتسبیح کا حکم دیا
چنانچہ احادیث مین مساجد کے آداب مذکور ہین پھر مردان خدا کی تعریف کی

ابن کثیر نے لکھا کہ مساجد کے بنانے اور ان کی حرمت وتعظیم کرنے اور ان کو پاکیزہ رکھنے اور خوشبو سے معطر کرنے مین بہت سی احادیث وارد ہوی ہین (بناء مسجد مین) بخاری ومسلم نے امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی خالص اللہ تعالی کی رضامندی کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالے اس کے مثل اس کے لئے جنت مین بناتا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد بنائی کہ اس مین اللہ کی یاد کی جاتی ہے تو اللہ تعالے اس کے لئے جنت مین مکان بناتا ہے۔ نسائی نے بھی عمرو بن عبسہ سے اس کے مثل روایت کی (گھرونکی مساجد عورتونکے لیے) ام المؤمنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم فرمایا کہ گھرون مین مسجدین بنائین۔ اور ان کو پاکیزہ اور معطر رکھین۔ امام احمد اور اہل سنن سے سوائے نسائی کے اسی طرح مروی ہے۔ اور سمرہ بن جندب سے اس کے مانند مروی ہے۔ اس کو امام احمد وابو داود نے روایت کی۔ (مساجد کو نقش ونگار کی ممانعت) امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ لوگون کے واسطے مکان مسجد بنا دے جس مین وہ دھوپ سے بچین۔ اور خبردار کہ تو اسکو سرخ یا زرد رنگے جس سے لوگ فتنہ مین پڑ جائین۔ اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی کہ جس قوم کے

فضیلت بنائے مساجد
گھرون مین مساجد عورتونکے لئے
نقش ونگار مساجد کی ممانعت

گروہ ایسے بندے ہین کہ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت اپنی جانب مشغول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳۴) عمل خراب ہوے اُسی نے مسجدون پر نقش و نگار کئے اسناد اسکی ضعیف ہے۔ ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تشیید مساجد کا حکم نہین دیا گیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم ضرور مسجدونکو نقش و نگار کروگے جیسے یہود و نصارے نے کیا۔ امام احمد اور اہل سنن سواے ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قایم ہوگی یہانتک کہ لوگ مسجدون پر فخر کرین گے۔ (مساجد مین کلام کرنے کی ممانعت) صحیح مسلم مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے مسجد مین اپنا جانور ڈھونڈا۔ اور کہا کہ کون میرا سرخ اونٹ مجھے لادیگا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے نہ ملے۔ مسجدین تو جس لئے بنائی گئی ہین اُسی لئے بنائی گئی ہین۔ امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین خرید و فروخت اور اشعار (جو فضول ہون) پڑھنے سے منع فرمایا۔ ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مسجد مین کسیکو خرید و فروخت کرتا ہوا دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالے تیری تجارت مین نفع نہ دے۔ اور جب تم مسجد مین کسی شخص کو کھویا ہوا جانور ڈھونڈتا ہوا دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالے کبھی تجھے واپس نہ دے۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حسن غریب ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کی کہ چند باتین مسجد مین جایز نہین ہین (۱) راستہ بنانے (اشرمین ہے کہ ملا نکہ اس شخص سے تعجب

مسجد مین کلام کرنے کی ممانعت

جو نکو صلاح مین مقصد حسان کا مع مجالس مین مسجد مین شعر پڑھنا موجود ہے ۱۲

نہیں کرتی بلکہ وہ ذکر و نماز و زکوٰۃ (یعنے عبادتِ الٰہی) کو اپنی مراد و خواہش پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۵) کرتے ہین کہ جو مسجد مین سے گذرتا ہے اور نماز نہین پڑہتا) (۲) اسمین ہتیار نہ کھینچے (تا ازدحام ہونے سے کسی کو نہ لگ جاوے) (۳) کچا گوشت لیکر اُس مین سے نہ گذرے (کہ اُس سے پانی اور خون ٹپکے جس سے مسجد ملوث ہو جاوے) (۴) نہ اُسمین حد مارے اور نہ قصاص لیوے (۵) نہ اُسکو بازار بناوے۔ ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اطفال اور دیوانون کو ہماری مسجدون سے دور رکہو (اگر اُس مین خطرِ لہو و لعب اور تلویثِ مسجد کا ہو۔) اور اُن مین فیصلہ نہ کرو۔ اور اپنی آوازین بلند نہ کرو۔ اور مسجدون کے دروازون پر طہارت کی جگہ بناؤ۔ (یعنے وضو اور قضاءِ حاجت و طہارت کے لئے) اور جمعہ کے دن اُن کو خوشبو کی دہونی دو مختصرا یہ دونون روایتین ضعیف ہین۔ لیکن حافظ ابو یعلے موصلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو مسجدِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین خوشبو کی دہونی دیتے تھے۔ اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ (فقیر نے اسی لحاظ سے بعض لوگون سے کہا۔ چنانچہ اس سنت پر جمعہ کے دن مکہ مسجد مین عمل بہی ہو رہا ہے۔ لیکن قادیانیون کو برا معلوم ہوا ہیچ بو

گر گلاب را بجعل راغب شود	این دلیل ناگلابی مے بود

بخاری مین ہے کہ حضرت عمر نے دو شخص طائف کے رہنے والون سے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو مین تم کو سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین آواز بلند کرتے ہو مختصرا نسائی مین بہی اسی طرح ہے اسکی اسناد صحیح ہے۔ (فضیلتِ نمازِ مسجد) صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت سے (مسجد مین) گہر کی نماز اور

فضیلت نماز مسجد

مقدم رکھتے ہین۔ روایت ہی کہ حضرت ابنِ مسعودؓ نے ایک قوم کو بازار مین دیکھا کہ

سعید بن منصور و ابن جریر و طبرانی و بیہقی (۱۹)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۶) بازار کی نماز پچیس درجہ زائد ہے۔ اور یہ اس لئے کہ جب اُس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف نکلا اور اُس کا نکلنا خاص مسجد کے لئے ہوا تو جو قدم اُٹھائیگا ہر قدم پر اللہ تعالے اُس کے لئے ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور ایک گناہ اُس سے کم کریگا۔ اور جب اُس نے نماز پڑہی تو ملائکہ اُس کے لئے دعا مانگتے رہتے ہین کہ یا اللہ اسپر رحم کر جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز پر رہے۔ اور جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز مین ہے۔ اور دارقطنی نے مرفوع روایت کی کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز سوائے مسجد کے نہین ہوتی۔ اور سنن مین ہے کہ اندہیرون مین مسجد کے جانے والون کو قیامت کے روز پورے نور کی بشارت دو۔ (مسجد مین داخل ہونے کے آداب) جب مسجد مین داخل ہو تو مستحب ہے کہ سیدہا پانون پہلے اندر رکھے۔ اور صحیح بخاری مین ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ جب کسی بندہ نے یہ کہا تو شیطان کہتا ہے کہ یہ تمام دن مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ صحیح مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی مسجد مین داخل ہو تو کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ یعنے آلہی میرے لئے رحمت کے دروازے کہول دے۔ اور جب نکلے تو کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ یعنے آلہی میرے لئے فضل کے دروازے کہول دے۔ نسائی نے بہی ان دونون حدیثون کو روایت کی۔ ابنِ ماجہ و ابنِ خزیمہ و ابن حبان ان دونون نے

مسجد مین داخل ہونے کے آداب

انھون نے اذان کی آواز سنتے ہی سامان خرید و فروخت چھوڑ دیا اور نماز کو اُٹھ کھڑے ہوے۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ یہ انھین لوگون مین سے ہین جن کی شان مین اللہ تعالے نے فرمایا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اور یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ بیع و تجارت مین وہ تعلق قلبی جو خداوند عالم سے ہے کم نہین ہوتا بلکہ دل بہ یار دست بکار کا مقولہ اُن پر صادق آتا ہے **حکایت** ایک شخص نے کسی بزرگ سے کپڑا خریدا پھر اُسمین ایک عیب نظر آنے سے واپس کر دیا۔ وہ بزرگ رونے لگے۔ مشتری نے کہا۔ آپ رنجیدہ کیون ہوتے ہین۔ کہئے تو مین واپس لے لیتا ہون۔ فرمایا مال کے واپس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۷) اپنی اپنی صحیح مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے مسجد مین داخل ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور کہے اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ یعنے الٰہی مجھے شیطان مردود سے محفوظ رکھ الخ یہ تفسیر ابن کثیر سے منقول ہے اور یہی روایات درمنثور مین بھی موجود ہین۔ اور یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فی بیوتٍ سے مراد بیوت انبیاء کرام ہین (درمنثور از ابن مردویہ) اگر اس تاویل کے لحاظ سے اجسام مومنین کاملین لئے جائین تو ہو سکتا ہے۔ پھر انکی تعظیم بھی چاہئے۔ مولانا نے خوب فرمایا ؎

ابلہان تعظیم مسجد می کنند	در جفائے اہل دل جد می کنند
آن مجاز است این حقیقت اے خران	نیست کعبہ جز درون سروران

ہونے سے نہین روتا ہون۔ بلکہ مجھے میرے نیک اعمال سے خوف ہو رہا ہے کہ اگر
اسمین بھی ایک عیب ہو تو کہین اسی طرح واپس نہ کردے جائین ۔ رجال
فرمانے مین اُنکی مردانگیِ ہمت کی طرف اشارہ[1] ہے ۔ اور یہ بھی ہے کہ مساجد
مردون کے لئے ہین اور عورتون کے واسطے مسجدین اُن کے مکان ہین ۔
چنانچہ احادیث[2] مین اسکی تصریح ہے پھر فرمایا کہ مردانِ خدا اُس دن سے ڈرتے

عورتون کی مسجدین ان کے مکانون مین.

[1] جیسے ایک اور جا سے فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنے مومنون مین سے وہ مرد ہین جنھون نے اللہ تعالےٰ سے جو وعدہ کیا تھا سچا کر دیا ۔ [2] عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز اپنی کوٹھری مین بنسبت گھر مین پڑہنے سے بہتر ہے اور عورت کی نماز بنسبت کوٹھری مین پڑہنے کے مخدع مین (یعنے وہ جگہ جہان خزانہ چھپاتے ہین) افضل ہے (ابن کثیر از ابی داؤد) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتونکی سب سے بہتر مسجد اُن کے گھرون کے گڑھے ہین (ابن کثیر از امام احمد) اور ابو حمید ساعدی کی بی بی رضی اللہ عنہا نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ مین آپ کے ساتھ نماز پڑہنا پسند کرتی ہون فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو میرے ساتھ جماعت سے نماز پڑہنا پسند کرتی ہے اور تیری نماز تیری کوٹھری مین بہتر ہے بنسبت تیرے حجرے کے ۔ اور تیرے حجرہ مین تیری نماز بہتر ہے بنسبت تیرے دار کے (احاطہ) ۔ اور تیری نماز تیرے دار کی بہتر ہے بنسبت تیری قوم کی مسجد کے ۔ اور تیری نماز تیری قوم کی مسجد مین بہتر ہے تیری نماز سے میری مسجد سے ۔ پس اس عورت نے اپنے گھر کے بالکل گوشہ مین

ہیں کہ جس میں دل اور آنکھیں مضطرب ہوں گے۔ اور یہ ذکر و شغل اسی لئے کرتے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے اعمال سے بہتر ثواب دے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۹) اپنی ایک مسجد بنائی اس میں اللہ کی قسم نماز پڑھا کرتی یہاں تک کہ اُسنے وفات پائی (ابن کثیر از امام احمد) اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں مسجد میں نماز کے لیئے جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالیٰ کی لونڈیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجد سے نہ روکو (بخاری و مسلم) بعضے روایت میں زاید ہے کہ اور اُن کے گھر اُن کے واسطے بہتر ہیں (ابن کثیر از امام احمد و ابو داؤد) حضرت ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مومنوں کی عورتیں نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حاضر ہوا کرتیں پھر لوٹتیں تو اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی کہ اُن کو اندھیرے کی وجہ سے کوئی نہیں پہچانتا تھا (بخاری و مسلم) اب بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا جو فیصلہ فرماتی ہیں قابل سماعت ہے لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ یعنے اب جو عورتوں نے نئی چالیں نکالی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ تک ہوتے تو ضرور اُن کو مساجد سے منع کر دیتے جیسے بنو اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئی تھیں (ابن کثیر از بخاری و مسلم)۔

ف۵ یعنی قلوب و ابصار متغیر ہو جائیں گے جس طرح دوسری جاے فرمایا وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ یا یہ کہ انکے حالات منقلب ہو جائیں گے۔ پس قلوب جو چیز کہ نہیں سمجھتے تھے (یعنی ایمان و امور آخرت) سمجھیں گے۔ اور آنکھیں جو چیز کہ نہیں دیکھتے تھے (یعنے امور آخرت) دیکھیں گے۔ گویا کہ وہ شک و غفلت سے یقین و معاینہ کی طرف لوٹ جائیں گے۔ ۱۲

حسنات مقبول اور سیئات معاف ہوجائینگے۔ اور اُن کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیگا۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ بعد بیان انوار اہل ایمان کافرون کی بدبختی اور اُنکی اندھیرون کا بیان فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ

کَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

یحسبہ — نافع و مکی و بصری و کسائی ساتھ کسر سین کے

اور جو لوگ کہ کافر ہین اُن کے اعمال مانند سراب کے ہین جو ایک میدان مین ہو۔ پیاسا اُس کو پانی خیال کرتا ہے۔ یہان تک کہ جب اُس کے پاس آیا تو اُسکو کچھ بھی نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا۔ پھر اللہ نے اُسکو پورا پورا اُسکا حساب چکا دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ مثال یہود و نصارےٰ اور منافقین کی ہے کہ اُس کافر نے دنیا مین عمل کیا اور ثواب کا امیدوار رہا جب حشر کے میدان مین آئیگا اور بجاے ثواب کے عذاب حاصل ہوگا تو نہایت ہی حسرت و غم ہوگا۔ تو ایسے شخص کا حال اُس پیاسے سے مشابہ ہے جو شدت سے پیاسا تھا

سراب۔ اس کے اصل معنی جاری کے ہین اور وہ ایسی شے ہے کہ جنگل مین دوپہر کے وقت آفتاب کی چمک سے پانی کی طرح بہتی نظر آتی ہے۔ جسکو پیاسا پانی گمان کرتا ہے (بیضاوی) قیعۃ۔ معنے مین قاع کے یعنے زمین ہموار (بیضاوی) ابن کثیر کہتے ہین کہ جمع قاع ہے اور جار مجرور متعلق کائن محذوف کے ہے۔ اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس بقول ارض مستویۃ (دد) ۱۲

اور اوس کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی کہ یکایک اس نے دور سے سراب دیکھی اور سمجھا کہ وہ بہت سا پانی ہے۔ اسی امید پر اس تک پہونچا وہان کچھ بھی نہ پایا۔ اس وقت اسکی حسرت وغم کا کیا بیان ہو سکتا ہے یہ مثال اُن کافرون کی تھی جو جہلِ مرکب مین گرفتار ہین۔ اب اُن کافرون کی مثال بیان فرماتا ہے جو جہلِ بسیط اور محض تقلید مین گرفتار ہین۔ اَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۝ یا جیسے اندھیریان جو گہرے دریا مین ہون کہ ڈھانپتی ہے اُس (دریا) کو موج جس کے

سَحَابُ ظُلُمٰتٍ بزی ساتہ اضافت کے۔ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ قنبل۔ ۱۱

ک لفظ اَوْ تخییر کے لئے ہو یعنے اختیار ہے کہ ان دو مثالون مین سے کسی سے بھی تشبیہ دیجائے یا یہ کہ اُن کافرون کی اعمال حسنہ بیکار وغیر نافع ہونے سے سراب کے جیسے ہین۔ یا یہ کہ نورِ حق نہ ہونے کے سبب ظلمات سے مشابہ ہین۔ یا شاید لفظ اَوْ تنویع کے لئے ہو یعنے بعضے عمل (جو اُن کے زعم مین اچھے ہین) مثلِ سراب ہین۔ اور بعضے جو قبیح ہین مثلِ ظلمات ہین۔ یا شاید اَوْ دو وقت کے اعتبار سے تقسیم کے لئے ہے۔ یعنے دنیا مین تو مثلِ ظلمات اور آخرت مین مشابہ سراب ہے (بیضاوی) لُجّی بحر کی صفت ہو۔ یغشاہ دوسری صفت ہو۔ لُجّی گہرا اور بہت پانی اور پانی ہے ظلمات ای ہذہٖ یعنے مبتدا مقدر ہو۔ ظلمتِ بحر اور ظلمتِ امواج اور ظلمتِ سحاب لم یکد یرٰھا ای لم یقرب ان یرٰھا۔ و نفی القرب من الرؤیۃ ابلغ من نفی الرؤیۃ نفسہا (نشا پوری)

مومنان از تیرگی دور آمدند	لاجرم نورٌ علیٰ نور آمدند
کافر تاریک دل را فکر نیست	حال کارش ظلمت اندر ظلمت است

اندھیریاں[1] کافروں کے اعمال ہیں جو فساد و ضلالت سے پر ہیں۔ گہرا دریا کافر کا دل ہی جو عمل کرتا ہے اُسی قلب کے ارادے سے جس میں جہالت سما گئی اور جس پر حیرت و ضلالت چھا گئی جس طرح گہرے دریا پر موج پر موج آتی ہے اور سب کے اوپر ابر چھایا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کافر کے دل اور کانوں اور آنکھوں پر مہر لگی ہوی ہے اور جہالت کے پردے پڑے ہوے ہیں اب حق تعالے اپنی قدرت کے آثار ذکر فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ[2] كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ۝

کیا (اے مخاطب) تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں اور جو زمین میں ہیں اور پرندے[3] پر پھیلا کر اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں۔ ہر ایک

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (تفسیر ابن جریر)۔ [2] صٰفّٰت الصف البسط۔ صافات ای باسطات اجنحتها فی الهواء (روح البیان)۔ [3] پرندوں کو خاص طور سے اسلئے بیان فرمایا کہ اکثر وہ زمین و آسمان کے درمیان اُڑتے رہتے ہیں۔ ۱۲

مؤمنان از تیرگی دور آمدند	لاجرم نور علے نور آمدند
کافر تاریک دل را فکر نیست	حال کارش ظلمت اندر ظلمت است

اندھیریان[1] کافرون کے اعمال ہین جو فساد و ضلالت سے پر ہین - گہرا دریا کافر کا دل ہی جو عمل کرتا ہے اسی قلب کے ارادہ سے جس مین جہالت سما گئی اور جس پر حیرت وضلالت چھا گئی جس طرح گہرے دریا پر موج پر موج آگئی ہے اور سب کے اوپر ابر چھایا ہوا ہے - اسی طرح اس کافر کے دل اور کانون اور آنکھون پر مھر لگی ہوی ہے اور جہالت کے پردے پڑے ہوے ہین اب حق تعالے اپنی قدرت کے آثار ذکر فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ[2] كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

کیا (اے مخاطب) تو نے نہین دیکھا کہ جو آسمانون اور جو زمین مین ہین اور پرندے[3] پر پھیلا کر اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہین - ہر ایک

---

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (تفسیر ابن جریر) - [2] صٰٓفّٰتٍ - الصف البسط - صافات ای باسطات اجنحتها فی الھواء (روح البیان) - [3] پرندون کو خاص طور سے اسلئے بیان فرمایا کہ اکثر وہ زمین وآسمان کے درمیان اڑتے رہتے ہین - ۱۲

اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کے طریقوں) کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ

اُس سے واقف ہے۔ اور پادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اللہ ہی کے

لیے ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالےٰ آگاہ

فرماتا ہے کہ اُسکی تسبیح ملائکہ و انسان و جن و حیوان یہاں تک کہ شجر اور جمادات

بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے جاے فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

غرض ہر ایک نے اللہ تعالےٰ کے الہام اور اُس کے سکھانے سے اپنی

بندگی کے طریقوں کو جان لیا ہے اور اُسی کے موافق ہر ایک عبادت کرتا ہے

اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی تسبیح کو خوب جانتا ہے۔ اسی لئے فرمایا وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ

بِمَا یَفْعَلُوْنَ پھر فرمایا کہ اُسی کے لیے آسمانوں کی اور زمین کی پادشاہت

ہے۔ وہی حاکم و متصرف ہے۔ عبادت بھی اُسیکو سزاوار ہے۔ اور قیامت

کے دن اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اُس دن جو چاہیگا حکم کریگا۔ دنیا

و آخرت کی حکومت اُسی کو ہے۔ پھر قدرت کی دوسری دلیل بیان فرماتا ہے

43 اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی

---

[۱۴] ہم نے اس بحث کو کہ یہ تسبیح حال ہے یا تسبیح قال سورہ بنی اسرائیل آیت وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ صفحہ
میں بیان کیا ہے۔ یزجی۔ الریح تزجی السحاب۔ والبقرۃ تزجی ولدھا ای تسوقہ (منتہی) رکاما۔ رکم الشیء اذا جمعہ
والقی بعضہ علی بعض وبابہ نصر و ارتکم الشیء وتراکم اجتمع والرکام الرمل المتراکم والسحاب ونحوہ (مختار) ۱۲

یُنزل
مکی اور بصری باب افعال سے

اَلْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ
مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ

ودق۔ الودق المطر وبابہ وعد (مختار) خلالہ۔ الخلل الفرجۃ بین الشیئین۔ والجمع خلال کجبل وجبال (مختار) من السماء۔ بعضے نحوی کہتے ہین کہ اس آیت مین پہلا لفظ من ابتدا غایت کے لئے ہی اور دوسرا تبعیض کے لئے ہی اور تیسرا بیان جنس کے لئے ہی۔ یہ کلام اُن مفسرون کے قول پر ہے جو کہتے ہین کہ آسمان مین اولون کے پہاڑ ہین جس سے اللہ تعالی یہ اولے برساتا ہی۔ اور جنہون نے کہا کہ جبال کنایہ ابر سے ہے تو اُن کے پاس یہ دوسرا من بھی ابتدائے غایت کے لئے ہی لیکن یہ دوسرا من پہلے من سے بدل ہے واللہ اعلم (ابن کثیر) فلاسفہ مین یہ مشہور ہے کہ ابخرہ جب اوپر چڑھے اور اُن کے بیچ مین کوئی حرارت نرسائی جس سے وہ تحلیل ہو جائے بلکہ بخارات کے سرد طبقہ ہوائی مین پہونچے اور وہان قوی ٹھنڈک پہونچی تو مجتمع ہو کر سحاب ہو گئے پھر اگر شدید ٹھنڈک نہ پہونچی تو مینہ برسنے لگتا ہی اور اگر شدید سردی پہونچی پس اگر مجتمع ہونے سے پہلے بخاری اجزا کو پہونچی تو برف گرتا ہے ورنہ وہ اولا گرتا ہی اور کبھی ہوا بہت سخت سرد ہو جاتی ہی تو وہ خود منقبض ہو کر بادل بنجاتی ہے اور اس سے مینہ یا برف گرتا ہے پہر جسقدر یہ امور بیان کئے گئے تو یہ معلومات ہین پس ضرور ہے کہ ہر ایک کا وجود کسی علت کی طرف مستند ہو۔ اور وہ علتین سب ناقص ہین سوائے ارادۂ الٰہی عزوجل کے کیونکہ دلیل قائم ہوچکی کہ جو حوادث پیدا ہوئے ہین اُنکو اپنے محل و وقت پر اختصاص دینے والی کوئی چیز نہ سوائے ارادہ حضرت حق عزوجل کے نہین ہی کہ وہی موجب ہی پس وہی اپنے ارادہ و قدرت سے خواہ مینہ بنا کر برساتا ہی۔ خواہ اولا بنا کر گراتا ہی (بیضاوی)

سنا برقہ۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ضوء برقہ۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در)

اللهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۞ کیا اے مخاطب)
تو نے نہین دیکھا کہ بے شک اللہ ابر کو چلاتا پھر اسکو (بعد جدا ہونے کے) جمع کردیتا
پھر اسے تہ بتہ کرتا ہے پھر تو مینہ کو دیکھتا ہے کہ اس مین سے برستا ہو۔ اور آسمان
سے یعنے پہاڑون سے (کنایہ ابر سے ہے) جس مین اولے ہین (اولے) برساتا
ہے۔ پھر اسکو جس پر چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اسے ہٹا دیتا ہو
اس (ابر) کی بجلی کی چمک قریب ہے کہ آنکھون (کی روشنی) کو دور کر دے۔
اللہ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ بے شک اس مین آنکھون والون کے لئے
عبرت ہو۔ یعنے ابر کا چلانا پھر اس کے متفرق ٹکڑون کو ایک ٹکڑا بنا دینا پھر اس کو
تہ بتہ کر دینا پھر اس ابر کے درمیان سے پانی کا برسانا جس طرح کہ اے مخاطب

ل: اور آسمان کیطرف سے جس مین اولون کے پہاڑ ہین بعض اولے برساتا ہے۔

له والمفعول محذوف ای بردًا ۱۲ سله تاویل۔ اللہ تعالے اس ابر متفرق کو جو معاصی اور اخلاقِ ذمیمہ سے پیدا ہوتا ہے چلاتا ہے۔ پھر اسکو ایک جا کر کے تہ بتہ کر دیتا ہے پھر اس ابر کے درمیان سے توبہ کی بارش برساتا ہے۔ اور آسمانِ قلب سے جو قساوت سے پر ہے قہر حق اتارتا ہے۔ تو وہ قہر کے اولے اہل شقاوت مین سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔ اور اہل سعادت کو اس سے بچا لیتا ہے۔ وہ قہر کی بجلی کی چمک قریب ہو کہ بصائر کو لیجائے۔ اور کسی کی شب معصیت کو روز طاعت سے بدلتا ہے۔ اور کسیکے نہارِ طاعت کو شب معصیت سے بدل دیتا ہے۔ اس تقلیب مین عقل والون کے لئے عبرت ہے۔ تا آثار لطف و قہر کو مشاہدہ کرین مختصرًا (تاویلات نجمیہ) ۱۲

تو دیکھتا ہے (یہ نہین فرمایا کہ اصل مین اسی طرح ہے - بلکہ تو اسکو دیکھکر قدرت
الٰہی سمجھ۔ یہی تیرے لیے کافی ہے۔ اور ہر شے کی حقیقت تلاش کرنے مین اپنی
اوقات ضایع نہ کر) پھر فرماتا ہے کہ ہم کسی پر اولے برسا دیتے ہین تو اسکی کھیتی
اور پھل اور جھاڑ سب خراب اور برباد ہو جاتے ہین۔ اور کسی کو اس مصیبت سے
بچا لیتے ہین پھر اپنی لطیف حکمت کو بیان فرماتا ہے کہ جس سے[1] پانی برستا ہے اسی سے
آگ بھی نکلتی ہے۔ یعنے بجلی چمکتی ہے اسکی ایسی روشنی ہے کہ جس کے سامنے آنکھ
جھپک جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکی چمک[2] بینایٔون کو لیجاتی ہے۔
پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالے ہی رات دن کو الٹتا رہتا ہے کبھی دن بڑا رات چھوٹی
اور کبھی رات بڑی۔ دن چھوٹا۔ بے شک ان سب امور مین عقلمندون کے لیٔ
عبرت[3] ہے۔ یعنے جو لوگ اسباب کو مانتے ہین آخر وہ مسبب کو کیون نہین مانتے
سارے اسباب کا مرجع وہی خالق ہے۔ جب توحید پر آثار علوی سے

---

[1] علم طب مین ثابت ہوا کہ نور باہم ایک دوسرے کی طرف منجذب ہوتے ہین اور چونکہ بجلی مین
روشنی تیز ہے تو آنکھون کی روشنی اسی کے ساتھ منجذب ہو جانا کچھ بعید بات نہین۔ [2] یہ کمال
قدرت ہے کہ آگ کے شعلے ابر پر آب سے نکالتا ہے۔ فسبحان من یظہر الضد
من الضد ۱۲ [3] العبرۃ الحالۃ التی یتوصل بہا من معرفۃ المشاہد الی
ما لیس بمشاہد (روح) ۱۲

استدلال فرمایا اب آثار سفلی کو بیان فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝ اور اللہ نے ہر جانور کو ایک پانی سے پیدا کیا۔ پھر اُن میں سے کوئی اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے اور اُن میں سے کوئی اپنے دو پیروں کے بل چلتا ہے اور اُن میں سے کوئی چار (پیروں) کے بل چلتا ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بے شک ہم نے واضح آیتیں نازل کی ہیں۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اللہ تعالے کی قدرت تامہ ہے کہ ایک نطفہ سے انواع مخلوقات مختلف اشکال والوں کے پیدا فرماتا ہے جن کے حرکات وسکنات بھی علیحدہ علیحدہ۔ سانپ وغیرہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ انسان اور پرندے وغیرہ دو پیر پر چلتے ہیں۔ چارپائے اور دوسرے حیوانات چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یعنے چار سے زیادہ پاؤں پر چلنے والوں کو بھی پیدا کرتا ہے۔ جیسے کنکھجورہ وغیرہ اور بغیر نطفے کے بھی

خَالِقُ كُلِّ
حمزہ وکسائی ساتھ اسم فاعل اور اضافت کے۔

مُبَيَّنٰتٍ
نافع ومکی وبصری و شعبہ ساتھ فتح یا کے۔

پیدا کرسکتا ہے جیسے حشرات الارض جو مٹی سے نکل پڑتے ہین۔ اسی لئے آخر آیت مین فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر فرمایا کہ بے شک ہم نے واضح آیات اُتار دین۔ کہ جس کو اہل عقل سمجھین اور اپنے خالق کو پہچانین۔ اور اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اب اس قدر واضح نشانیون کے بعد بھی راہ ہدایت پر نہ آنے والے کافر یا منافق ہین۔ چونکہ منافقون کا اول درجہ تھا اس لئے اُن کا حال بیان فرماتا ہے وَيَقُولُونَ

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ؕ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اور (منافق) کہتے ہین کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے۔ پھر اُسکے بعد ایک گروہ

ع ۱۰ النصف ۱۴

مذعنین اذعن له خضع و ذل (مختار) یحیف الحیف الجور والظلم و قد حاف علیه من باب باع (مختار) لہ یہ آیت بشر منافق کے شان مین نازل ہوی (معالم) لہ کل قوم کا ظاہر ایک اور باطن ایک تھا۔ لیکن ایک فریق نے تو اُس باطنی حالت کو ظاہر بھی کر دیا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ جس قدر باقی ہین وہ بھی اُسی قسم کے ہین۔ ۱۲

اُن مین سے پھر جاتا ہے۔ اور یہ لوگ مومن نہین ہین۔ اور جب یہ اللہ اور اسکے
رسول کی طرف بلائے جاتے ہین تاکہ وہ (رسول) اُن مین فیصلہ کرے تو
اُن مین سے کچھہ لوگ روگردانی کرتے ہین۔ اور اگر اُن کا حق (کسی پر) ہوتا ہی
تو رسول کے پاس مطیع بنکر چلے آتے ہین۔ کیا اُن کے دل مین بیماری ہے۔ یا
شک مین پڑے ہوے ہین۔ یا اسبات سے ڈرتے ہین کہ اللہ اور اُسکا رسول
اُن پر ظلم کریگا۔ (اللہ اور رسول ظلم سے پاک ہین) بلکہ یہی لوگ ظالم ہین۔ یہہ
منافقون کا بیان ہے کہ جن کا ظاہر خلافِ باطن تھا زبان سے فرمانبرداری کا
اقرار کرتے۔ لیکن عمل اُس کے برعکس تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ وہ مومن نہین ہین

لہ اس زمانہ مین بھی ایک فرقہ جدیدہ پیدا ہوا ہے جو ظاہر مین مسلمان کہلاتے ہین۔ لیکن دین سے کام نہین جس طریق سے دنیا ملے وہی رنگ اختیار کرتے ہین۔ اور نبی کے معنی مصلحِ قوم۔ فرشتون سے انکار۔ وحی کی نئی تعریف یعنے فطرت کرتے ہین اور اسی طرح سیکڑون کفریات کے قائل ہین چنانچہ سید احمد خان کی تفسیر (اور مرزا حیرت کا مقدمہ تفسیر القرآن) ان خرافات سے مملو ہے اور شبلی وحالی اُسی کے فضلہ خوار ہین۔ لہ یہ فرقہ دل سے منکرِ ایمان تہا۔ ہان اگر دل سے اقرار ہو اور ظاہری اعضا سے گناہ ہوجائے تو وہ عاصی ضرور اس گناہ کو بُرا جانے گا تو موافقت دلی مین فرق نہین آیا۔ ہان موافقت کا اثر جو اعضا پر ہونا تھا اُس مین قصور ہوا لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر کفر کے اعمال مین مرتکب ہوجائے گا تو ظاہر مین اُس پر بھی کفر کا فتوے دیا جائے گا۔ ۱۲

پھر نفاق کی واضح علامت بیان فرماتا ہے۔ کہ اگر کسی کا حق اُن پر ہوتا تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوتے۔ اور سمجھہ جاتے کہ جو حق ہے وہی
فیصلہ ہوگا۔ اس لئے کسی کافر کے پاس جاتے۔ اور اگر اُن کا حق ہوتا تو حق
رسی کی امید پر حاضر ہوتے۔ یہ تو دین نہین بلکہ دنیا[1] طلبی ہے۔ پھر منافقون کا
حال ذکر کیا کہ اُن کے دلون مین مرض نفاق ہے۔ یا ان کو دین مین شک
پیدا ہوگیا ہے۔ یا اُن کو خوف ہے کہ اللہ و رسول صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے حق
مین ظلم کرین گے۔ غرض یہ کہ انکار کرنا اس لئے تھا کہ یا تو ان مین خلل ہے
یا یہ کہ حاکم مین خلل ہے۔ تو ظاہر ہوگیا کہ انھین مین خلل ہے۔ اسی لئے فرمایا
کہ اللہ و رسول تو ظالم نہین بلکہ وہی ظالم ہین۔ مسئلہ جب[2] حاکم کسی فیصلہ کے
لئے طلب کرے تو جانا چاہئے۔ ہان جو کسی گناہ کا حکم کرے تو اسکی اطاعت
نہ کرے۔ پھر اللہ تعالے اُن مؤمنین کا حال بیان فرماتا ہے جن کے دل

[1] بعض مسلمان ایسے بھی ہین کہ جب شرع سے خود کو ضرر پہنچتا ہو تو قانون کی طرف رجوع کرتے
ہین وہ اس آیت سے نصیحت لین ورنہ انھین منافقون مین انکا بھی حشر ہوگا۔ [2] طبرانی مین ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سلطان کی طرف بلایا گیا اور اُس نے قبول
نہ کیا تو وہ ظالم ہے اِس کا کچھہ حق نہین (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ حاکم کی اطاعت کے لئے بہت
سی حدیثین ہین۔ اللہ تعالی حاکمون کو شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر قایم رکھے۔ خصوص شاہ دکن کو!!

زبان باہم موافق ہین۔ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
مسلمانون کی گفتگو جب کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جاتے
ہین تاکہ آن مین (رسول) فیصلہ کردے یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہین ہم نے سنا
اور اطاعت کی۔ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہین۔ اور جو کوئی اللہ
اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اللہ سے ڈریگا اور اُس (کی
نافرمانی) سے بچیگا تو یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔ یعنے مؤمنین اللہ تعالے
اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بسر وچشم خوشی سے قبول کرتے
ہین۔ اور فرمان برداری مین پورے اُترتے ہین۔ اسی لئے اُنکی شان مین
فرمایا کہ وہ کامیاب ہونیوالے ہین۔ یعنے جس سے اُن کو خوف ہو اس سے
دور رہین گے اور جو مراد ہو وہ حاصل ہو جاے گی۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ
و رسول کی اطاعت کرین گے یعنے خواہ فرایض وسنن ہون یا محرمات و
مکروہات۔ اور گزشتہ گناہون سے ڈرین گے اور آئندہ گناہون سے بچین گے
تو یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔ یعنے ہر طرح کی بھلائی حاصل ہوگی اور

یَتَّقْهِ
قالون اور ہشام ایک
وجہ سے ساتھ کسر قاف
کے اور ورش وکمی و
ابن ذکوان وخلف
وکسائی ساتھ صلہ یا
کے یہی طریق ثانی
ہشام وخلاد کا ہے
بصری اور شعبہ اور خلاد
ایک وجہ سے ساتھ
سکون ہا کے یعنے
ساتھ کسر قاف و
سکون ہا کے ۱۲۔

دنیا و آخرت میں ہر برائی سے نجات پائیں گے۔ پھر منافقوں کا باقی حال بیان
فرما کے سچی اطاعت کا حکم فرماتا ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ
لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ
وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ۝ اور (منافقوں نے) اللہ کی سخت قسمیں کھائیں کہ (اے نبی)
اگر تم انھیں حکم دو تو بے شک وہ (لڑائی کے لئے) نکلیں (اے نبی) کہدو کہ
قسم نہ کھاؤ (تمھاری) اطاعت ظاہری ہے۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو

فَاِنْ تَوَلَّوْا بڑی سات تشدید تا کے باوجود باقی رکھنے سکون نون کے حالت وصل میں۔ ۱۲

جہد ایمانہم۔ منصوب علی الحال ای ... وہو مصدر لاقسموا من معناہ وہو مستانف ... جہد نفسہ اذا بلغ وسعہا ای کلفہا ... الایمان و تشدیدہا
تولوا اصل میں تتولوا ہے تخفیف کیلئے ایک تا ساقط ہے۔ اور یہ فعل ماضی نہیں جس طرح بعض مترجموں نے
لکھا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ اگر فعل ماضی ہوتا تو بجائے علیکم ما حملتم وعلیہم ما حملوا ہونا تھا۔ ما حمل جو اس
بوجھ رکھا گیا۔ اس میں ثقل و گرانی کی طرف اشارہ ہے۔ تبلیغ رسالت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یہ دونوں ہی آسانیاں ہیں۔ لہ لئن امرتہم بالخروج فی الغزو لیخرجن (ابن کثیر) ۱۲
سلہ قیل معناہ طاعتکم طاعۃ معروفۃ وقیل لیکن امرکم طاعۃ معروفۃ ای بالمعروف من
غیر حلف (ابن کثیر) یعنے کہ اگر تمھاری طاعت ہو تو بطور معروف ہو۔ جیسے مومنین بغیر حلف و قسم کے
کرتے ہیں اور بعض نے کہا طاعۃ معروفۃ للنبی صلے اللہ علیہ وسلم خیر من قسمکم یعنے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی طاعت معروف ادا کرنا یہ تمھاری قسم کھانے سے بہتر ہے بعض نے کہا ہذہ طاعۃ
معروفۃ یعنی یہ طاعت تو ایسی چیز ہے کہ تم میں یا کوئی ہو اس سے معروف ہو جاتی ہے جو وہ کسیقدر اسکو چھپائے۔ طبرانی کی روایت
حضرت عثمان سے ہے کہ بندہ کیسا ہی کوئی کام چھپا کے کرے اللہ تعالیٰ اسکو مشہور کر دیتا ہے (خواہ وہ برا کام ہو یا اچھا) ۱۲

اللہ اُس سے خبردار ہے۔ (اے نبی) کہو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی
اطاعت کرو۔ پھر اگر تم روگردانی کرو تو نبی پر وہی چیز ہے جو اُن (کے ذمہ)
پر رکھی گئی (یعنے تبلیغ احکام الٰہی) اور تم پر وہ چیز ہے جو تمھارے (ذمہ) پر
رکھی گئی ہے۔ (یعنے تعمیل احکام الٰہی) اور اگر تم رسول کی فرمانبرداری کروگے
تو راہ پاؤگے۔ اور رسول کے ذمّہ تو صرف (حکم خدا) صاف طور پہنچا دینا ہے۔

یہ دوسرا فریب منافقون کا ذکر فرمایا کہ منافق قسم کھا کھا کے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہتے ہین کہ اگر حکم دیجیے تو ابھی جہاد کے لیے نکلین۔ ارشاد ہوتا ہے
کہ اے نبی کریم تم کہدو کہ قسمین نہ کھاؤ کہ یہ تمھاری اطاعت تو معلوم ہو چکی
کہ صرف قولِ بے عمل ہے اور جب تم نے قسم کھائی تو جھوٹی۔ اللہ تعالے
تمھارے اعمال سے خبردار ہے۔ اس سے کون سی شے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔
ہان تم اپنی جھوٹی قسمون سے مخلوق کو دہوکا دے سکوگے۔ لیکن جو تمھارے
ظاہر و باطن سے آگاہ ہو اُس کے آگے تمھاری فریب دہی نہین چل سکتی۔

لہ ایک دوسرے جاے فرمایا یحلفون لکم لترضوا عنھم الایہ یعنے تمھارے سلئے
قسمین کھاتے ہین کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ اور فرمایا اتخذوا ایمانھم جنۃ الایہ
یعنے انھون نے قسمون کو اپنی ڈھال بنا لیا ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ و رسول کی اطاعت کرو یعنے کتاب آلہی اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر چلو۔ پس اگر تم منہ موڑو اور راہ شریعت کو چھوڑ دو تو رسول پر صرف تبلیغ رسالت اور ادائے امانت ہے۔ اور تم پر وہ ہے جس کے تم ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت کرنا۔ اور اگر تم رسول کا کہا مانوگے تو ہدایت پاؤگے۔ اور جو جس قدر متابعت مین کامل ہوگا اسی قدر مکاشفات و مشاہدات مین کمال حاصل کریگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احکام آلہی صاف طور سے پہنچاتے ہین۔ اور اس دین کی اشاعت کرنا خداوند عالم کے ذمہ ہے چنانچہ وہ وعدہ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اُسْتُخْلِفَ شعبہ سا تہ ضم تاء اور کسر لام کے اور ابتدا میں ساتہ ہمزہ وصل مضموم ہوگی ۔ ۱۲

وعد اللہ الآیہ ۔ امام احمد نے اپنے مسند کے تئیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب یہ آیت اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کو بلندی و رفعت اور دین و نصرت اور زمین مین حکومت کی بشارت دیگئی۔ تو جو کوئی انمین سے آخرت کا کام دنیا کے واسطے کریگا تو اسکو آخرت مین کچھ حصہ نہوگا (ابن کثیر)

(در) لیستخلفنهم ۔ وهو جواب قسم ای لیجعلنهم خلفاء ۔ فالمفعول محذ وف دل علیه جواب القسم ای استخلافهم لان وعد یتعدی بمفعولین ۔ تقدیرہ وعدهم اللہ واقسم لیستخلفنهم ۔ او الوعد فی تحققه منزل منزلة القسم ۔ کما استخلف ۔ مامصدریة ۔ وهو صفة لمحذ وف ای استخلافا مثل استخلافهم

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ○ جو لوگ تم مین سے ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن سے
اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ انھین ضرور زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اُن لوگونکو

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ کی وشعبہ بسا کنت با تخفیف دال کے باب افعال سے ۱۲

ولیمکنن - اصلہ جعل الشئ فی مکان ثم استعمل فی لازمہ وھو الثبوت والمکنۃ (خفاجی)

لہ ابن کثیر نے لکھا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ ہے
کہ ہم آپ کی امت مرحومہ کو اس حالت خوف و تنگی مین نہ چھوڑین گے - بلکہ زمین پر خلیفہ کرین گے
یعنے لوگون پر سردار و حاکم کرین گے اُن کے ذریعہ سے زمین کو آباد و عدل سے معمور کرین گے -
اور لوگ انھین کے مطیع ہون گے - تو اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا وللہ الحمد والمنۃ چنانچہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے سے پہلے مکہ و خیبر و بحرین و یمن و طائف و باقی
جزیرۂ عرب فتح ہو گئے اور آپ نے مجوس ہجر اور بعض اطراف شام سے جزیہ وصول کیا - اور
بادشاہ روم و بادشاہ مصر و اسکندریہ و بادشاہ عمان و نجاشی حبشہ نے آپ کو ہدیے بھیجے اور
اصحاب رضی اللہ عنہم بھی کامل ہو چکے تھے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دار آخرت کو اختیار
کیا - اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہان کی مسند کرامت پر بلا لیا - پھر جب آپ نے انتقال فرمایا تو امر
خلافت پر آپ کے اصحاب مین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قائم ہوئے اور جزیرۂ
عرب فتح کیا اور فوراً لشکرون کو بلاد فارس کی طرف بسرداری خالد بن الولید اور دوسرا لشکر
بسرداری حضرت ابو عبیدہ امین الامۃ مع دیگر امراء کے بجانب شام اور تیسرا لشکر بسرداری

خلیفہ بنایا جو اُن سے پہلے تھے اور ضرور اُن کے لئے اُن کے اس دین کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ) عمرو بن العاص بجانب مصر روانہ کیا پھر لشکر اول نے ایک ٹکڑا عراق فارس سے فتح کیا اور آپ کی حیات مین لشکر شام نے بصرہ وحران ودمشق اور اسکے اطراف کو فتح کرلیا اور سلسلہ فتح قائم ہوگیا تو اللہ تعالے نے آپ کو دار کرامت مین بلالیا اور آپ کو الہام فرمایا تو آپ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کردیا یہ بہت بڑا احسان الٰہی تھا کہ اس فاروق اعظم مین وہ کمال عدل اور قوت سیرت اللہ تعالے نے بعد انبیا علیہم السلام کے رکھی کہ انکا مثل دیکھا نہین گیا اور آپ کے زمانہ مین تمام بلاد شام وبلاد مصر اور اکثر اقلیم فارس فتح ہوگئے۔ اور بادشاہ فارس جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی چاک کیا تھا شدت سے خوار ہوا اور پریشان وآوارہ اپنی مملکت کے ایک گوشہ مین پناہ گیر تھا اور شاہ روم بھاگ کر قسطنطنیہ چلاگیا اور خلیفہ عادل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام اُن کافرون کے خزانے اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کردیئے جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا اسکا وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جب آپ کے بعد خلیفہ برحق حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ہوئے تو اسلام کی شوکت اس انتہا کو پہونچی جسکی خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی کہ اللہ تعالے نے میرے واسطے زمین لپیٹ دی مین نے جہان تک دیکھ لی وہان تک میری امت کا ملک عنقریب پہنچیگا تو بلاد مغرب مین اندلس وقبرص وقیروان وسبتہ تک کہ آگے بحر ظلمات ہے پہونچ گیا اور جانب مشرق مین کسرے کو قتل کرڈالا اسکی سلطنت برباد کردی اور خراسان واہواز وبلخ تک پہونچ گئے اور مسلمانون نے ترک سے سخت قتال کیا اور خاقان چین خوار ہوا اور مشرق ومغرب سے خراج حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حضور مین پیش ہوا اور یہ آپ کی برکت تھی کیونکہ آپ اللہ تعالے عزوجل کی کتاب پاک کے جمع کرنے اور درس وتلاوت وحفظ ومحافظت پر مشغول تھے اور اہل ایمان وجماعت مؤمنین اللہ تعالے کی

(حاشیہ) بیان خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ — بیان خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

جسے اُن کے لیے پسند فرمایا ہے مضبوط کردیگا اور اُنھین اُن کے خوف کے بعد

مین امن عنایت فرمائے گا۔ وہ میری عبادت کیا کرین گے اور میرے ساتھ

کسی کو شریک نہ کرین گے۔ اور جو کوئی اس کے بعد ناشکری کریگا تو وہی لوگ

فاسق ہین۔ اللہ تعالےٰ نے مؤمنون سے وعدہ کیا کہ تمھارے ایمان والون

نکوکارون کو زمین پر خلیفہ اور بادشاہ کریگا جس طرح بنی اسرائیل کو جو اُنکے

پہلے تھے خلیفہ بنایا تھا۔ اور اُن کے دین کو ضرور قوت کے ساتھ متمکن اور ثابت

کردیگا اور خوف کے بعد امن دیگا۔ اسی حالت پر بے خوف وخطر وحدہ لاشریک

کی عبادت کرتے رہین گے۔ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے وہ فاسق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۸) عبادت وریاضت مین اور جہاد وطاعت مین قائم تھے وہ دنیا کو
وبال اور آخرت کو منزل جانتے تھے اور دنیوی زندگی کو واسطے سامان آخرت کے پسند کرتے تھے۔
اور اُنکی خواہشین اس دارِ محنت کی راحت وآسایش کی طرف نہ تھین فقیر کہتا ہے کہ پھر مولا علی رضی
عنہ خلیفہ ہوے اور حسبِ فرمان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم خلافت تیس سال مین ختم ہوگئی۔
اس تفصیل سے کہ خلافتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال۔ خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس سال
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارا سال۔ خلافتِ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ چھ سال۔ لوگون نے
مولا علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کی کہ آپ کے وقت مین ترقی اسلام جسطرح چاہیے نہ ہوئی اسکا کیا سبب ہے
فرمایا کہ مین اُن خلفا کا مشیر اور بازو تھا اور میرے مشیر تم جیسے لوگ ہین تو اب کسطرح ترقی ہوگی ۱۲

بعض سلف نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اللہ تعالےٰ کی کتاب
مین ہے اور یہی آیت پڑھی "فقیر کہتا ہے کہ للہ الحمد یہ پیشین گوئی خلفاء راشدین
سے پوری ہوئی۔ اور معجزہ قرآنی ظاہر ہوگیا۔ وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي
الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ اور (اے مسلمانو) نماز پڑھو اور
زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (اے مخاطب) تو
کافروں کو زمین میں (ہمارے) عاجز کرنیوالے نہ سمجھ (بلکہ ہم سب پر غالب ہیں)
اور انکا ٹھکانا آگ ہے۔ اور البتہ وہ بری جگہ ہے۔ اس آیت میں عبادت خالق
(یعنے نماز) اور شفقت وقرار احسان (یعنے زکوٰۃ) کا حکم فرمایا۔ اور طاعت نبوی
سے رحمت الٰہی نازل ہونے کی خبر دی چنانچہ دوسری آیت مین صاف طور سے
فرمایا اولئک سیرحمھم اللہ الایہ۔ پھر فرماتا ہے کہ کفار کسی طرح اسلام کو مٹا
نہین سکتے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ ایک گروہ

لاتحسبن نافع دمکی دبصری و کسائی ساتہ کسرسین کے۔ لایحسبن شامی وحمزہ ساتہ یاد فتح سین کے۔ بصیغہ غائب۔

لے ابن کثیر۔ ۲ے صحیح بخاری مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میرے
واسطے زمین لپیٹ دی۔ یعنے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھا۔ پس قریب ہے میری امت کا ملک کہ جسقدر میرے لئے
زمین لپیٹ دی گئی تھی وہان تک پہنچ جائیگا (ابن کثیر) ۳ے صحیحین مین کئی وجہ سے (ابن کثیر) ۱۲

میری اُمت سے حق پر مظفر و منصور رہے گا جو اُنکی مخالفت کرنا چاہے وہ اُن کو
کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا یہان تک کہ اللہ کا حکم آئے ۔ اور وہ اسی حال پر رہینگے
یہان تک کہ دجال سے مقاتلہ کرین گے ۔ جو آیت کہ ابتدا سورت مین استیذان
کے متعلق گذری اُس مین غیرون کے لئے اجازت طلب کرنیکا حکم تھا اور اب
متعلقین کو اور لڑکون کو استیذان سکھلاتا ہے ۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ
صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ

ثلٰث — شعبہ و حمزہ و کسائی نے نصب تا کے بدلے ہے ثلث مرات سے ۔ تو اسصورت مین وقف نہین ہے یا ساتھ فعل مقدر کے منصوب ہے ۱۲

الحلم ۔ الحلم بضم اللام وسکونها ما یراه النائم وقد حلم یحلم بالضم حلمًا و حلمًا ۔ واحتلم ایضا (مختار) یہان بلوغ کو احتلام سے تعبیر ہوئی ہے کیونکہ یہ اُسکی قوی دلیل ہے من الظھیرۃ ۔ و الظھیرۃ الھاجرۃ ۔ و ھو نصف النھار عند اشتداد الحر (مختار) یہ حین کا بیان ہے یعنی بسبب دوپہر کی گرمی کے تم کپڑے رکھدیا کرتے ہو ۔ ثلث عورات ۔ ای اختلالات فی التستر والتحفظ لکم ۔ واصل العورۃ الخلل و منھا اعور المکان ای اختل حاله ۔ ورجل اعور اذا بدا فیه خلل ۔ وسمیت ھذہ الاوقات عورات لان الانسان یضع فیھا ثیابه فربما تبدو عورته ۔ اعراب کے لحاظ سے ثلث مبتدا مقدر کی خبر ہے جس کے بعد مضاف بھی ہے اور یہ مضاف الیہ اُس کے قایم مقام ہوگیا ہے ای ھی اوقات ۔ یا یہ خود مبتدا ہے اور اُسکا مابعد اُسکی خبر ہے ۔ بعدھن ۔ ای بعد ھذہ الاوقات الثلاثة ۱۲

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۱۵

ایمان والو تمھارے مملوک اور تم میں سے وہ لوگ جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے (دن رات میں) تین مرتبہ اجازت طلب کیا کریں۔ فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتار کر رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد (یہہ) تین (وقت) تمھارے بے پردگی کے ہیں۔ بعد ان (اوقات کے) نہ تم پر اور نہ ان پر کچھ گناہ ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہو۔ اسیطرح اللہ اپنی آیتیں تمھارے لئے بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں سے لڑکے حد بلوغ کو پہونچ جائیں تو ان کو چاہئے کہ اسیطرح اجازت لیا کریں جسطرح ان کے اگلے (یعنے بالغ اجازت لیا کرتے ہیں) اسیطرح اللہ اپنی آیتیں تمھارے لئے بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ پہلی آیت میں مملوک اور نابالغ آزاد کو تین وقت[لہ] اذن طلب کرنے کا حکم فرمایا۔ (۱) نماز فجر سے پہلے (۲) دوپہر کے وقت

لہ رات کا وقت چونکہ طویل تھا لہذا ابتدا و انتہا کے اعتبار سے دو وقت قرار دئے۔ ۱۲

(۳) بعد نمازِ عشا۔ کہ ان اوقات مین خادم اور بچے بھی پکار کر آیا کرین کیونکہ یہ سونے کے اوقات ہین اور احتمال ہے کہ کوئی شخص[1] اپنی بی بی کے ساتھ مصروف ہو یا کسی کا ستر کھلا ہو۔ ان اوقات کے سوا دوسرے اوقات مین اجازت طلب

[1] عکرمہ سے روایت ہے کہ چند عراقی اشخاص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ اس آیت استیذان کے متعلق کیا فرماتے ہین جس مین ہم کو (اذن کا) حکم دیا گیا ہے لیکن کوئی اس پر عمل نہین کرتا یعنے آیت یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سے آخر آیت تک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خدا تعالے کا تو مسلمانون کے ساتھ نہایت حلیمانہ اور رحیمانہ برتاؤ ہے اور پردہ داری خدا تعالے کو بہت ہی پسند ہے (اُس زمانے مین) لوگون کے گھرون مین نہ پردے تھے نہ مسہریان تھین تو اکثر غلام یا لڑکا یا یتیم ایسے وقت مین چلا آتا تھا جبکہ کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ مصروف ہوتا تھا تو خدا تعالے نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ ان اوقات مین بغیر اجازت کے مکان مین داخل نہ ہوا کرین۔ اس کے بعد جب خدا تعالے نے ان کو پردے دئے اور ان پر اپنا فضل کیا تو پھر اس کے بعد مین نے کسی شخص کو اِس آیت پر عمل کرتے نہین دیکھا۔ ابو داؤد وغیرہ اس کے راوی ہین۔ (در) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ اکثر لوگون نے اجازت لینے کی آیت پر عمل نہین کیا۔ مین تو اپنی اس باندی کو حکم دیتا ہون کہ میرے پاس آنے مین اجازت لے لیا کرے۔ ابو داؤد وغیرہ اس کے راوی کل ہین (در) غرض ان دونون روایتون مین اختلاف نہین ہے غایت یہ کہ اس پہلی روایت سے اسقدر ثابت ہوا کہ اجازت لینے کا حکم ایک سبب پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ جو دالان کھلا ہوا ہو پردہ نہو یا کواڑ نہون تو ایسی صورت مین اجازت لیکر جائے۔ اور جہان کواڑ ہین یا مرد نے پردہ ڈالدیا تو اب خود روک معلوم ہوگی۔ ۱۲

کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ اُن کا خدمت وغیرہ کے لئے ہر وقت آنا جانا ہوتا ہے۔ اگر ہر وقت استیذان کا حکم ہوتا البتہ تکلیف ہوتی۔ جب بچون کا اور غلام اور باندی کا حکم بیان فرمایا کیونکہ یہ بات کو جلد مان لیتے ہین تو پھر دوسری آیت مین آزاد و بالغ کا حکم اسطرح بیان فرمایا کہ اُن کو اذن طلب کرنا ہر وقت لازم ہے۔ اب بوڑھی عورتون کا حال (کہ لباسِ حجاب مین ایسی زیادہ تشدد نہین) بیان فرماتا ہے۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اور بیٹھ رہنے والی عورتین جو نکاح کی خواہش نہین رکھتین تو اُن پر اپنے کپڑے اُتار رکھنے مین کچھ گناہ نہین اُس حال مین کہ آرائش ظاہر کرنے والی نہون۔ اور اُس سے بھی بچے رہین تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ یعنے بیٹھ رہنے والیان وہ بوڑھیان ہین کہ جن کا حیض منقطع ہو گیا ہو

مُتَبَرِّجٰتٍ۔ تبرجت۔ اظہرت زینتہا للرجال (قاموس)۔ یَسْتَعْفِفْنَ۔ ہو طلب العفاف۔ عَفَّ عن الحرام یعف بالکسر عفۃ وعفا وعفافۃ ای کف۔ فہو عفٌّ وعَفِیفٌ۔ والمرأۃ عفۃ وعفیفۃ (مختار) ۱۲

منزل چہارم

اور اولاد سے مایوس ہوگئین اور بسبب بڑھاپے کے انکو مردون کی خواہش
نہین۔ اور بیاہ کرنے کا شوق نہین رہا۔ تو ایسی عورتون پر گناہ و حرج نہین کہ
اپنے کپڑے اتار دین جس طرح چادر وغیرہ جو پردے کے طور پر ہون۔ برخلاف
پاجامہ اور کرتہ وغیرہ کے کہ اُسکا اتارنا مردون کے سامنے کسی حال مین روا نہین
اور یہ اُتارنا اس شرط پر موقوف ہے کہ عورتون کا مقصود اس سے اظہار زینت
نہو تو ایسی عورتون کو ستر عورت پر اکتفا جائز ہے۔ اور بہتر تو یہ ہے کہ اُس سے
بھی عفت اختیار کرین یعنے اوپر کی چادر وغیرہ بھی نہ اُتارین[1] پھر اللہ تعالے
آداب طعام وغیرہ سکھلاتا ہے۔ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ

آداب طعام

[1] جاننا چاہیے کہ جب عورتون کو دیکھنے سے مردون کے دل مین اُن کا عشق اور فریفتگی
پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح عورتون کو مردون کے دیکھنے سے۔ اور بسا اوقات یہ اس بات کا سبب
ہوجاتے ہین کہ بے نکاح کے اُن سے شہوت پوری کی جاے۔ تو اللہ تعالے نے حجاب مقرر
فرمایا۔ کیونکہ ستر کا منشا حیا۔ اور نفس کی حفاظت کرنا اور اُسکو قید مین رکھنا ہے۔ اور بیحیائی
سے بچنا ہے ۱۲ لیس علی الاعمی حرج مفسرین مختلف ہین کہ اندھے اور لنگڑے اور بیمار پر حرج
نہین کے کیا معنے ہین۔ عطاء خراسانی و عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ ان لوگون پر جہاد نہ کرنے
مین کچھ حرج نہین کیونکہ یہ لوگ جہاد مین جانے سے عاجز ہین ۱۲ پھر فرمایا کہ تم لوگون پر اُن
بیوت مذکورہ مین کھانے سے کچھ حرج نہین۔ چونکہ دونون گروہ سے حرج منفی تھا اس لیے دونو

وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۸) جواب مین جمع فرادیا۔ دوسرا قول سلف سے اسطرح مروی ہے کہ تندرست کھانے مین زیادہ کھالینگے اور اس سے اُن معذورون پر ظلم ہوگا تو تندرست ان کے ہمراہ کھانا پسند نہین کرتے تھے تو یہ آیت اُتری۔ اور علی الاعمی کے معنی فی الاعمی ہون گے۔ تیسرا قول ضحاک کا ہے کہ لوگ اُن کے ساتھ کھانے کو کراہت کرتے تھے۔ چوتھا قول یہ کہ ان معذورون کو لوگ اپنے باپ یا بھائی وغیرہ کے گھر لیجاتے تو اُن معذورون کو دوسرون کے گھر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا اور وہان کھانے نہین ملال کرتے۔ پانچوان قول سدی نے کہا کہ کبھی آدمی اپنے قریب رشتہ دارون کے پاس جاتا۔ اور مالک مکان اُسوقت موجود نہوتا تو عورت بطور تواضع کھانا پیش کرتی تو آدمی بغیر اجازت مالک کے کھانے سے اجتناب کرتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ عام حکم اُتار دیا کہ کچھ حرج نہین یعنے نہ اندھے پر اپنے قریب رشتہ دار کے یہان کھانے مین حرج ہو اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر (ابن کثیر مع تصرف یسیر) فقیر کہتا ہے کہ ابن جریر نے اسی آخر قول کو اختیار کیا۔ اور کہا کہ اَنْ تَاْكُلُوْا سے اندھے اور اعرج سب کو خطاب ہے قاعدہ ہے کہ جب غائب اور مخاطب ہو تو مخاطب کو غلبہ دیتے ہین۔ کہتے ہین انت واخوک قمتما۔ اور یون نہ کہین گے انت واخوک جلسا۔ تو یہان بھی وَلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ یعنی ولا علیکم مین اعمی اور اعرج سب کو مخاطب بنا کر فرمایا ان تاکلوا الخ اندھے اور لنگڑے اور مریض کا نفقہ اُن کے اقارب پر ہے تو اُنمین سے کسی کیلئے کھانے مین حرج نہین۔ اور ایسے ہی جس کا نفقہ ہو وہ اُن کے پاس سے کھا سکتا ہے۔ خواہ نفقہ فرض ہو خواہ تبرع و نفل جیسے ماموں اور خالہ وغیرہ۔ بیوتکم یعنے تمہارے گھر اور دوسرے مذکور گھر اس حکم مین برابر ہین۔ اور تمہارے

اُمَّهٰتِكُمْ حمزہ ساتھ کسرہ ہمزہ و میم کے جس وقت کہ ما قبل سے وصل کرین۔ اور کسائی کسرہ ہمزہ کا وصل مین۔ اور جب ابتدا کرین تو دونون بھی مثل باقی قراء کے ہین۔

بُيُوْتِ قالون و مکی و شامی و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ کسرہ با کے اور اس کے جیسے سب کلمات مین۔

أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا
دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ نہ اندھے پر کچھ حرج ہے نہ لنگڑے ع ۸
پر کچھ حرج اور نہ بیمار پر کچھ حرج اور نہ خود تمپر کچھ حرج اس بات مین کہ اپنے
گھرون مین سے کھاؤ یا اپنے باپون کے گھرون سے یا اپنی ماؤن کے گھرون سے
یا اپنے بھائیون کے گھرون سے یا اپنی بہنون کے گھرون سے یا اپنے چچاؤن
کے گھرون سے یا اپنی پھوپھیون کے گھرون سے یا اپنے ماموؤن کے
گھرون سے یا اپنی خالاؤن کے گھرون سے یا اُن (کے گھرون) سے جنکی
کنجیان تمھارے اختیار مین ہون یا اپنے دوست (کے گھر) سے تم پر کچھ
حرج نہین سب ملکر کھاؤ یا جدا جدا۔ پس جب تم گھرون مین جاؤ تو اپنے لوگونکو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۶) گھرون مین بیٹون کے گھر بھی داخل ہوگئے۔ اسی لئے بیوتکم فرمایا علیحدہ انکا ذکر نہین کیا۔ مسند امام احمد اور سنن مین روایت ہیکہ انت ومالک لابیک یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ او صدیقکم یعنی صدیق وہ جسکی محبت صدق کیساتھ یعنی سچی ہو۔ اگرچہ اس سے قرابت نہو۔ علی انفسکم۔ اپنی جانونپر کیونکہ سب مسلمان ایک ہی جان کی طرح ہین حسن بصری وغیرہ نے فرمایا باہم بعض بعض کو سلام کرو۔ تحیۃ مفعول مطلق سلموا کا ہے بلحاظ ہم معنی ہونے کے جسطرح جلست قعودا ہے ۱۲

سلام کرو دعاے خیر برکت والی پاکیزہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ
بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ اُتری تو مسلمانون نے کہا کہ اللہ تعالی نے آپس مین ایک
دوسرے کے اموال کھانے سے منع فرمایا۔ اور ہمارا زیادہ نفیس مال طعام
ہے۔ تو ہمین کسی کے پاس کھانا حلال نہین اور اس سے لوگ بچنے لگے تو
اللہ تعالے نے آیت لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ نازل فرمائی۔ اور اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗ سے وہ وکیل مراد ہے جو اموال و مکانات وغیرہ پر کسی کی طرف سے
ہو تو ایسا شخص کھانا یا پھل یا دودھ وغیرہ کھاے تو مضائقہ نہین (بشرطیکہ وہ راضی ہو)
(اور) الگ الگ کھانے سے بھی لوگ پرہیز کرتے تھے تو اسکی بھی اجازت دیگئی
کہ چاہو تو ملکر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ۔ لیکن جمع ہو کر کھانا افضل ہے۔ امام ابو حنیفہ

لہ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین (در) ۲ امام احمد نے وحشی
بن حرب سے روایت کی کہ ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ کھاتے
ہین اور آسودہ نہین ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ تم تنہا ایک ایک کھاتے ہو اُس نے عرض کی کہ ہان تو
فرمایا کہ اپنے کھانے پر سب جمع ہو کر بسم اللہ کہہ کے کھاؤ سیر ہو جاؤ گے تمھارے لئے اس مین برکت
دیجاے گی۔ اصل حدیث مسند احمد اور سنن ابو داؤد مین ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ تم لوگ
متفرق مت کھاؤ کہ برکت تو اکٹھے ہونے مین ہے۔ ابن ماجہ اسکے راوی ہین۔ (ابن کثیر) ۳ (ابن کثیر) ۱۲

اور امام احمد حنبل اس آیت سے استدلال کرتے ہین کہ بعض محتاج اقارب کا نفقہ دوسرے اغنیا پر واجب ہے بعض ان گیارہ مکانات کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ انمین قرینہ ضعیف سے بہی کہانیکی اجازت کافی ہے اگرچہ وہ حاضر نہون کیونکہ انمین باہم نہایت ہی ارتباط ہے تو اسقدر چیز کا مضایقہ نہو گا۔ اور چار قسم کے آدمی مذکور ہین اور ہر ایک کے ذکر مین ایک فائدہ ہے (۱) مریض وغیرہ کہ انسے اختلاط مین انکی دلجوئی و ہمدردی ہے۔ (۲) اقارب کہ انسے صلۂ رحمی منظور ہے (۳) وکیل و داروغہ کہ تا ایسے لوگ خوشی سے کام کرین (۴) دوست کہ ان مین جسقدر بے تکلفی ہو باعث زیادتی محبت ہے۔ یہہ سب خست و بخل چہوڑ دین اور باہم کہانے پینے مین کمی بیشی کا خیال نہ کرین۔

لہ مسئلہ کسی کا کہانا بدون اجازت جائز نہین مگر با اجازت اور اجازت خواہ صریحی ہے جیسے کہے کہ کہاؤ یا سامنے کہانے کے اندازسے رکہدے خواہ ضمنی جیسے خادم و تابع و اولاد۔ کہ انکے سامنے بنام کہنا خلاف عادت ہے خواہ حکمی ہو جو کسی قرینے اور عنوان سے سمجہے جاوے جیسے بعض دوستون یا عزیزون سے از حد بے تکلفی خواہ عرفی ہو جو حسب عادت عام معلوم ہے جیسے زن و شوہر یا انمین جو ایک جا کہاتے پیتے ہین پہر یہ اجازت کبہی دائمی ہوتی ہے کبہی وقتی لازم ہے کہ بے تکلفی اور وسعت و فراخدلی کے ساتہہ مال مردم خوری سے بہی بچتا رہے (احمدی) لہ حکایت ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گہر مین آئے تو دیکہا کہ آپ کے دوستون مین سے ایک جماعت حلقہ کئے ہوئے بیٹہی ہے انہون نے تخت کے نیچے سے ایک زنبیل نکالی ہے جس مین کچہہ حلوا وغیرہ لطیف غذائین تہین اور سب بیٹہے ہوئے کہاتے ہین یہ دیکہکر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی رنگت خوشی کے مارے کندن کی طرح دمکنے لگی اور ہنس دئے اور کہا کہ مین نے یون ہی ان بزرگون کو یعنی صحابۂ رسول اللہ اکابر اہل بدر وغیرہ کو۔ سلف کے حالات ہین کہ آدمی اپنے دوست کے یہان جاتا اور وہ گہر مین نہوتا تو اسکی لونڈی سے اسکی ہمیانی مانگتا پس جسقدر اسمین سے چاہتا لیکر چلا جاتا پہر جب مالک مکان آیا تو لونڈی نے اسکو اس حال سے اطلاع دی کہ آپکا فلان دوست اسطرح اسمین سے لیگیا ہے پس اسنے اس خوشی مین اس لونڈی کو آزاد کر دیا (ابن کثیر)

اجازت صریحی ضمنی حکمی عرفی۔

عوارف مین ہے کہ جب کوئی اپنے دوست سے کہے کہ اپنے مال مین سے کچھ مجھے عطا کر۔ اور وہ دوست پوچھے کسقدر تو وہ دوستی کے قابل نہین۔ یعنے اُس دوست کو چاہیئے کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے اپنے حاجتمند دوست کے سامنے رکھدے۔ اس لئے کہ دوستِ جانی مالِ فانی سے بہتر ہے ۵

سہ یار اندر جہان باشد کہ دانی ۔۔۔ زبانی دان و نانی دان و جانی
بنانی نَن دہ واز در برانش ۔۔۔ تواضع کن ز یاران زبانی
(مخفف نان)
اگر آن یارِ جانی را بیابی ۔۔۔ نثارش کن تو عمر جاودانی

پھر فرمایا کہ جب گھرون مین داخل ہو تو ایک دوسرے کو سلام کرو۔ یہ تحیت و دعا اللہ تعالے کی طرف سے مقرر کی ہوئی مبارک اور پاک ہے

لہ نسائی وغیرہ صحاح مین مذکور ہے کہ سلام اللہ تعالے کا نام ہے۔ اور اسی کی اشاعت کا حکم ہے۔ تو السلام علیکم کے یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالی تمھارا نگہبان اور محافظ ہے۔ اب بجائے اُس کے کوئی اور لفظ تسلیم یا آداب وغیرہ استعمال کرنا سنت کو ترک کرکے بدعت پر عمل کرنا ہے۔ اسی طرح خطوط مین بھی اسی کی پابندی چاہیئے۔ اور اس سنت کو زندہ کرکے (موافق حدیث) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل کرین۔ (فائدہ) ابوداؤد بروایت ابوہریرہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی شخص مجلس مین پہونچے تو سلام کرے اور جب (مجلس سے) اٹھنے کا ارادہ کرے تو پھر سلام کرے۔ کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے بہتر نہین ہے (ابن کثیر) ۱۲

جب اس سورت مین بہت سے احکام اور آداب بیان ہوے اس لئے فرماتا ہی کہ اسی طرح اللہ تعالے تمھارے لئے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم ان احکام وآداب کو غور سے سمجھو بعد استیذان دخولِ مکان کی استیذانِ رخصت سکھلاتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وہی مومنین (کاملین) ہین جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور جب رسول کے ہمراہ کسی ایک کام مین ہوتے ہین جس مین جمع ہونے کی ضرورت ہی تو جب تک کہ پیغمبر سے اجازت نہ لین نہین جاتے بیشک (اے نبی) جو تم سے اجازت لیتے ہین وہی لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر

آدابِ حضور

ل؎ كذلك يبين الله الاية۔ یہ تیسرے مرتبہ زیادتیِ تاکید کے لئے لایا گیا۔ کیونکہ تکرار سے تفخیم و بزرگی معلوم ہوتی ہے تو جو شئے عظیم ہو اُس کے لئے زیادہ تاکید و اثبات کی ضرورت ہے۔ امرِ جامع یعنے کسی ایسے کام پر جس نے اُن کو اکٹھا کیا ہو یعنے وہ کام جو لوگون کے جمع ہونے کا سبب ہو یہ بطورِ مبالغہ ہے یعنے سببِ جمع کو جامع فرمایا تو یہ مجازِ عقلی۔ یا استعارہ مکنیہ ہے شانهم۔ الشان الحال والامر لايقال الا فيما يعظم من الاحوال والامور (مفرداتِ راغب) ۱۲

ایمان رکھتے ہین۔ پس جب وہ تم سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت چاہین

تو اُن مین سے جسے چاہو اجازت دو۔ اور اُن کے لئے اللہ سے مغفرت طلب

کرو۔ کیونکہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ جس طرح مومنین کو اندر آنیکے لئے

اجازت طلب کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح واپس جانے کے لئے بھی اجازت

چاہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ خصوصًا اُس وقت جب سب حضرت کے ہمراہ کسی

کام مین (جس طرح نمازِ جمعہ یا عید یا جماعت یا کسی مشورہ کے لئے) جمع ہو جائین

تو آنحضرت کے پاس سے نہ جائین یہانتک کہ آپ سے اجازت لے لین۔ اور

جو اس طرح کرے وہی مومن کامل ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم

فرماتا ہے کہ جب آپ سے کوئی جانے کے لئے اجازت طلب کرے تو آپ کو

اختیار ہے۔ اگر چاہین تو اجازت دے سکتے ہین۔ اور بعدِ اذن اُن کے لئے

اللہ سے بخشش طلب کیجے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے اسمین اشارہ

ہے کہ اُن کا جانے کے لئے اذن طلب کرنا گناہ ہے جو محتاجِ استغفار ہے کیونکہ

اسمین دنیوی کام کو دینی کام پر مقدم کرنا ہے۔ اور بے اذن چلے جانا تو

ضرور نفاق ہو گا اسی طرح امام و مرشد سے بھی ادب کا لحاظ رکھے[لہ] پھر اللہ تعالےٰ

لہ مریدین کو چاہئے سارے حالات مین اپنے مرشدون کی اتباع کرین اور شریعت و طریقت مین اُنھین سے مشورہ لین اور کہین دور جانے کا ہو تو بے اجازت بجا نہ لائین (روح البیان) ۱۲

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی اطاعت کی تاکید فرمائی۔ ۸
تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قد یعلم اللہ الذین
یتسللون منکم لواذا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم
فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم ○ (اے ایمان والو) رسول کو اسطرح
نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بے شک اللہ ان

دعاء الرسول۔ مصدر مضاف طرف فاعل کے ہے ای لا تجعلوا دعوتہ ایاکم فی الاعتقاد والعمل بہا۔ یا مصدر مضاف طرف مفعول کے ہے اور معنے لا تجعلوا نداءکم ایاہ وتسمیتکم لہ یعنے جیسے ایک دوسرے کو نام لیکر یا بلند آواز سے یا حجرے کے باہر سے پکارتے ہیں نہ پکاریں بلکہ تعظیمی لقب یا ایہا النبی یا ایہا الرسول سے ندا کریں چنانچہ خداوند عالم بھی اسی طرح ندا فرمایا ہے

یا آدم است با پدر انبیا خطاب	یا ایہا النبی خطاب محمد است

استاد و مرشد کا بھی اسی طرح ادب کریں ۱۲ یتسللون۔ انسل من بینہم خرج وتسلل مثلہ (مختار) ینسلون قلیلا قلیلا من الجماعۃ ونظیر تسلل تدرج وتدخل ای فی دلالۃ تفعل علی مواصلۃ العمل فی مہلۃ۔ لواذا۔ لاذ القوم ملاوذۃ ولواذا ای لاذ بعضہم ببعض ومنہ قولہ تعالی لواذا (مختار) لواذا ای بان یستتر بعضہم ببعض حتی یخرج او یلوذ بمن یؤذن لہ فینطلق معہ کانہ تابعہ۔ وانتصابہ علی الحال۔ واصل معنی لاذ لجأ (خفاجی) اللوذ بالشیء الاستتار والاحتصان بہ کاللواذ (قاموس) یخالفون۔ قال الراغب اصل معنی المخالفۃ ان یأخذ کل واحد طریقا غیر طریق الآخر فی حالہ او فعلہ (خفاجی) ۱۲۔

لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کے آسرے میں تھوڑے تھوڑے

(بے اجازت) نکل جاتے ہیں تو جو لوگ کہ نبی کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں

وہ اس بات سے ڈریں کہ انھیں کوئی آفت پہنچے یا دردناک عذاب آجائے

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے کا حکم فرمایا اور آپ سے مودبانہ کلام کرنے کا طریقہ سکھلایا ابن عباس فرماتے ہیں کہ لوگ یا محمد یا ابا القاسم کہا کرتے تھے تو اللہ تعالے نے آنحضرت کی تعظیم کے لحاظ سے اس پکارنے سے منع فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی اسقدر تعظیم و تکریم منظور ہے تو اُن کے حکم کی کس قدر بزرگی ہوگی اس لئے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالے نے اُن لوگوں کو پہچان لیا ہے جو تم میں سے کھسک جاتے ہیں اور بے اجازت نظر بچا کے

۱؎ دوسرا قول اس آیت میں یہ ہے کہ آپ کی بددعا کو غیروں کی بددعا کی طرح اعتقاد نہ کرو۔ اسلئے کہ آپ کی دعا مستجاب ہے تو اس سے تم کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں آپ بددعا کریں تو تم سب ہلاک ہو جاوگے۔ ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری اور عطیہ عوفی سے (ابن کثیر) ۲؎ جس طرح کہیں فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اور کہیں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔ ۳؎ اسی طرح مجاہد و سعید بن جبیر نے کہا (ابن کثیر) ۴؎ مقاتل رحمۃ اللہ نے بیان کیا کہ منافقوں پر جمعہ کے دن خطبہ گران گذرتا تو وہ لوگ رسول اللہ

تھوڑے تھوڑے چلے جاتے ہین۔ پس رسول کی مخالفت (خواہ ظاہر مین ہو یا باطن مین اُس) سے ڈرنا چاہئے کہ جس سے کوئی فتنہ (دل مین کفر یا نفاق یا بدعت کا) پہنچ جاوے یا عذاب الیم (قتل یا قید یا حد وغیرہ) دنیا یا آخرت مین نصیب ہو جاوے۔ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمھاری مثال اُس شخص کی جیسی ہے جس نے آگ سُلگھائی جب اطراف مین روشنی پھیل گئی تو پتنگے یہ کیڑے جو آگ مین گرتے ہین اُس مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶۴) صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی آڑ دہونڈتے تاکہ چپکے سے چھپ کر مسجد سے نکل جاوین۔ اور حال یہ تھا کہ جب جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ شروع کر دیتے تو کوئی شخص مسجد مین سے نکل نہین سکتا تھا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لیوے اور جب کوئی اجازت لینا چاہتا تو وہ اپنی انگلی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بدون زبان سے بولنے کے اشارتاً عرض کرتا۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اجازت دیدیتے تھے کیونکہ اگر کوئی آدمی منہ سے بولا اس حالت مین کہ آپ خطبہ پڑھتے مین تو اُس کا جمعہ باطل ہو جاتا تھا۔ سدی نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جماعت مین ہوتے تو آپس مین بعض کی آڑ مین بعض ہو جاتے تاکہ چھپ جائین پس چپکے نکل بھاگتے تھے۔ قتادہ نے کہا کہ لواذا یعنے چھپکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن سے۔ سفیان نے کہا کہ صف مین سے نکل جاتے تھے۔ مجاہد نے کہا یعنے مخالفت کر جاتے تھے (ابن کثیر) ۱۲ امام احمد و بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ابن کثیر) ۱۲۔

گرنے لگے۔ وہ شخص اُن کو بچانے لگا اور وہ ہجوم کرکے آگ میں گرنے ہی لگے اسی طرح میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر آگ میں گرنے سے منع کرتا ہوں اور تم میری نہ سُن کر اسی میں گرے جاتے ہو۔ پھر اللہ تعالے اپنی بادشاہت و حکومت کہ جو دنیا و آخرت میں ہے بیان فرماتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

آگاہ رہو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ بے شک تم جس (حالت) پر ہو وہ جانتا ہے۔ اور جس دن کہ وہ اسکی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ اُن کو خبر دار کردیگا اُس سے جو انھوں نے کیا ہے۔ اور اللہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ یعنے آسمان و زمین کا وہی بادشاہ ہے اور جو کچھ بندے ظاہر و پوشیدہ عمل کرتے ہیں وہ سب جانتا ہے اُس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور جب ساری مخلوق اللہ کی طرف یعنے قیامت کے دن لوٹائی جائے گی تو اللہ تعالے اُن کے ہر ایک عمل سے چھوٹا ہو یا بڑا جو کچھ کہ اُنھوں نے دنیا میں کیا تھا اُن کو آگاہ فرمادیگا۔[1]

قد یعلم۔ یہ قد تحقیق کے لئے ہے جس طرح اُس کے پہلے قد یعلم اللہ الذین یتسللون میں ہے

[1] دوسرے مقام میں فرمایا یُنَبَّؤُا الانسان یومئذ بما قدم واخر ۔ ۱۲

اور اللہ تو ہر چیز سے واقف ہے۔ بعض اہلِ حقیقت کہتے ہین کہ جو شے تجھے خدا سے غافل کرے وہی دنیا ہے ۵

ہر آن کو غافل از حق یک زمان ست	در آن دم کافر ست اما نہان ست

فقیر عرض کرتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے ہر حال سے واقف سمجھیگا تو اُسکو مقاماتِ توکل و تفویض و رضا حاصل ہونگے۔ لیکن ان مقامات مین بھی درجات ہین جسطرح بیان ہوتا ہے (کلمہ) توکل آدمی کا حق سبحانہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور وہ ایک مقام ہے۔ بعض کا توکل اسلیے ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مہمات و مشکلات کیلیے کافی ہے اسکی دلیل وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ہے۔ یہ رتبہ عام لوگون کا ہے۔ اور بعض کا توکل عبودیت کے لحاظ سے ہے تا کہ مالک جو چاہے سو کرے اور یہ رتبہ سالکون کا ہے۔ اور بعض کا توکل واسطے تصحیح ایمان کے ہے چنانچہ فرمایا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. اور بعض کا توکل اس لحاظ سے ہے کہ مخلوق سے نظر کو پھیرے اور صنعتِ آلہی کو دیکھے۔ اور بعض کا توکل اپنے عمل کو حق سبحانہ کے طرف رجوع کرنیکے خیال سے ہے۔ پھر تو نہ وہ عمل صالح کا دعوے کرتا ہے۔ نہ جزا کی طلب۔ اور بعض کا توکل حق سبحانہ کی طرف امر وجود کو رجوع کرنا ہے تو وہ سوائے حق کے کسیکو تصرف کرنیوالا نہین دیکھتا۔ اور یہ عمل ہر خطرہ و خیال و ہر حال و قال مین اسکے ہمراہ رہتا ہے۔ اور بعض کا توکل حق سبحانہ کی طرف اپنی صفات کو رجوع کرنیکے لحاظ سے ہے۔ تو وہ شخص امر صفات اُسکو سونپتا ہے کہ جسکی صفات حقیقی ہین۔ اور اپنے تصرف کا دعوے صفات پر نہین کرتا ہے۔ تو اُسکی تمام صفتین منسوب بحق ہوتی ہین۔ اور بعض کا کل توکل تجلیات کے حیثیت سے ہوتا ہے بس تجلی خاص کے سا متعلق نہین ہوتا اور اُسکو حق سبحانہ کو سونپ دیتا ہے اور

اختلافِ تجلیات مین شیونِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرتا ہی۔ اور یہ رتبہ عارفون کو ہی حاصل ہوتا ہی۔ (کلمہ)
تفویض۔ حق سبحانہ تعالے کے لئے اختیار کو چھوڑتا ہی لیکن نفس مین نزاعِ خفی باقی رہتی ہی اور تسلیم
اختیار و نزاع دونون کو ترک کرتا ہی۔ تو تفویض مین چھوڑنا اختیار کا ظاہری طور پر ہی۔ اور تسلیم مین اختیار
کا مادہ ظاہری و باطنی دونون طور پر منقطع ہوتا ہی۔ پس تفویض و تسلیم مین یہی فرق ہی۔ اور توکل ان دونون سے
اس بات مین علیحدہ ہی کہ جس امر مین متوکل توکل کرتا ہی دعوے ملکیت رکھتا ہی۔ برخلاف مفوض کے کہ وہ دعوے
سے بری ہی۔ لیکن باطن مین اُس کے ایک امرِ خاص کی طلب ہوتی ہی کہ اُسکا حاصل ہونا اُسکی نزدیک
اولیٰ ہی۔ اور صاحب تسلیم اس خصلت سے بھی بری رہتا ہی۔ تو تفویض و تسلیم بعض کو بلحاظ حسن و ثواب
آخرت کی ہی۔ اور بعض کو جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ کی خیال سی ہی تو نزاع نفع نہ دیگی۔ اور بعض کو حق سبحانہ کی
کبریائی دیکھنے سی ہی تو بندہ حق سبحانہ کی ملک مین جھگڑتا نہین ہی۔ اور بعض کو تفویض و تسلیم طاعت و
معصیت مین یکسان ہوتی ہی۔ امام سہل تستری فرماتے ہین کہ مَا ثَمَّ اِلَّا التَّسْلِيْمُ وَلَا وَجْهَ لِلْفِرَارِ اگرچہ قضاءِ
معصیت سے بھاگنا ناممکن ہی لیکن دعا و تضرع اور رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔
کہنا ضروری ہی۔ یہ مرتبہ مبتدیونکا ہی۔ اسواسطے کہ اولیاء مقرب خطراتِ معصیت سے بھی محفوظ ہین بلکہ
ہر ایک شی سی جو اللہ سی غافل کری بچی ہوئی ہین کیونکہ یہ حزب اللہ (یعنی گروہ الٰہی) ہین بعض کو
تفویض و تسلیم سلوک کی مقامو نمین ہی کہ اسی مقام کے اوپر جو مقام ہی نہین جانتی شیخ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ (یعنی صاحب کتاب) فرماتی ہین کہ میری نزدیک سالک کو یہ نہ چاہئی۔ اور بعض کو امور کون (یعنی مخلوقات)

مین ہی جو کشف سے بلا کی نازل ہونیکو عالم مین معلوم کرتے ہین اور اُسمین شفاعت نہین کرتے۔ امام شبلی قدس
سرہٗ نے ایک سرد آہ بھری جبکہ آپکو کشف مین علانیہ طور پر بلا کا نازل ہونا مخلوق پر معلوم ہوا تھا۔ امام جنید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ
یہ دل تنگی اور ٹھنڈی سانسین مقام تسلیم مین بیجا ہین (کلمہ ۹) رضا ہر چیز مین جو رکھتے ہین سکون کا ہونا اسکی تغییر
تبدیل اور تحویل نہ چاہنا۔ امام سہل تستری نے فرمایا کہ رضا قبل آنے قضا کی عزم رضا ہی یعنی ارادہ رضا کے
اور بعد حلول رضا ہی (یعنی جب بلا آئی اور اُس سے خوش رہے تو یہ رضا ہی) اور بعض کو رضا حق سبحانہ کے فعل پر ہوتی ہے
اگر دوزخ مین لیجاوین راضی ہی۔ اسکی علامتین یہ ہین کہ حق سبحانہ کی طرف نفس کا سکون باوجود اسباب منقطع ہونیکے
ہووے اور فعل کی نسبت خلق کی طرف کرنیکا مادہ منقطع ہوجاوے۔ اور اعمال اور مصیبتون مین جزا کی طلب
نہووے۔ اور بعض کو رضا بلحاظ ربوبیت حق سبحانہ کے ہووے یعنی رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا پیش نظر ہی۔ تو اُسکا دل غیر کا
مملوک نہووے اور اُسکی علامت اُن خطرون کا منعدم ہونا ہی جو ماسوا حق ہووین۔ اور بعض کو رضا مقام تلوین میں
ٹھیرنیکے لحاظ سے ہووے۔ تو ہر وقت تجلی خاص کے منتظر رہتا ہی جو تجلی سابق کے سوا ہوتی ہی تو اُسے تعین کا شوق
نہین ہوتا ہی اور تجلی واحد کی بقا کا طلبگار نہین ہوتا۔ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت
ہی کہ عورتون کے حق مین فرمایا کہ انکو گھر کیونمین نہ بٹھاؤ اور نہ انکو لکھنا سکھاؤ۔ بلکہ انکو سوت کاتنا اور سورۂ نور سکھاؤ[۱]

تمت سورۃ النور

[۱] حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین اور ابن مردویہ (در) لیکن خطیب نے لکھا کہ اخرجہ ابو عبداللہ فی البیع فی صحیحہ۔ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث صحیح بخاری کے بیوع مین سے ہی لیکن تصحیح نقل ضروری ہی کیونکہ جواز کتابت مین بھی حدیث آئی ہی۔ اسی لئے علما کو عورتون کے لکھنا سکھلانے مین اختلاف ہی کہتے ہین۔ فقیر کہتا ہی کہ اگر متقی عورتونکو لکھنا سکھلایا جاوے تو جائز ہے۔ ورنہ نہین۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ کفر گیرد کاملے ملت شود۔

المر
24
25